مکمل ناول

قسمت کا کھیل

حنا ناز

رات کی تاریکی ہر سو چھائی ہوئی تھی۔ ہر طرف سناٹے کا راج تھا۔ آج معمول سے ہٹ کر سڑک سنسان تھی۔ اور وہ اس سنسان سڑک پہ پاگلوں کی طرح بھاگ رہی تھی۔ بنا سوچے سمجھے کہ وہ کس راستے جا رہی ہے۔ دو گاڑیاں اس کا تعاقب کر رہیں تھیں۔ اس گاڑی میں بیٹھے سفاک لوگ اس پہ ہنس رہے تھے " جتنا بھاگ

سکتی ہو بھاگ لو آج۔ ہم بھی دیکھتے ہیں کہ بھاگ کر کونسی بل میں چھپتی ہو۔ جو تمھیں ہم سے بچا سکے گی۔" وہ ان کے قہقہے آسانی سے سن سکتی تھی۔ اچانک اس کا ڈوپٹہ اس کے پاؤں میں اٹکا اور وہ وہی گر گئی۔ وہ اٹھ کے بھاگنا چاہتی تھی مگر ہمت جواب دے گئی۔ اس نے بے بسی سے اپنے ڈوپٹے کو دیکھا۔ پھر ہمت کر کے اٹھی اور ایک بار پھر بھاگی مگر اتنی دیر تک وہ درندے اس کے سر پہنچ چکے تھے۔ ایک جھٹکے سے گاڑیاں اس کے آگے رو کیں۔ ان میں سے ایک لڑکا باہر نکلا جو کہ نکھیں جو کہ اس وقت آلگ بھگ چوبیس پچیس سال کا ہو گا۔ کھنگریالے بال، سیاہ ایک بھیانک منظر پیش کر رہیں تھیں۔ اک دم سے وہ اس کے سر پہنچا اس کے بال پکڑے۔ وہ درد سے چیخی۔ کہا تھا نہ شرافت سے کہ نکاح کرنا چاہتا ہوں تم سے۔ مگر تم جیسے لوگوں کو عزت کہاں راس آتی ہے۔ ٹھیک ہے پھر ایسے تو ایسے ہی صحیح۔ اب ساری زندگی کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گی۔" وہ غرایا تھا۔

اس کی لاکھ منت سماجت کے باوجود بھی کسی کو اس پہ رحم نہ آیا۔ اس نے اپنی سب سے قیمتی چیز کھو دی۔

ویسے یار اس کو زندہ چھوڑ کے کوئی غلطی تو نہیں کر رہے ہم "ان میں سے اک بولا۔

پہلے کبھی کچھ ہوا ہے جواب ہو گا۔ ویسے بھی یہ غریب لوگ کیڑے مکوڑے" ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ان کے پاس ایک عزت ہی تو ہوتی ہے۔ اس نے پاس پڑی لڑکی کی طرف حقارت سے دیکھا جو کہ اب وہ بھی نہیں رہی اس کے پاس۔ اگر باپ کی عزت پیاری ہو گی تو ساری زندگی منہ نہیں کھولے گی۔ اور تو کیوں ڈر رہا کونسا پہلی بار کیا ہے" وہ مکارانہ انداز میں بولا۔

"نہیں یار ویسے ہی کہا۔ اب کیا کرنا اس کا۔"

چھوڑ دیں گے کسی سڑک پہ بچ گئی تو ٹھیک ہے ورنہ خس کم جہاں پاک۔ "سب" نے قہقہہ لگایا تھا۔

بیل جا رہی تھی۔ دوسری بیل پہ فون اٹھایا گیا۔

ہیلو!!!!

"بتادیاہے میں نے چاچو کو کہ آج پھر ہمیشہ کی طرح آپ کی صاحبزادی لیٹ آئے گی۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا

"ہائے موحد تم کتنے اچھے ہو۔ویسے تمھیں کیسے پتہ کہ میں نے تمھیں اس لیے ہی فون کیا۔"

"ہاں جیسے تمھیں تو میں جانتا ہی نہیں ہوں نہ"

"بہت بہت شکریہ! میرا ساتھ دینے کے لیے۔ کیا ساری زندگی ایسے ہی ساتھ دو گے میرا؟" وہ ٹھہر ٹھہر کے بولی۔

"لو یہ بھی بھلا پوچھنے کی بات ہے۔" وہ اس کی بات کی گہرائی سمجھے بغیر بولا۔ جبکہ وہ اس کے جواب سے پر سکون ہو گئی جو خدشہ تھا اس کے دل میں دور ہو گیا۔

چلو ٹھیک ہے فون بند کرو مجھے بہت سارا کام ہے۔وہ مسکراہٹ دبا کے بولی۔

ہاں اب اپنا کام جو ہو گیا۔وہ منہ بناتے ہوئے بولا۔

وہ اس کا تایازاد تھا۔۔اس نے ہمیشہ اس کا ہر موقع پہ ساتھ دیا آج وہ جس مقام پہ تھی اس میں تقریباً نوے فیصد موحد کا ہاتھ تھا۔وہ دونوں کزن ہونے کے ساتھ

ساتھ بہت اچھے دوست تھے۔اسے اندازہ ہی نہیں ہوا کہ وہ اس کی زندگی میں کب اتنا اہم ہو گیا۔اور اس کا اقرار کرنے سے وہ خود سے بھی ڈرتی تھی۔

خیریت سوہا نظر نہیں آرہی" پھپھو ادھر ادھر نظریں دوڑاتیں ہوئیں بولیں۔"
پھپھو آپ کو پتہ بھی ہے کہ وہ لیٹ آتی۔جاب ہی ایسی ہے اس کی۔
جانتی ہوں۔لیکن یہ رات کو کونسی عدالتیں کھلی ہوتیں جو وہ آدھی رات باہر رہتی۔"وہ تیوری چڑھا کے بولیں۔
عدالتیں نہیں کھلی ہوتیں مگر کام تو کرنا ہی ہوتا۔کیس صرف عدالتوں میں ہی نہیں لڑے جاتے۔پہلے ان پہ کام بھی کیا جاتا ہے۔"موحد جتا کے بولا۔
"ہاں خود وہ عدالتوں میں لڑتی ہے اور تمھیں گھر میں اپنا وکیل بنا کے چھوڑ جاتی۔
جبکہ موحد نے ایک گہری سانس لی۔
ویسے جنید تم نے اس کی شادی کے بارے میں نہیں سوچا۔اٹھائیس کی ہونے"
" والی ہے۔اوپر سے ساری ساری رات باہر رہتی بعد میں مشکل ہو گی۔

چاچوا ٹھیں۔اپ کے سونے کا وقت ہو گیا ہے۔ چلیں آئیں۔ویسے بھی پھپھو بھی سفر کر کے تھک گئیں ہو گی انھیں بھی آرام کرنے دیں۔اٹھیں اٹھیں!!!!اس سے پہلے کہ جنید صاحب کچھ بولتے موحد بولا تھا۔جبکہ کے پھپھو گھور کے ہی رہ گئیں تھیں۔

ہونہہ!!پورا چمچہ ہے اس وکیل کا۔"وہ بڑبڑائی تھیں۔

جیند اور جمشید دو بھائی تھے۔جیند صاحب کی ایک بیٹی تھی سوہا۔جبکہ جمشید صاحب کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔موحد اور شنایا۔دونوں بھائیوں میں تو محبت تھی ہی آگے ان کی اولاد بھی سلوک سے رہتی تھی۔

وہ رات گئے واپس آرہی تھی کہ تبھی اس کی گاڑی کے آگے کوئی آیا اس سے پہلے کہ وہ گاڑی سے ٹکراتا اس نے بمشکل بریک لگائی۔سوہا بھاگ کے گاڑی سے نکلی۔ سڑک پہ گری لڑکی کی حالت دیکھ کے اس کا دل دہل گیا۔اس نے لڑکی کو سہارا دے کے گاڑی میں بٹھایا اور ہسپتال لے گئی۔

صبح تقریباً تین بجے کے قریب وہ گھر پہنچی۔ کمرے کی طرف جا ہی رہی تھی کہ اسے آواز سنائی دی۔

لگ گیا ہے ٹائم گھر آنے کا؟؟

"وہ تائی جان آج کام زیادہ تھا بس اسی وجہ سے دیر ہو گئی۔

بہتر ہو گا کہ جلدی آیا کرو کل کلا کو کچھ ہو گیا تو لوگ تو یہی کہیں گے نہ کہ ذمہ لیا تھا لیکن سنبھال پھر بھی نہ سکے ماں تو تمھاری اپنے شوق پورے کرنے کے لیے ہمارے پلے چھوڑ گئی تمھیں۔ اب تم ہی تھوڑا خیال کر لو۔ باپ نے اگر اعتبار کیا ہے تو بھرم بھی رکھ لینا۔" یہ کہہ کے وہ چلی گئی۔ جبکہ پیچھے وہ گہرا سانس لے کے رہ گئی۔ اس کے لئے نارمل تھا یہ سب اسے برا نہیں لگتا تھا اب عادت ہو گئی تھی۔

رات کی تاریکی چھٹ چکی تھی صبح تقریباً سات بجے کے قریب وہ گھر داخل ہوا۔

سامنے ہی سلطان آفندی کو بیٹھا دیکھ کر وہ اک دم رکا۔

کہاں سے آرہے ہو؟" پوری رات کونسی ماں کے پاس تھے جس نے تمھیں بستر "پہ پڑی سگی ماں کو بھلا دیا۔

اسی ماں کے ساتھ جس نے آپ کو اپنی بیوی بھلادی تھی اور آج وہ اس حال تک "
" پہنچ گئی "وہ بھی انھی کا بیٹا تھا اسی انداز میں بولا

بکواس بند کرو یہ جو تم اتنا اترا رہے ہو میری ہی دی ہوئی چھوٹ ہے اگر میں اپنا ہاتھ کھینچ لوں تو کسی قابل نہیں رہو گے تم۔اور رات کو جو کارنامہ تم نے سرانجام دیا ہے سب پتہ ہے مجھے "وہ غرائے تھے۔

شازم کے اعصاب ڈھیلے پڑے "تو آپ کے چمچے نے آپ کو خبر دے دی۔اچھی بات ہے اگر بات بگڑ گئی تو سنبھال لیجیےئے گا۔ یہ کہہ کے وہ سیڑھیاں چڑھتے اوپر چلا گیا ۔

ہاں تمھارا پھیلا یا ہوا گند صاف کرنے کے لیے ہی میں اس دنیا میں ہوں۔اگر" فرصت ملے تو ماں کا حال بھی پوچھ لینا" وہ پیچھے سے چلائے تھے۔

سنڈے تھا اس لیے سوہا آج دیر تک سو رہی تھی تبھی زور زور سے دروازہ بجا۔" آپی !اٹھ جائیں چھٹی ہے اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ سارا دن سوئے ہی رہنا ہے۔" یہ شنایا تھی۔

تبھی سوہا ہڑ بڑا کے اٹھی دروازہ کھولا۔

کبھی ادھر ادھر کی بھی خبر رکھ لیا کریں۔ سارا دن اپنے ہجرے میں رہتی "
ہیں۔ عدالتوں کے چکر لگا لیئے اور پھر ادھر بند ہو گئیں۔ آپ سے اچھی زندگی تو
مجھے لگتا قیدی گزارتے ہیں۔ "اپنی عادت کے مطابق وہ شروع ہو گئ تھی۔

بتاؤ کونسی بات ہے جس سے تمھارے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں اور ادھر "
آنے پہ مجبور کیا ہے۔ "سوہا بیڈ پہ بیٹھتی بالوں کو جوڑے میں مقید کرتے بولی

یہ تو آپ کو پتہ ہی ہو گا کہ رات کی پھپھو آئیں ہیں۔ پتہ ہے وہ اس بار کسی خاص "
"مقصد کے لیے آئیں ہیں۔

کس مقصد کے لیے ؟؟

آنٹی فضیلت وہ جو پھپھو کی دوست بھی ہیں انھوں نے اپنی بیٹے کے لئے آپ کا "
"رشتہ مانگا ہے۔ وہی بات کرنے آئی ہیں پھپھو۔

سوہا اک دم پھیکی پڑی تھی۔ یہ بات موحد کو پتہ ؟

سب کو ہی پتہ ہے سوائے آپ کے۔ آپ کو فرصت ہی نہیں ملتی "وہ منہ بنا کے "
بولی تھی۔ جبکہ سوہا کے چہرے پہ مختلف رنگ آئے تھے۔

صبح سے بے چین تھی وہ آخر کار ہمت کر کے وہ موحد کے کمرے کی طرف بڑھی

۔نوک کیا۔ آواز آنے پہ اندر داخل ہوئی تو وہ سامنے ہی بیڈ پہ بیٹھا لیپ ٹاپ پہ کام

کر رہا تھا۔

زے نصیب آج بڑے لوگوں نے کیسے ٹائم نکال لیا۔" وہ اسے دیکھتے لیپ ٹاپ "

سائیڈ پہ رکھتا بولا۔

وہ۔۔۔وہ اٹکی تھی پہلی دفعہ وہ اس سے بات کرنے پہ جھجک رہی تھی۔"وہ مجھے

"بات کرنی تم سے

پتہ ہے مجھے کیا بات کرنی ہے تم نے۔بیٹھ جاؤ۔" وہ اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے "

بولا۔ جبکہ وہ چونکی تھی۔

"تمھیں کیسے پتہ؟"

کیونکہ وہ بات تم تک پہنچنے سے پہلے مجھ تک پہنچ چکی تھی۔اشعر کے بارے میں "

پوچھنے آئی ہو نہ۔اچھا لڑکا ہے وہ۔پرسنلی جانتا ہوں میں اسے۔ سلجھا ہوا ہے۔

"تمھاری اور اس کی جوڑی خوب جچے گی۔ مخلصانہ مشورہ دوں گا کہ ہاں کر دو۔

سوہا کو لگا تھا کہ وہ اگلی سانس نہیں لے پائے گی۔بے یقینی کی حالت میں وہ اس کی طرف پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہو کہ کیا واقعی ہی وہ موحد ہی تھا۔

موحد نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی تھی اسے ہوش میں لانے کے لیے۔"کیا ہو گیا ہے اسے کیوں گھور رہی۔ تمھاری بھلائی کے لیے ہی بولا ہے۔ باقی تمھارا فیصلہ ہو گا۔زور زبردستی تو تم پہ کوئی کر نہیں سکتا۔"وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

سوہا اک دم اٹھی تھی۔وہ اگر دو منٹ ادھر رکتی تو شاید اپنا ضبط کھو دیتی۔"تم پاپا کو بتادینا مجھے کوئی اعتراض نہیں" یہ کہہ کے وہ ادھر رکی نہیں۔ جبکہ موحد نے اسے "پیچھے سے پکارا تھا۔۔"اسے کیا ہو گیا۔وہ بڑبڑایا

اور یہی وہ لمحہ تھا جب دونوں کے درمیان دڑار آئی تھی۔

کمرے میں آ کے کتنی ہی دیر وہ خالی خالی نظروں سے کمرے کو گھورتی رہی۔آنسو آئے تھے آنکھوں سے جنھیں اس نے فوراً صاف کر لیا تھا۔وہ بے یقینی کی کیفیت میں اس لیے تھی کہ شاید موحد ہمیشہ اس کی امیدوں پہ پورا اترا تھا اور آج یوں

اپنی امید ٹوٹتے دیکھ کے وہ بھی ٹوٹی تھی۔ مگر اتنی کمزور نہیں تھی وہ۔اپنے ایموشنز کنڑول کرنا جانتی تھی۔اب سوہا چوہان مر تو جائے گی مگر کبھی اپنی محبت کا اقرار نہیں کرے گی۔

....

اگلے ہی دن صبح صبح سوہا اس لڑکی کو ہوسپٹل دیکھنے گئی۔رات ہی ڈاکٹر سے بات ہوئی تھی اس کی حالت کافی بہتر تھی۔کمرے میں داخل ہوئی دیکھا کہ وہ دوسری طرف منہ کرکے لیٹی ہوئی تھی۔اسے لگا کہ وہ رو رہی ہے۔وہ اس کے قریب گئی اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔وہ اک دم ڈر کے اچھلی۔
ریلیکس!! سوہا نے اسے تسلی دی۔رو رو کے اس کی آنکھیں سرخ اور سوجی ہوئیں تھیں۔چہرے پہ جگہ جگہ خراشیں تھیں۔
"نام کیا ہے تمھارا؟"
رشنا! یک لفظی جواب آیا۔
پولیس آئی ہے باہر تمھارا بیان لینا چاہتی ہے۔کون لوگ تھے وہ۔اگر پتہ ہے تو" بتادینا۔"۔سوہا نے بغور اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

جبکہ اس نے تڑپ کے دیکھا تھا

کیا ہو گا اس سے؟ سزا مل جائے گی انھیں؟۔ میری عزت واپس آ جائے گی۔" وہ پاگلوں کی طرح چیخی تھی۔

جبکہ سوہا نے نظریں چرائیں تھیں۔"عزت تو واپس نہیں آسکتی۔ مگر انصاف تو مل سکتا ہے نہ۔ انھیں سزا تو مل سکتی ہے۔ تاکہ آئندہ وہ کسی اور کی عزت تار تار کرنے کے قابل نہ رہیں۔

انصاف؟؟؟ وہ ہنسی تھی اور اس کی ہنسی میں طنز اور کرب دونوں تھا۔" کس انصاف کی بات کر رہیں ہیں؟ اس ملک میں عدالتیں غریبوں کے لئے ہیں امیروں کے لیے ابھی تک کوئی عدالت نہیں بنی۔ ساری سزائیں ہم جیسے غریبوں کے لئے ہی ہیں۔ اور انصاف کے تقاضے بھی ہم جیسے غریب ہی پورے کرتے ہیں۔" وہ اپنی ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتے ہوئے کرب سے بولی۔

ایسی بات نہیں ہے انصاف لینا پڑتا ہے۔ اپنے حق کے لیے بولنا پڑتا ہے۔ چھیننا پڑتا ہے اپنا حق۔" سوہا کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اس بکھری ہوئی لڑکی کو کیسے تسلی دے، کیسے سمجھائے۔

ٹھیک ہے پھر آپ دلوائیں گی انصاف مجھے؟؟"اس نے جیسے طنزیہ انداز میں اس" سے سوال کیا تھا۔ جبکہ سوہانے اس کے چہرے کو دیکھا کرب، بے یقینی، مایوسی کیا کیا نہیں تھا اس کے چہرے پہ۔

سوہا چوہان کا وعدہ ہے تم سے کہ وہ تمھارا ہر قدم پہ ساتھ دے گی۔ جب تک آخری سانس ہے تب تک۔"سوہانے مسکرا کے اس کی ہتھیلی پہ اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا جبکہ رشنانے آہستگی سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالا اور آنکھیں موند " گئی۔"بلالیں پولیس کو۔

تھوڑی ہی دیر بعد پولیس انسپکٹر اندر آیا۔ بیان ریکارڈ کیا لیکن جیسے ہی اس نے شازم آفندی کا نام لیا انسپکٹر ٹھٹھکا تھا اور یہ بات سوہانے بھی نوٹ کی۔

اوئے فیض! سلطان صاحب کا نمبر ملاؤ ان کو بتاؤں کہ ان کے سپوت نے پھر کارنامہ سرانجام دے دیا ہے۔"انسپکٹر باہر آتے ہی اپنے ساتھی اہلکار سے بولا تھا نہیں بلکہ رہنے دے ان کے گھر جاتا ہوں کافی دن ہو گئے سیوا نہیں ہوئی۔" چہرے پہ کمینگی مسکراہٹ سجائے وہ بولا تھا۔

اگلے ایک گھنٹے میں انسپکٹر سلطان آفندی کے گھر تھا۔

آپ کے برخوردار نے ایک بار پھر کاروائی ڈال دی ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ بالکل بھی اس بات سے بے خبر نہیں ہوں گے۔"انسپکٹر ٹانگ پہ ٹانگ رکھے سگریٹ کا کش لگاتے بولا۔

"اصل مدعے پہ آؤ۔"

اصل بات یہ ہے آفندی صاحب کہ اس لڑکی نے بیان دیا ہے آپ کے بیٹے کے" خلاف۔اس سے پہلے کہ معاملہ بگڑے سنبھال لیں۔جیسے پہلے سنبھالتے ہیں۔

"ویسے حیرت ہے اس بار وہ لڑکی زندہ کیسے چھوڑ دی آپ نے؟

" بس ہو گئی غلطی.. لیکن اب زندہ نہیں رہے گی۔"

ایک اور بات اس بات کی گواہ پراسیکیوٹر بھی ہے جب اس نے بیان دیا وہ وہی" "تھی۔وہ مسئلہ کر سکتی۔

"کون پراسیکیوٹر؟؟"

پراسیکیوٹر سوہا چوہان ! بڑی اتھری وکیل ہے۔ایک بار میرا پہلے بھی پالا پڑ چکا ہے اس سے۔ بڑی ضدی ہے۔" انسپکٹر نے ٹھنڈی سانس لی تھی۔

تبھی شازم آیا تھا وہیں۔"تو کیا ہوا اس کا پتہ بھی کٹوا دیں گے "وہ صوفے پہ بیٹھتے ہوئے لاپرواہی سے بولا تھا۔

انسپکٹر نے کن اکھیوں سے اس کی طرف کی دیکھا تھا۔ جبکہ سلطان آفندی نے غصے سے گھورا تھا اسے۔"شازم صاحب یہ نہ ہو دوسروں کے پتے صاف کرتے کرتے کسی دن کوئی خاموشی سے تمھارا پتہ صاف کر جائے۔" انسپکٹر طنزاً بولا تھا۔

انسپکٹر !اوقات میں رہو اپنی" سلطان آفندی بھڑکا تھا"

میں تو اپنی اوقات میں ہوں آپ ذرا اسے قابو میں کریں سلطان صاحب ! مخلصانہ "مشورہ ہے یہ نہ ہو کسی دن کسی بڑی "مصیبت میں پھنس جائیں آپ

ایسی کوئی مصیبت، کوئی مسئلہ اس دینا میں پیدا ہی نہیں ہوا جس کا توڑ شازم آفندی کے پاس نہ ہو "وہ مغرورانہ انداز میں بولا تھا۔

شازم چپ کرو تم..انسپکٹر تم بتاؤ۔ کیا حل ہے اس کا۔ سلطان بولا تھا۔

پتہ صاف کرنے کی بجائے اس کی فیملی کو پیسے دے کے چپ کروادیں۔ صلح صفائی سے معاملہ حل کریں بہتر ہوگا۔"انسپکٹر سمجھداری سے بولا تھا۔

اور وہ وکیل ؟؟؟ سلطان آفندی کچھ سوچتے ہوئے بولے

اس کا بھی کوئی حل نکل آئے گا ویسے بھی جب لڑکی ہی پیچھے ہٹ جائے گی تو وکیل کیا کرے گی۔"

"اس وکیل کو مجھ پہ چھوڑ دیں آپ۔اسے میں ایسے الجھاؤ گا اس کی زندگی میں کہ وہ کسی اور کے بارے میں سوچ ہی نہیں پائے گی۔ویسے بھی کافی دیر ہوگئ کوئی کھیل نہیں کھیلا۔"چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ سجائے شازم کچھ سوچتے ہوئے بولا تھا۔

"تم ایسا کچھ نہیں کروگے میں خود سنبھال لوں گا سب کچھ۔تم نے جو پہلے کیا ہے وہی بہت ہے۔"

او بابا جانی! کچھ نہیں ہو گا۔بس چھوٹا سا کھیل کھیلوں گا۔اور اگر کوئی مسئلہ ہوا تو ہمیشہ کی طرح آپ ہیں نہ سنبھالنے کے لئے۔"شازم بچوں کی طرح پچکارتے ہوئے بولا۔

آپ لوگ یہ سب بعد میں کر لیجئے گا پہلے اس لڑکی کا معاملہ رفع دفع کریں۔اس" کے گھر والوں کو ڈھونڈیں اور منہ بند کریں ان کا اس سے پہلے کہ معاملہ اوپر تک پہنچ جائے۔پھر میرے بس میں کچھ نہیں ہو گا۔"انسپکٹر دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے بولا

"ہمم آج ہی کرتا ہوں کچھ۔"

بابا! سیدھا سیدھا اس لڑکی کو جہنم رسید کریں۔کیوں ان لوگوں پہ پیسہ برباد کرنا ".آپ نے

تم سے مشورہ مانگا ہے؟ جاؤ تم اپنی ماں کے پاس یاد کر رہی تھی تمھیں۔اس کے" پاس بھی بیٹھ جایا کرو کبھی۔اور یہ سب بکواس اس کے سامنے مت کر دینا۔" سلطان اسے تنبیہہ کرتے بولے۔

"بچہ نہیں ہوں میں جو ہر بات ماں کے کان میں پھونک دوں گا"

ہاں وہ تو کب کا اندازہ ہو گیا ہے کہ بچے نہیں ہو تم" وہ چوٹ کرتے بولے۔ جبکہ " شازم منہ بناتے وہاں سے چلا گیا۔

" بہت شکریہ انسپکٹر تمھارا۔"

جناب یہ تو فرض تھا ہمارا۔اب آپ اپنا فرض بھی پورا کر دیں". وہ چہرے پہ کمینگی مسکراہٹ سجائے بولا۔

سلطان نے اسے دیکھ کے تاسف سے سر ہلا یا تھا اور پھر اٹھ کے چلے گئے کچھ دیر بعد ٹیبل پہ اس کے سامنے نوٹوں کی گڈیاں پھینکی تھیں۔جسے دیکھ کے انسپکٹر کی آنکھیں چمکیں تھیں

.................................-

کچھ دیر بعد تمھارے ماں باپ ادھر آجائیں گے پھر تم گھر جا سکتی ہو. "سوہا اسے " دیکھتی بولی۔

کس منہ سے ؟؟ کس منہ سے ان کا سامنا کروں گی۔ایک عزت ہی تو تھی" میرے پاس اس کی بھی حفاظت نہ کر سکی میں۔کیا جواب دوں گی میں انہیں۔"وہ چھت کو گھورتے بولی رو رو کے اب آنسو بھی سو کھ چکے تھے اس کے۔

سوہااٹھ کے اس کے پاس آئی تھی اس کا ہاتھ پکڑ کے اس کے سرہانے بیٹھی تھی۔"
دیکھو جو بھی ہوا اس میں تمھارا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ تم خواہ مخواہ میں خود کو ذمہ دار نہ ٹھہراؤ۔"

میرا ہی قصور ہے، نہ میں اس دن انٹرویو کے لیے جاتی، نہ اس گھٹیا انسان سے"
میرا سامنا ہوتا اور نہ آج یہ سب کچھ ہوتا" وہ سب کچھ دوبارہ یاد کر کے آنکھیں زور سے میچ گئی تھی۔

سوہانے اس سے پہلے کبھی خود کو بے بس محسوس نہیں کیا تھا جتنا اس کی حالت دیکھ کے کر رہی تھی۔اس نے اسے گلے لگایا تھا
تمھارا قصور نہیں ہے یہ سب کچھ ایسا ہی لکھا تھا تمھاری زندگی میں۔"وہ اسے "
گلے لگاتے بولی اور کتنی ہی دیر وہ اس کو گلے لگا کے بیٹھی رہی۔

رشنا کے ماں باپ کو ہوسپٹل سے فون آیا تھا وہ جو دونوں سے پریشان تھے رشنا کی گمشدگی سے فون سن کے ان کی جان میں جان آئی تھی کہ ان کی بیٹی زندہ ہے۔

لیکن ان کو کچھ بھی نہیں بتایا گیا تھا کہ کیا ہوا اس کے ساتھ۔ان کو بس اتنا ہی جان کے خوشی تھی کہ ان کی بیٹی زندہ سلامت ہے۔وہ جیسے ہی گھر سے ںاہر نکلے تھے ایک گاڑی آئی تھی اور ان کو گاڑی میں بیٹھنے کا کہا گیا۔

کون ہو تم لوگ؟" سکندر (رشنا کا باپ) بولے تھے اس سے پہلے کہ کچھ اور" بولتے وہ ان دونوں کو دھکا دے کے گاڑی میں بیٹھایا گیا اور دونوں طرف دو لوگ بیٹھے تھے جنھوں نے پستول تانی تھی ان پہ گھر فر سے بھگا لی گئ

گھما پھرا کے بات کرنے کی عادت نہیں ہے مجھے اس لیے سیدھی بات کروں" گا۔" سلطان آفندی ان کے سامنے ٹانگ پہ ٹانگ رکھے صوفے پہ بیٹھا تھا۔

کون ہو تم؟ ہمیں کیوں لایا گیا ہے یہاں؟" سکندر صاحب بولے تھے۔"

ریلیکس!!! اسی طرف آرہا ہوں۔معذرت خواہ ہوں میں میرے بیٹے نے جو بھی "کیا تمھاری بیٹی کے ساتھ

کک۔۔۔کیا کیا ہے ہماری بیٹی کے ساتھ؟؟" وہ ٹھیک تو ہے نہ؟ رشنا کی ماں" اچانک بولی تھی۔

پہلے بات تو سن لیں میری۔ وہ ٹھیک ہے یا نہیں یہ بات تو تم لوگوں کو مجھ سے" بہتر پتہ ہو گی۔ خیر میں اصل بات کی طرف آتا ہوں۔ اپنا منہ بند رکھنے کے کتنے لو گے ؟ تم لوگوں کی بیٹی نے بیان دیا ہے میرے بیٹے کے خلاف۔ اور ظاہر ہے تم لوگوں کی مرضی بھی شامل ہو گی اس میں۔" وہ دونوں پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"ہماری بیٹی کہاں ہے ؟ کیا کیا ہے اس کے ساتھ ؟ کونسا بیان ؟ سیدھی بات کریں" کیا مطلب ! ! تم لوگ معصوم بننے کی ایکٹنگ کر رہے یا واقعی ہی نہیں پتہ "

؟" سلطان حیرانی سے ابرو اچکاتے بولا

ہماری بیٹی کہاں ہے وہ ٹھیک تو ہے نہ ؟ آپ صرف یہ بتادیں ہمیں اور کچھ لینا دینا" نہیں ہے۔" سکندر صاحب التجا کرتے بولے تھے۔

آپ لوگ ایکٹنگ کر رہے ہو یا سچ میں آپ لوگوں کو نہیں پتہ۔ ان سب میں" میں اپنا ٹائم ضائع نہیں کروں گا۔ میرے بیٹے نے تمھاری بیٹی کے ساتھ زیادتی کی ہے اور اس نے پولیس میں اس کے خلاف بیان دیا ہے۔ میں تم لوگوں کو یہ بات کرنے کے لیے بلایا تھا کہ کیوں بدنامی اپنے سر لے رہے ہو. کسی کو کچھ نہیں پتہ۔

میں تم لوگوں کو اتنے پیسے دوں گا کہ تم لوگ یہ شہر چھوڑ دو اور کسی اور شہر جا کے اچھی زندگی بسر کرو۔ان کیسز سے کچھ حاصل نہیں ہو گا سوائے ذلت کے۔"

سلطان بڑے آرام سے یہ بات کر کے اب ان کے منہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔جو کہ بت بنے منہ کھولے اسے گھور رہے تھے۔

زیادتی!!!!!!"اس کی ماں صدمے سے بولی تھی۔پھر کتنی ہی دیر وہ دونوں" صدماتی کیفیت میں بیٹھے اسے گھورتے رہے۔

جب ہوش میں آئے تو اس کی ماں چیخی تھی" کتنے فخر سے بتا رہے اپنے بیٹے کا کارنامہ۔نہ کوئی ملال نہ پیشمانی اور پھر پیسوں کا لالچ دے رہے؟منہ بند رکھنے کے لیے۔کچھ چھوڑا ہے ہمارے پلے؟کہاں ہے ہماری بیٹی؟مار کے پھینک دیتے اسے۔جیتے جی تو مار دیا ہے۔"وہ اچانک اٹھ کے سلطان کے گریبان کی طرف بڑھی تھی۔اس نے دھکہ دیا تھا"محترمہ تمیز سے رہو۔جانتا ہوں بہت بڑا دکھ ہے مگر بہتری تم لوگوں کی اسی میں ہے۔ورنہ بیٹی کی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گے اور جو تم لوگوں کی بچی کچی عزت ہے اس سے بھی۔سمجھاؤ اپنی بیوی کو۔"وہ سکندر کی جانب دیکھتے بولا جو کہ ابھی بھی بت بنا بیٹھا تھا۔شرافت سے پیش آرہا

ہوں کیونکہ افسوس ہے مجھے۔ باقی ٹائم ہے تم لوگوں کے پاس سوچ لو۔ تھوڑی دیر کے بعد آتا ہوں۔ پھر مجھے بتا دینا کہ ذلت کی زندگی جینا چاہتے ہو بیٹی کے بغیر یا پھر ہاں سے چلا گیا۔ جبکہ پیچھے وہ اک دوسرے کے و عزت کی۔" یہ کہہ کے وہ چہرے کو تک رہے تھے

رات تقریباً بارہ بجے کے قریب وہ گھر آئی تھی۔ سامنے ہی جیند صاحب صوفے پہ بیٹھے ٹی وی دیکھ رہے تھے۔اسے دیکھ کے سیدھے ہوئے۔ وہ حیران ہوئی تھی اس ٹائم تک تو وہ سو جاتے ہیں۔

!اسلام علیکم

وعلیکم السلام! آؤ تمھارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ کیسی ہو؟ کافی دن ہو گئے کبھی ملاقات ہی نہیں ہوئی۔" وہ اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کرتے بولے۔ ان دونوں باپ بیٹی کے درمیان کوئی اتنا محبت والا رشتہ نہیں تھا۔ جنید صاحب اس کا خیال کرتے تھے لیکن صرف اس کے خرچے پورے کرنے کی حد تک۔ باپ والا پیار کبھی نہیں دیا

تھا اسے۔اور اس سب کی وجہ سوہا کی ماں تھی۔جو اپنی شوبز کی خواہش پوری کرنے کے لیے انھیں چھوڑ کے چلی گئی تھی۔

میں ٹھیک ہوں. خیریت ؟؟" وہ حیران ہوتے بولی۔ "

" ہمم خیریت ہے۔ضروری بات کرنی تھی۔"

سوہا کو اندازہ ہو گیا تھا کہ کونسی ضروری بات کرنی۔

وہ بغیر کوئی تمہید باندھے بولے تھے۔"بیٹا تمھارا پرپوزل آیا ہے۔ خلیل صاحب کے بیٹے اشعر کا۔میری طرف سے تو ہاں ہی ہے مگر ایک بار میں تم سے پوچھنا چاہتا تھا۔"

وہ سر جھکائے اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔پاپا! جیسے آپ لوگوں کی مرضی۔مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"وہ سر جھکائے ہی بولی۔"چلو ٹھیک ہے۔وہ جلد از جلد شادی کرنا چاہتے۔کوئی اعتراض تو نہیں؟؟"

نہیں!! وہ فوراً ہی جواب دے کے اٹھی تھی۔میں تھک گئی ہوں اب سونا چاہتی ہوں آپ بھی سو جائیں۔یہ کہہ کے وہ کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔اگر جنید

صاحب اس سے ذرا بھی اٹیچ ہوتے تو ضرور کچھ نہ کچھ سمجھ جاتے۔ مگر وہ پر سکون تھے۔

....

رات کی تاریکی چھٹ چکی تھی۔ صبح کا اجالا ہر سو پھیل گیا تھا۔

"کیا ہے اتنی صبح صبح کیوں بلایا مجھے ؟؟"

کام تھا بس "شازم اس کے سامنے کرسی کھینچتے بیٹھتے بولا۔"

ہاں پتہ ہے تمھیں میری یاد ہی تب آتی جب کام ہوتا۔اب بول۔"عدنان جو کہ" اس کے ہر برے کام میں ساتھ ہوتا ہے بولا

"ایک لڑکی کا پتہ کروانا ہے

"ابے چھوڑ دے لڑکیوں کی جان۔ کسی دن تیری جان کو آجائیں گی یہ لڑکیاں۔

پوری بات تو سن لے۔مجھے اس کی ہر ڈیٹیل چاہیے۔وہ کہاں جاتی ہے کون ہے۔ اس سے جڑے ہر بندے کی رپورٹ۔اس کی ہر بات کی رپورٹ۔ حتی کہ اس بات کی بھی جس کی اسے خود بھی خبر نہ ہو۔ "

جس کی اسے خود خبر نہ ہو تمھیں کیسے بتادوں میں ؟اور ہے کون یہ ؟ جس بے

"چاری کے نصیب پھوٹنے والے

ہوتیں ہیں ایسی بہت سی باتیں جس کا ہمیں خود کو علم نہیں ہوتا مگر دوسروں کو ہوتا

ہے۔پراسیکیوٹر سوہان چوہان!!!! بس اتنا پتہ ہے مجھے آگے تم نے مجھے اس کی ا

سے ی تک انفو دینی۔

کیا کیا ہے اس نے ویسے ؟؟ اٹھوانا ہوتا ہے تو اتنی انفارمیشن کی ضرورت ہی نہیں"

ہونی تھی تمھیں۔ارادے کیا ہیں تمھارے۔"عدنان تفتیشی نظروں سے دیکھتے

اسے بولا۔

کیا تو کچھ نہیں۔ مگر اس سے پہلے کہ کچھ کرے پہلے ہی انتظام کر لینا چاہیے۔

تمھیں پتہ تو ہے کہ شازم کوئی رسک نہیں لیتا."وہ انکھ دباتے بولا

کیا مطلب کہ وہ لوگ چلے گئے۔جاتے ہوئے کوئی اتہ پتہ کچھ بھی نہیں دے"

کے گئے۔؟ کوئی پیغام ؟ کچھ بھی۔؟"سوہا اس وقت آفس میں تھی اور اس نے

ہیپستال فون کیا تھا رشنا کا پوچھنے کے لئے کہ اس کے ماں باپ آئے ہیں یا نہیں اسے

حیرت کا جھٹکا لگا تھا کہ رات ہی رشنا کے ماں باپ آئے اور اسے خاموشی سے لے کے چلے گئے۔اور تو اور بیان بھی واپس لے لیا گیا۔ خیر سمجھ تو اسے آرہی تھی کہ معاملہ کیا ہے۔ مگر اس وقت وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی سوائے افسوس کرنے کے۔ اور یوں ایک اور لڑکی معاشرے کے ڈر سے منہ سی کے بیٹھ گئی۔اس نے ٹھنڈی آہ بھری تھی۔ تبھی دروازہ بجا تھا اور موحد اندر آیا تھا بندہ کبھی تو چھٹی کر لیتا ہے

" آج منگنی ہے تمھاری اور تم ادھر بیٹھی ہوئی ہو۔

میں نے کیا کرنا ہے ایک انگوٹھی ہی تو پہنی ہے جب انگوٹھی پہننے کا ٹائم آئے گا" چلی جاؤں گی۔" وہ اسے ایک نظر دیکھتی فائل اٹھاتے بولی۔ موحد آگے بڑھا اس کے ہاتھ سے فائل پکڑی اور میز پہ رکھ دی۔

کتنی بار کہا ہے تمھیں کہ میرے سامنے یہ بزی ہونے کا ناٹک نہ کیا کرو۔ یا تو پورا" "فوکس مجھ پہ رکھا کرو اپنا یا پھر کام پہ۔ یہ ایک ساتھ دو کام نہ کیا کرو۔

اس کی بات سن کے سوہا کے دل کو کچھ ہوا تھا حالانکہ وہ یہ بات پہلے بھی کئی بار کر چکا ہے اور وہ ہمیشہ ہنستی تھی اس بات پہ۔اور آج اسے لگ رہا تھا کہ سارے در و دیوار اس پہ ہنس رہے ہیں۔

خیر تم نے ڈینٹنگ پینٹنگ نہیں کروانی اپنی۔ پارلر والر نہیں جانا؟ لڑکیاں تو سو "

"ٹشن کرتی ہیں۔ تم بڑے مزے سے ادھر بیٹھی ہوئی۔

" نہیں میں ایسے ہی اچھی ہوں۔

کروالو۔ تمھارے دولہے بے چارے کا کیا قصور ہے۔اسے کیوں یہ مری چوہیا"

"جیسی شکل دکھانی ہے۔

"اس کا قصور یہ ہے کہ وہ میرا دولہا ہے۔"

وہ ہنساتھا" کبھی کبھی سچی باتیں کر جاتیں ہیں وکیل صاحبہ۔ چلو اٹھو کہیں باہر چلتے

ہیں لنچ کے لیے مجھے بھوک لگی ہے۔ پھر وہیں سے گھر چلے جاتے۔نہ نہیں سننی

"چلو اٹھو۔۔۔

اچھاتم چلو میں آتی بس دو منٹ میں۔

دو منٹ کا مطلب دو منٹ !!!" وہ انگلی کا اشارہ کرتے بولا"

"ہاں بھئی دو منٹ۔"

وہ چلا گیا تبھی اس نے نمبر ملایا تھا۔

دوسری طرف سے ہیلو کی آواز آئی تھی۔

مجھے شازم آفندی کی پوری ڈیٹیل چاہیے کل صبح تک۔" فون بند کر دیا گیا۔یہی "غلطی تھی ان دونوں کی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو جاننے کی کوشش کر رہے ان دونوں کا ایک دوسرے سے انجان رہنا ہی بہتر تھا۔

....

منگنی کی بجائے نکاح؟؟ مگر یہ کیسے ممکن ہے. جنید صاحب پریشان ہوئے تھے"

اگر آپ چاہیں تو ممکن ہے سب۔ دراصل آپ کو تو میری مجبوریوں کا پتہ ہے۔" میں واپس جانا چاہتا ہوں اٹلی نیکسٹ ویک جانا ضروری ہے۔اس لیے چاہتا ہوں کہ جاتے جاتے شادی کا کام سرانجام دے جاؤں۔ ولیمہ پھر میری واپسی پہ ہو جائے گا." خلیل صاحب بولے تھے

"مگر آپ نے تو اپنا سارا بزنس ادھر نہیں سیٹ کر لیا۔؟"

"کیا نہیں ہے اب کرنا ہے ادھر سب خسارے میں جا رہا تھا تبھی جانا پڑ رہا۔"

"مگر میں اکیلا تو یہ فیصلہ نہیں کر سکتا باقی سب سے بھی تو پوچھنا ہو گا۔

."جی ضرور!! مگر کوشش کیجئے گا کہ میری مجبوری سمجھ لیں۔"

سوہا کو جب پتہ چلا تھا نکاح کے بارے میں وہ شاک ہوئی تھی موحد اور شنایا تقریباً دو گھنٹے اس کے سرہانے بیٹھے رہے اسے قائل کرتے رہے۔ بلآخر وہ کامیاب ہو گئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد اس نے آنکھیں موندیں تھیں۔ تبھی فون کی گھنٹی بجی تھی۔

اسلام علیکم !! کیسی ہیں آپ؟ "دوسری طرف اس کی ماں تھی۔"

وعلیکم السلام ! میں ٹھیک۔۔ کبھی ماں کو بھی فون کر لیا کرو۔ بھول گئی ہو لگتا تم بھی باقی سب کی طرح۔ "ماں کی طرف سے گلہ کیا گیا تھا

امی بھولنا ہوتا تو آپ کو کب کا بھول چکی ہوتی۔ آج آپ کو فون کرنے والی تھی۔"

"

کیا ہوا ہے تھکی تھکی لگ رہی ہو آواز سے "ماں تھی وہ دور بیٹھے بھی آواز سے پہچان گئیں تھیں۔

امی !!! اس نے پکارا تھا۔

کیا ہوا ہے۔؟ "زارا بیگم کی آواز میں پریشانی تھی۔"

آپ میری شادی میں تو آئیں گئی نہ؟؟ "وہ ٹھہر ٹھہر کے بولی تھی۔"

!!!! جبکہ زارا بیگم چپ کر گئیں تھی۔امی

"تو تمھاری شادی ہو رہی ؟؟"

ہمم!!اسی ہفتے۔آپ آئیں گی نہ ؟؟"ایک بار پھر اس نے امید سے پوچھا تھا

تمھارے باپ نے مجھ سے مشورہ کرنا تو دور کی بات بتانا گوارہ نہیں کیا۔وہ مجھے "

"برداشت کرکے گا شادی میں ؟

آپ نے میرے لیے آنا ہے ان کے لیے نہیں۔آپ کا رشتہ ان سے ختم ہوا ہے مجھ سے نہیں۔کچھ نہیں کہیں گے وہ۔آپ فکر نہ کریں آپ کی بیٹی آپ کے لیے لڑ سکتی ہے۔""کاش میں بھی اس وقت تمھارے لیے لڑ سکتی۔"وہ نم آنکھوں سے بولیں تھیں۔

امی!!!بس کریں کیوں یاد کرتیں ہیں اس وقت کو جو ہونا تھا ہو گیا۔اپ بتائیں آئیں گی نہ ؟؟

ہاں ضرور!!وہ آنسو صاف کرتے ہوئے مگر مسکراتے لہجے میں بولیں تھیں۔"

"مضبوط ہو کے آنا ہے۔یاد رکھیئے گا۔"

تمھاری ماں مضبوط ہی ہے۔"وہ مسکرائی تھی۔"

ماں سے بات کر کے وہ کافی حد تک پر سکون ہو گئی تھی۔

"اوئے شازم ہو گیا ہے کام تمھارا"

شازم جو کہ اس وقت کہیں جانے کے لیے تیار تھا تبھی عدنان آیا تھا۔

سوہا چوہان اکلوتی ہے باپ کی

۔ماں کو چھوڑ دیا اس کے باپ نے کیوں کہ وہ شوبز میں کام کرنا چاہتی تھی۔

جلدی بک اور کوئی ڈھنگ کی ڈیٹیل بتا۔"شازم اس کی بات کاٹتے بولا

."خود ہی کہا تھا کہ اے ٹو زی رپورٹ چاہیے۔اب سنو"

اس کے باپ کا ایک بھائی ہے جمشید علی چوہان اس کے دو بچے ہیں موحد اور

شنایا۔"شازم جھنجھلایا تھا تو سیدھے پوائنٹ پہ آرہا ہے یا نہیں؟

اب مجھے کیا پتہ تمھیں کونسا پوائنٹ چاہیے۔اس لیے چپ کر کے سن لے جو"

میں بتارہا. """اس کی شادی ہو رہی ہے اسی ہفتے اشعر خلیل احمد سے "عدناں اگے

اپنی ہی روانی میں بول رہا تھا کہ شازم نے اسے ٹوکا تھا۔

شادی.......وہ مسکرایا تھا

" بس اب مجھے اس اشعر کے بارے میں بتا۔ باقی سب چھوڑ دے۔

عدنان اسے بتا رہا تھا اور وہ جیسے جیسے سن رہا تھا اس کے چہرے پہ مسکراہٹ گہری ہو رہی تھی۔

نکاح کا دن آن پہنچا تھا وہ اس وقت سٹیج پہ گھونگھٹ نکالے بیٹھی تھی اس کی نظر سامنے ہی موحد پہ پڑی تھی وہ جو کسی کو ہدایات دے رہا تھا۔ اس کا دل خالی ہوا تھا اسے دیکھ کے۔ پچھلے دو دن سے وہ اسے اوائڈ کر رہی تھی آنسو آئے تھے اس کی آنکھوں میں جسے وہ صاف کر گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد نکاح شروع کیا گیا۔

سوہا جنید علی چوہان ولد جنید علی چوہان آپ کو اشعر خلیل احمد ولد خلیل احمد سے" بعوص ایک لاکھ حق مہر نکاح قبول ہے ؟؟" مولوی صاحب کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔ اس نے نظر اٹھا کے ایک بار پھر موحد کی طرف دیکھا مگر اگلے ہی لمحے نظریں جھکا گئی

قبول ہے "تینوں دفعہ کہہ کے آنکھیں بند کیں تھیں۔ نکاح ہو چکا تھا تبھی اشعر "

کو کال آئی تھی جسے سن کے وہ ڈھاڑا تھا" کیا بکواس ہے یہ ؟؟"اور اٹھ کے سائیڈ پہ

گیا تھا۔

تبھی اسے ویڈیو کال آئی تھی دوبارہ۔ وہ کال دیکھ کے اس کے اوسان خطا ہوئے

تھے۔

ابھی بھی یقین نہیں ایا؟ ؟اب جیسا کہا ہے ویسا کرو ورنہ نتائج کے زمہ دار تم خود"

ہو گئے۔اور ہاں پولیس بھی کچھ نہیں کر سکتی۔ "دوسری طرف سے کہا گیا تھا اور

ساتھ ہی کال کاٹ دی گئی تھی وہ چیخا تھا۔ مگر کال کٹ چکی تھی۔

تبھی وہ مرے قدموں کے ساتھ سٹیج کی طرف آیا۔ سوہا کی طرف دیکھا جس کے

منہ پہ ابھی بھی گھونگھٹ تھا۔

میں اشعر خلیل احمد تمھیں ابھی اور اسی وقت طلاق دیتا ہوں۔ طلاق دیتا ہوں "

۔۔طلاق دیتا ہوں"... یہ الفاظ تھے ؟ یا پھر بم جس نے وہاں بیٹھے ہر نفوس کو ہلا

دیا تھا سوہا گھونگھٹ سے ہی آنکھیں پھاڑ کے دیکھ رہی تھی۔ بے یقینی کی حالت

میں تھی۔ ہر کسی کا منہ کھلا ہوا تھا۔اس نے کسی کو کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل ہی

کب چھوڑا تھا۔ خلیل صاحب اگے بڑھے تھے اور اس کے منہ پہ تھپڑ مارا تھا" یہ
"کیسا گھٹیا مذاق ہے ؟
یہ مذاق نہیں ہے بابا! حقیقت ہے یہ" کہہ کے وہ باہر کی طرف بھاگا تھا جبکہ "
خلیل صاحب بھی اس کے پیچھے گئے تھے۔ موحد بھی اس کے پیچھے بھاگا تھا۔
زارا بیگم جلدی سے سوہا کی طرف بڑھی تھیں۔
سوہا؟؟؟" انھوں نے پکارا تھا اسے جبکہ وہ ابھی بھی شاک میں تھی۔ "

زارا بیگم آگے بڑھیں تھیں اور اسے اک دم سے گلے لگایا تھا جبکہ سوہا کے جسم میں کوئی جنبش نہیں ہوئی تھی۔ سرگوشیاں ہونے لگی تھیں ہر طرف "ہائے بے چاری ابھی تو نکاح ہوئے پانچ منٹ بھی نہیں ہوئے تھے اور طلاق کا دھبہ لگ گیا۔" ضرور لڑکی میں کوئی خامی ہے کوئی نہ کوئی مسئلہ ضرور ہے لڑکی میں ورنہ کوئی ایک فون کال سن کے طلاق کیسے دے سکتا ہے۔" ماں نے پہلے کم بدنامی کمائی ہے جو اب بیٹی بھی حصے دار ہو گئی۔" ہر کسی کا اپنا ہی نظریہ تھا جتنے منہ اتنی باتیں۔ کوئی اس سے ہمدردی جتا رہا تھا تو کوئی اس کی کردار کشی کر رہا تھا۔ مگر وہ اس وقت کونسے

کرب سے گزر رہی کیا حالت ہے اس کی کسی کو کیا پرواہ۔ آہستہ آہستہ لوگ وہاں سے جانے لگے تھے۔ اور یوں بدنامی کی پہلی سیڑھی پہ سوہا چوہان نے پیر رکھ دیا تھا۔ ابھی پتہ نہیں اور کتنی سیڑھیاں چڑھ کے آگے جانا تھا۔

اس سے پہلے کہ اشعر گاڑی میں بیٹھتا خلیل صاحب اس تک پہنچے تھے اور اسے گریبان سے پکڑا تھا

تم اس طرح ادھر سے بھاگ نہیں سکتے۔" وہ غصے سے بولتے ہانپے تھے۔"

بابا! میں بھاگ نہیں رہا۔ مجھے جانے دیں اگر میں نہ گیا تو بہت دیر ہو جائے گی۔ شیزا ان لوگوں کے قبضے میں ہے۔ پلیز میں اس وقت آپ لوگوں کو جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔" وہ اپنا گریبان چھڑواتا بولا۔ تبھی موحد ادھر پہنچا اور آتے ہی اس کے منہ پہ پنچ مارا تھا۔

گھٹیا ذلیل انسان ایسے نہیں جانے دوں گا تمھیں۔ کیسے تم ہماری عزت کے " ساتھ کھیل کے جا سکتے ہو۔" دھاڑا تھا وہ

جبکہ اشعر بامشکل سنبھلا تھا اس کے پنچ سے۔اس سے پہلے کے موحد ایک بار پھر اگے بڑھتا اور اس کا گریبان پکڑتا اشعر نے اسے دھکا دیا تھا پیچھے کو۔

"اتنا خیال ہے عزت کا تو جاؤ خود کر لو شادی اس سے۔بچ جائے گی عزت تم لوگوں کی۔" یہ کہتے ہی وہ گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی بھگالی۔جبکہ موحد پیچھے بھاگا تھا مگر وہ جا چکا تھا۔

"چھوڑوگا نہیں آپ لوگوں کو" وہ واپس آ کے خلیل صاحب سے مخاطب تھا جو کہ اسی بات پہ کھڑے کشمکش میں تھے کہ شیزا ان لوگوں کے پاس ہے۔اور پھر واپس ہال کی طرف بھاگے تھے۔

"تم!!!! تمھارے منحوس قدم جو پڑ گئے تھے ادھر بدنامی تو ہمارا مقدر بننی ہی تھی۔" جنید صاحب زارا بیگم کی طرف بڑھے تھے جو کہ ابھی بھی سوہا کو گلے لگا کے بیٹھیں ہوئیں تھی ان کی آواز پہ اچانک الگ ہوئیں تھیں اس سے۔

"دیکھ لی نہ ہماری بربادی۔بن گیا ہے ہمارا تماشا ایک بار پھر۔پہلے تمھاری وجہ سے بنا تھا لگتا ہے اب آل اولاد تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔" وہ زہر آلود لہجے میں

بولے تھے وہ زہر جو اتنے برسوں سے ان کے اندر تھا زارا بیگم کے لئے آج باہر آ رہا تھا۔

"یہ بربادی تمھاری وجہ سے ہوئی ہے جیند صاحب۔اگر بیٹی کا رشتہ کرنے سے پہلے تھوڑی چھان بین کر لیتے تو آج یہ نوبت نہ آتی۔"

"بکواس بند کرو اپنی اور دفع ہو جاؤ ادھر سے۔" کہتے ہی وہ اگے بڑھے اور انھیں دھکا دیا تھا زارا بیگم اپنا توازن برقرار نہ رکھ پائیں اور گر گئی تھیں۔ تبھی سوہا آگے بڑھی وہ جو اتنی دیر سے بے یقینی کی حالت میں تھی ہوش میں آئی تھی۔ماں کو جلدی سے سنبھالا۔

"بس کر دیں آپ۔ کتنا زہر بھرا ہے آپ کے اندر۔جو بھی ہوا اس میں ماں کا کیا قصور۔بخش دیں انھیں۔" چیخی تھی وہ۔

"ہاں سارا قصور ہی میرا ہے۔جو بدنامی کی پوٹلی کو اپنے پاس رکھ لیا تھا اس وقت اگر تمھیں بھی تمھاری ماں کے ساتھ بھیج دیتا تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔جاؤ اپنی اس پارسا اور بے قصور ماں کے ساتھ چھوڑ دو جان میری۔" وہ ہاتھ جوڑتے ہوئے چلائے تھے۔

تو آخر آپ کی زبان پہ وہ الفاظ آہی گئے جو برسوں سے آپ کے اندر پل رہے"
تھے۔اچھی بات ہے۔خوش رہیں۔" وہ استہزایہ انداز میں بولی تھی ماں کا ہاتھ پکڑا
تھامڑی تھی کہ سامنے ہی موحد کھڑا تھا ایک نظر اسے دیکھتی نظر انداز کرتے
ہوئے وہ باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔ جبکہ موحد نے ایک اچٹتی نظر چاچو پہ ڈالی
تھی۔افسوس سے ہاتھ بالوں میں پھیرا تھا اور باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔

آہاں!! سنا ہے تمھاری بھابھی وکیل ہے۔اوہ سوری ایکس بھابھی۔ ویسے اگر"
تمھیں کچھ ہو گیا تو وہ تمھیں انصاف دلا دیں گی نہ؟؟" شازم چہرے پہ شیطانی
مسکراہٹ سجائے شیزا کے سامنے کرسی پہ بیٹھتا بولا جو کہ پچھلے پانچ گھنٹے سے اس
کے پاس تھی۔ایک یہی کام تو اسے ڈھنگ سے کرنا آتا تھا لڑکیوں کو اٹھوانا اور
انھیں غائب کروانا۔اور آج بھی وہ یہ کام بڑی صفائی سے کر گیا تھا۔
ارے رو کیوں رہی ہو۔؟ تمھارا بھائی آرہا ہے تمھیں لینے۔کچھ نہیں کہوں گا "
تمھیں۔ تم تو میرے لیے لکی ثابت ہوئی ہو یاررر۔ پتہ ہے تمھاری وجہ سے
تمھارے بھائی نے تمھاری بھابھی کو طلاق دے دی نکاح کے فوراً بعد۔ ہے نہ

مزے کی بات۔؟۔۔وہ پاگلوں کی طرح ہنساتھا۔"کاش میں وہ منظر لائیو دیکھ سکتا۔کسی کی بربادی دیکھ کے بہت سکون ملتا ہے مجھے۔ہائے ساری زندگی افسوس رہے گا مجھے کہ ایک گولڈن چانس مس کر دیا۔"وہ افسوس سے سر ہلاتا لمبی سانس لیتا بولا۔

درندے ہو تم۔انسانی شکل میں جانور ہو بلکہ اس سے بھی بد تر۔"شیزا پھنکاری " تھی۔

شازم آگے بڑھا غصے سے اس کا منہ دبوچا مگر اگلے ہی لمحے چھوڑ دیا اور قہقہ لگایا۔

اچھا لگا سن کے۔ مگر اس قدر غصے سے بولی تو مجھے غصہ آگیا۔"اس کے گال" تھپتھپا بولا۔ جبکہ وہ غصے سے منہ پھیر گئی تھی۔

اسی وجہ سے شازم کو غصہ آتا ہے۔یہ جو بلاوجہ کا اٹیٹیوڈ دکھاتی ہو نہ تم " لڑکیاں۔بس یہی بات شازم کی پھیر کی گھمادیتی ہے۔"دانت پیستے اسے گھورتے بولا۔ تبھی کال آئی تھی

لو آگیا فون تمھارے بھیا کا۔ کیسے دم ہلاتا آیا ہے ادھر۔ تم پہلی وہ لڑکی ہو جو "
شازم کی دسترس میں آ کے صیح سلامت واپس جا رہی ہو۔ جتنا بھی شکر کرنا کم ہو
گا۔" وہ اس کی آنکھوں اور منہ پہ پٹی باندھتا بولا
۔" چلو اب تمھیں تمھاری منزل تک پہنچا دوں اس سے پہلے کہ تمھارا عظیم بھائی
"غصے میں آ کے کوئی غلط قدم اٹھا دے۔

وہ اسے گاڑی میں بیٹھا کے ڈرائیور کو ہدایات دے کے واپس مڑ گیا کیونکہ فلحال
اس کا سامنے جانے کا ارادہ نہیں تھا۔ مگر جاتے ہوئے وہ شیزا کے کان میں پھونک
"گیا تھا بتا دینا اپنے بھائی کو شازم آفندی نے اٹھایا تھا تمھیں۔

سب گھر واپس آ چکے تھے اور موحد کی بات سن کے گویا سب کو سانپ سونگھ گیا
تھا۔ سارے اسے عجیب ہی نظروں سے گھور رہے تھے۔
تم نے اگر اس سے ہی شادی کرنی ہے تو تم نے پہلے کیوں نہیں کی؟؟ اب جب "
اس پہ طلاق کا داغ لگ چکا بدنامی ہو گئی سارے زمانے میں اور اب تمھیں اس سے

شادی کا یاد آگیا۔واہ رہے بیٹا میں صدقے جاؤں تمھارے۔" پھپھو حسب عادت طنزاً بولیں تھیں۔

طلاق کا داغ۔۔۔طلاق کا داغ۔۔ تھک گیا ہوں میں سن سن کے۔ان سب میں " سوہا کا کیا قصور ہے پہلے مجھے یہ بتائیں۔یہ رشتہ گھر والوں کی مرضی سے ہوا تھا۔اور اصولاً قصوروار بھی گھر والے ہی ہوئے نہ۔جو اس گھٹیا انسان کو پہچان نہ سکے۔ میں کل ہی سوہا سے نکاح کروں گا۔اگر کسی کو اعتراض ہے تو بتائے۔لینے جا رہا ہوں اسے ابھی۔اور چاچو پلیز آپ بس کر دیں یہ پچھلے رونے رونیں۔چچی نے جو کیا اس کا ذمہ دار سوہا کو مت ٹھہرائیں۔"سب کہہ کے اس نے سب گھر والوں کی طرف دیکھا تھا وہ ان کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا مگر کوئی بھی نہیں بولا.

تو مطلب سب متفق ہیں میرے فیصلے سے۔"وہ سب کی طرف دیکھتے بولا۔"

جمشید صاحب اپنی جگہ سے اٹھے تھے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا

جاؤ لے آؤ اسے گھر صبح نکاح ہو گا۔کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔اگر ہو گا " بھی تو مجھ سے بات کرے وہ موحد کی ماں کی طرف دیکھتے بولے کیونکہ وہ جانتے تھے اگر اعتراض ہو گا تو صرف اسے ہو گا۔جبکہ موحد سر ہلاتا چلا گیا تھا۔

....

"واہ موحد واہ! ترس کھا رہے ہو سوہا پہ۔؟ یہ کوئی ڈرامہ یا فلم چل رہی ہے؟ آنکھیں کھولو حقیقی دنیا ہے یہ۔ایک گلٹ کو لے کر اپنی ساری زندگی داؤ پہ لگا رہے ہو۔" سوہا اس کی بات سن کے تالیاں بجاتے بولی تھی۔

"سوہا میں کوئی ترس نہیں کھا رہا۔میں بس۔۔۔۔۔۔"

سوہا نے اس کی بات درمیان سے ہی کاٹی تھی۔

"مہربانی ہو گی موحد تم یہ احسان کبھی نہ کرو مجھ پہ۔مجھے بھیک نہیں چاہیئے۔اور بہتر ہو گا کہ نیکسٹ ٹائم تم مجھ سے اس بارے میں بات نہ کرو ورنہ میں سارے لحاظ بھول جاؤں گی۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی لفظ چبا چبا کے بولی تھی۔ جبکہ موحد اس کی آنکھوں میں عجیب ہی اجنبیت محسوس کر رہا تھا۔

"موحد پلیز! میں تم سے ریکوسٹ کرتی ہوں آئندہ مجھ سے یہ ہمدردی مت جتانا۔اگر تم یہ بات یہ سب کچھ ہونے سے پہلے کرتے تو تب اور بات تھی مگر اب

نہیں۔ میں ساری زندگی کسی کے احسان تلے دب کے نہیں رہ سکتی۔" وہ اب قدرے دھیمے لہجے مگر نم آنکھوں سے بولی تھی۔

موحد نے گہری سانس لی اور ایک پل کے لئے سوچا تھا کیا واقعی میں ہی وہ یہ فیصلہ جلد بازی میں لے رہا تھا۔

ٹھیک ہے ہم اس ٹاپک پہ بات نہیں کریں گے۔ مگر تمھیں ابھی میرے ساتھ" "گھر جانا ہو گا۔

میں ادھر ہی ٹھیک ہوں۔" وہ نظریں پھیر کے بولی"

"سوہا ضد نہ کرو۔ چلو اٹھو۔ چچی سے میں بات کر لوں گا۔"

"کیا بات کرو گے؟ کچھ باقی ہے بات کرنے کے لیے؟"

سوہا تم چاچو کو اچھے سے جانتی ہو۔ وہ اس وقت غصے میں تھے جو ان کے منہ میں" "آیا انھوں نے بول دیا۔

تو؟ غصے میں تھے تو کچھ بھی بول دیں گے کچھ بھی کریں گے۔ خیر میں ابھی اس" "بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔ جاؤ تم ادھر سے۔

موحد نے اس کی طرف دیکھا وہ اس وقت اسے بکھری بکھری لگی تھی۔اس کی حالت دیکھتے ہوئے اسے مزید اس بارے میں بات کرنا مناسب نہ لگا۔

جب تھوڑی ریلیکس ہو پھر بات کریں گے۔"وہ اٹھتا ہوا بولا "

چلتا ہوں خیال رکھنا اپنا۔اور جو بھی ہوا ان سب کے بارے میں زیادہ سوچنا" مت۔وہ کہتے ہیں نہ کہ جو بھی ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے۔ہو سکتا ہے اسی میں "بہتری ہو۔

سوہا نے اس کے جانے کے بعد آنکھیں بند کیں اور سوچا کہ بھلا ان سب میں کیا بہتری ہے؟...

آپ کی بیٹی اگر کسی اور کو پسند کرتی تھی تو یہ رشتہ کیوں کیا تھا آپ نے؟ جانتے" ہیں صرف آپ لوگوں کی وجہ سے ہماری بیٹی کی جان خطرے میں تھی۔اگر میری بیٹی کو کچھ بھی ہو جاتا تو خدا کی قسم جنید میں تم لوگوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتا۔"خلیل صاحب اگلے ہی دن چوہان ہاؤس پہنچ گئے تھے اپنی بھڑاس نکالنے۔

وہ جانتے تھے کہ اب اس سے جواب ضرور طلب ہو گا اس سے پہلے کہ ان سے کچھ پوچھا جائے الٹا چڑھائی کر دی انھوں نے۔

"الٹا چور کو توال کو ڈانٹے۔ واہ بھئی واہ! اب تم اپنے بیٹے کے کرتوت چھپانے کے لیے الٹا الزام لگا رہے ہو۔ اینٹ سے اینٹ تو تم نے تب بجانی تھی نہ اگر تمھاری بیٹی کو کچھ ہو جاتا؟ مگر میری بیٹی کو تو برباد کر دیا اب میں بجاوں گا تمھاری اینٹ سے اینٹ۔ مذاق تھا یہ کوئی جو تم لوگوں نے کیا ہے۔ اب الٹا بے شرموں کی طرح میرے گھر آ کے مجھے ہی دھمکیاں دے رہے ہو؟ وہ کوئی لاوارث نہیں ہے کہ سب کچھ ہونے کے بعد تم لوگوں کو کوئی پوچھے گا نہیں۔ بیٹی والے ہو تم بھی۔ اور یہ دنیا مکافات عمل ہے۔ یاد رکھنا" جنید صاحب غصے سے ہانپتے بولے تھے۔ خلیل احمد شرمندہ تو ہوئے تھے مگر وہ کچھ بھی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ ان کی انا یہ سب گوارہ نہیں کر رہی تھی۔

"مانتا ہوں جو بھی ہوا غلط ہوا۔ مگر اپنی بیٹی سے پوچھنا ضرور کہ یہ شازم آفندی ہے کون۔ چھوڑو گا نہیں اسے۔ میری بیٹی بھی کوئی لاوارث نہیں ہے جسے یوں

استعمال کیا گیا۔ اگر نہیں تھا دل اس کا اس شادی میں تو یہ گھٹیا کھیل کھیلنے کی کیا ضرورت تھی؟ حساب تو دینا ہو گا تمھاری بیٹی کو ان سب کا۔"

"انکل بہتر ہو گا کہ آپ ادھر سے تشریف لے جائیں ورنہ یہ نہ ہو کہ آپ سے حساب کتاب شروع ہو جائے۔ مجھے تو حیرت ہو رہی کہ جو کچھ آپ کے بیٹے نے کیا اس کے باوجود بھی آپ ادھر کھڑے؟ اور من گھڑت کہانیاں سنا رہے ہمیں۔ اور سوہا کے بارے میں آئندہ اپنی منہ سے ایسی کوئی بات مت نکالئے گا ورنہ سارے لحاظ بھول جائیں گے ہم۔" اب کی بار موحد بولا تھا۔ خلیل احمد اٹھے تھے سب کو غصے سے گھورا تھا

"دیکھ لوں گا میں سب کو" کہہ کے باہر کی طرف بڑھ گئے تھے۔

"کون ہے یہ شازم آفندی؟ جنید صاحب اب موحد سے مخاطب تھے تمھیں تو سوہا کے متعلق ہر بات پتہ ہوتی۔" وہ تفتیشی نظروں سے موحد کو دیکھ رہے تھے۔

" چاچو آپ کو ان کی باتوں پہ یقین ہے؟؟"

کوئی بات تو ہے نہ جو وہ اتنے اعتماد سے کہہ کے گیا ہے۔اور اس نے تم سے بھی" شادی سے انکار کر دیا۔ بہر حال جو بدنامی ہونی تھی ہو گئی اس سے پوچھ لینا آگے کیا ارادے ہیں اگر وہ اس سے شادی کرنا چاہتی ہے تو بتادے۔ ہم مزید کوئی بھی بدنامی اپنے سر نہیں لے سکتے۔" جنید صاحب کہہ کے وہاں سے چلے گئے تھے۔ جبکہ موحد تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا۔

شازم تقریباً دوراتوں کے بعد گھر آیا تھا۔اور حسبِ معمول گھر داخل ہوتے ہی اس کا ٹاکرا سلطان صاحب سے ہوا تھا۔

"کہاں تھے دو دن سے ؟"

شازم کے قدم وہیں رکے تھے اس نے مڑ کے باپ کو دیکھا

"کیوں آپ کے چمچے نے بتایا نہیں آپ کو؟"

" مجھے تم سے جواب چاہیے، کیا کرتے پھر رہے ہو؟"

آپ کو تو جیسے پتہ ہی نہیں ہے۔جب سب کچھ پتہ ہے تو پھر کیوں میرا اور اپنا ٹائم" ضائع کرتے ہیں آپ؟ سخت نیند آرہی ہے مجھے، کمرے میں سونے جارہا ہوں

۔کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔"وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولا اور بغیر باپ کے جواب کا انتظار کیے سیڑھیاں چڑھ کے اوپر چلا گیا۔

یہ لڑکا کسی نہ کسی دن کوئی مصیبت ضرور مول لے گا"وہ بڑبڑائے تھے۔ "

آج تیسرا دن تھا اس واقعہ کو گزرے اور سوہا قدرے ریلیکس تھی۔ وہ اس وقت اپنے کمرے میں بیڈ پہ لیٹی ہوئی تھی۔

کیا ٹھیک کیا میں نے اپنی انا پہ اپنی محبت کو قربان کر کے؟ مگر کیا فائدہ ایسی محبت " پانے کا جس میں آپ کو صرف ہمدردی ملے محبت نہیں۔"اس کے اندر عجیب ہی جنگ چل رہی تھی۔ مختلف سوچیں اس کے ذہن میں آرہیں تھیں تبھی اس کا فون بجا۔

"!!ہیلو"

میم آپ نے جس کے بارے میں پتہ کرنے کو کہا تھا اس کی ساری انفارمیشن میں نے آپ کو واٹس ایپ کر دی ہے چیک کر لیں."دوسری طرف سے کہا گیا۔

ٹھیک ہے بہت بہت شکریہ "فون بند کر کے اس نے واٹس ایپ اوپن کی "
۔ساری ڈیٹیل تھی اور ساتھ شازم کی تصویر تھی۔تصویر دیکھ کے اسے لگا تھا کہ
اس نے کہیں دیکھا اسے۔مگر کہاں ؟؟شاید کرمنل ہے تو عدالت میں ؟نہیں
عدالت میں نہیں۔"لاکھ سوچنے کے باوجود بھی اسے یاد نہیں آیا۔

اگلے ہی دن وہ آفس چلی گئی تھی زارا بیگم کے لاکھ روکنے کے باوجود بھی۔
گھر رہ کے بھی تو ذہن میں عجیب ہی خیالات آرہے اگر ایک یا دو دن اور گھر "
رہی تو پاگل ہو جاؤں گی "اس نے ماں کو جواب دیا تھا۔
وہ اس وقت آفس میں تھی جب فون کی گھنٹی بجی۔
میم آپ سے کوئی شازم آفندی ملنے آئے ہیں۔"دوسری طرف سے بتایا گیا۔"
شازم !!!وہ حیران ہوئی تھی"
بھیج دیں اسے اندر۔"وہ اسی سوچ میں تھی کہ جس شخص کے بارے میں وہ"
سوچ رہی تھی آج کل اس کے حواسوں پہ سوار ہے وہ یوں اچانک اس کے سامنے

کیسے آسکتا۔ وہ تو اسے جانتا تک نہیں ہے۔اچانک دروازہ کھلا۔اور وہ قدم اٹھاتا آ کے سامنے رکھی چیئر پہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کے بیٹھ گیا۔

یہ کیا طریقہ ہے؟ سوہا اک دم سیدھی ہوئی تھی وہ بنا نوک کیے اندر داخل ہوا " تھا۔

کیا؟؟ جانتے ہوئے بھی انجان بنا۔اوہ!!! نوک نہیں کیا؟۔ تو بتا کے تو آیا ہوں۔" اتنا ہی غنیمت جانیں۔ وہ تو آپ تھیں تو بتا کے آیا ہوں ورنہ آپ کی جگہ کوئی اور ہوتی تو سیدھا گھس آتا آفس میں بنا اطلاع دیے۔" وہ بے باک نظروں سے اس کی طرف دیکھتا بولا

"آج تو یہ حرکت کر دی ہے مگر نیکسٹ ٹائم میں برداشت نہیں کروں گی۔"

اوہ تو مطلب کہ اب آنا جانا لگا رہے گا۔" وہ آنکھ دبا کے بولا

شٹ اپ، کام کی بات کرو۔ کیوں آئے ہو؟" وہ ضبط کرتے بولی۔"

سنا ہے آپ میرے بارے میں معلومات اکٹھی کر رہیں ہیں۔ سوچا خود ہی جا کے " "دیدار کروا آؤں۔ اور اسی بہانے افسوس بھی کر لوں گا۔

"کس چیز کا افسوس؟"

شادی ٹوٹ جانے کا۔ کتنا کوئی ذلیل انسان تھا نہ وہ "

"مطلب اسے ذرا بھی رحم نہیں آیا۔ کوئی اتنا سفاک کیسے ہو سکتا ہے۔

ہو گیا افسوس۔ اب جا سکتے ہو تم۔" وہ اسے باہر کی طرف اشارہ کرتے بولی۔"

نہیں ابھی کہاں ہوا ہے افسوس۔ افسوس تو ابھی باقی ہے۔ پتہ ہے اس نے یہ "

"سب کیوں کیا؟؟ میں نے کہا تھا اسے۔

سوہا نے اک دم نظریں اٹھا کے اس کی طرف دیکھا تھا۔

تم!!!! گھٹیا انسان۔۔۔۔۔۔" اس سے پہلے کہ کچھ اور بولتی شازم درمیان"

میں ہی بولا تھا۔

مجھے پتہ ہے غلط ہوا اور میں اس کا ازالہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ میں شادی کر "

"سکتا ہوں آپ سے۔ آپ کو اپنا نام دے سکتا ہوں۔ سوہا شازم آفندی۔۔۔۔۔۔

اور یہاں اس کا ضبط جواب دے گیا تھا وہ اک دم چیئر سے اٹھی۔

جسٹ شٹ اپ۔ دفع ہو جاؤ ادھر سے۔" وہ چیخی تھی اتنی زور سے کہ اس کی"

آواز کانپی تھی۔

ریلیکس!!مجھے کوئی جلدی نہیں ہے سوچ کے بتادینا۔"وہ کرسی سے اٹھتا کوٹ" کے بٹن بند کرتا بولا۔

سوہااس کی جانب غصے سے بڑھی اس سے پہلے کہ وہ اس تک پہنچتی وہ جلدی سے دروازے کی طرف بڑھا

"انتظار رہے گا تمھارے جواب کا پرسکیوٹر صاحبہ۔"

دروازے کے پاس کھڑا ہو کے کہہ کے جلدی سے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔جبکہ پیچھے اس کا تنفس تیز تیز چل رہا تھا اس نے پانی کا گلاس ایک سانس میں ہی پیا اور خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔

آفس میں اسے لگ رہا تھا کہ اس کا دم گھٹ رہا ہے اس نے سدرہ کو کال کی جو کہ اس کی کولیگ ہونے کے ساتھ ساتھ دوست بھی تھی۔

"کہیں باہر چلیں؟ویسے بھی لنچ کا ٹائم ہو رہا۔"

خیریت!!تم تو لنچ کرتی ہی نہیں ہو آج کیسے یاد آگیا۔؟"سدرہ فون کان کو" لگائے اس کے آفس میں داخل ہوئی۔میں تمھارے پاس ہی آرہی تھی کہ تمھارا فون آگیا وہ فون بند کرتے بیگ میں ڈالتے بولی۔

ہمم!!چلیں پھر۔۔"سوہا اسے دیکھتی بیگ اٹھاتی بولی۔"

"چلو میں تو پہلے ہی تیار ہوتی ہوں۔"

وہ دونوں جیسے ہی ریسٹورنٹ میں داخل ہوئیں سامنے کا منظر دیکھ کے سوہا کا سر چکرایا تھا۔وہ تیزی سے اگے بڑھی اور جا کے شنایا کا بازو زور سے پکڑ کے اسے چیئر سے گھسیٹا تھا۔

یہ کیا طریقہ ہے محترمہ؟"شازم بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کی طرف بڑھا۔"

تم!!!سوہا نے اس کی طرف شہادت کی انگلی کی تھی"

گھٹیا انسان بہتر ہو گا تمھارے لیے کہ اس سے دور رہو۔"وہ غرائی تھی۔

آپی!!!شنایا نے کچھ بولنا چاہا تھا۔

"چپ ایک لفظ نہ سنوں میں تمھارے منہ سے"

یہ پاگل عورت کیا لگتی ہے تمھاری؟"شازم شنایا کو دیکھتے بولا۔"

میری آپی!!وہ منمنائی تھی۔

اوہ!!!!"وہ جیسے حیران ہوا تھا"

اس سے پہلے کہ یہ پاگل عورت تمھارا سر پھاڑ دے دفع ہو جاؤ ادھر سے اور "
آئندہ اس کے آس پاس بھی مت پھٹکنا۔"وہ دانت پیستے بولی تھی۔

شازم دو قدم آگے بڑھا بالکل اس کے برابر کھڑا ہوا اور اس کے کان کے پاس آ کے بولا

"فکر نہ کرو رشتے میں میری ہونے والی سالی ہے یہ، کچھ نہیں کہوں گا اسے"
کہہ کے اک دم پیچھے ہٹا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب ایکشن کا ریکشن ضرور آئے گا۔ جبکہ سوہا کے ہاتھ میں اس کی ٹائی آئی تھی جسے سدرہ نے اگے بڑھ کے چھڑوایا تھا

کیا کر رہی ہو سب دیکھ رہے ہیں تماشا نہ کرو، جانے دو"۔"

شازم موقع دیکھ کے وہاں سے نکلا تھا کیونکہ وہ مزید تماشا نہیں بنوانا چاہتا تھا۔

"تم چلو میرے ساتھ "اس نے شنایا کو بازو سے پکڑ کے گھسیٹا اور لا کے گاڑی میں بٹھایا۔

"ادھر بیٹھو۔ آتی ہوں میں ابھی۔ اور خبردار اگر تم ادھر سے ہلی بھی۔" نا چاہتے ہوئے بھی اس کا لہجہ سخت ہو گیا تھا۔

"آپی!! میری بات سنیں۔"

"سننے اور سنانے والا کام میں آ کے کرتی ہوں۔ فلحال تم ادھر چپ کر کے بیٹھو۔" وہ اسے ایک نظر دیکھتی کہہ کے اندر کی طرف بڑھ گئی۔

۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶

"یار مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ کب وہ میری لائف میں اتنا انولو ہو گیا اور مجھے پتہ بھی نہیں چلا۔ مجھ تک تو ٹھیک تھا اب شنایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ آگے بولتے بولتے رکی۔ وہ واقعی میں ہی شنایا کو شازم کے ساتھ دیکھ کے ڈر گئی تھی

"تم شنایا کو سمجھاؤ لیکن پلیز اس سے پیار سے بات کرنا۔ اور رہی بات شازم کی تو تم اسے مجھ پہ چھوڑ دو۔ کرتی ہوں کچھ اس کا بھی میں۔ کچھ نہ کچھ تو ملے گا ہی اس کے خلاف۔ تم ٹینشن نہ لو۔" سدرہ اسے تسلی دیتے بولی۔

"ہمم.. فلحال تو میرا دماغ بالکل ماؤف ہے۔"

"تم شنایا کو سنبھالو بس۔ باقی چھوڑ دو۔اب لنچ کا ارادہ ہے یا نہیں؟"

نہیں چلتی ہوں میں, شنایا گاڑی میں انتظار کر رہی ہے۔"وہ بیگ اٹھاتے بولی۔"

"چلو ٹھیک ہے۔اور زیادہ ٹینشن نہ لینا۔مل کے کرتے ہیں کچھ۔"

اوکے جو حکم"سوہا مسکرائی تھی۔"

شنایا مجھے سچ سچ بتانا کہ تم کیسے جانتی ہو شازم کو؟"وہ اسے سیدھا اپنے ہی گھر لے" آئی تھی اور اس وقت اسے سامنے بیٹھا کر مجرموں کی طرح اس سے تفتیش کر رہی تھی۔

آپی وہ۔۔۔۔۔۔وہ اٹکی تھی۔سوہا کو احساس ہوا کہ وہ ضرورت سے زیادہ تلخ ہو" رہی ہے۔

اچھا ریلیکس!!کچھ نہیں کہوں گی۔"وہ اسے دیکھتی نرمی سے بولی۔"

وہ میرے سنئیر ہیں۔"وہ تھوک نگلتے بولی۔"

صرف سنئیر؟؟"سوہا نے بغور اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے پوچھا"

جی!"یک لفظی جواب دے کے وہ ادھر ادھر نظریں دوڑانے لگی۔ سوہا کی"
نظریں مسلسل اپنے چہرے پہ محسوس کرتے وہ ایک بار پھر بولی
آج راستے میں ملے تھے، وہ ڈرائیور چھٹی پہ ہے نا تو اس لیے میں بس کا ویٹ کر"
رہی تھی تو انھوں نے کہا کہ میں ڈراپ کر دیتا ہوں۔ انھیں بھوک لگی تھی اس
لیے ہی ریسٹورنٹ میں۔۔۔"آدھا سچ آدھا جھوٹ ملا کے بولی۔ وہ بھی اتنے کمزور
انداز میں کہ اگلا بندہ رتی برابر بھی اس پہ اعتبار نہ کرتا۔ سوہا نے گہری سانس لی۔
گھر کال کر کے بتا دو کہ تم میری طرف ہو وہ پریشان ہو رہے ہوں گے۔ تھوڑی "
دیر بعد تمھیں چھوڑ آؤں گی۔ کچھ کھاؤ گی۔؟"سوہا اس کے پاس سے اٹھتی بظاہر
نارمل لہجے میں بولی۔

"نہیں. بھوک نہیں ہے۔"

"چلو پھر کچن میں میرے ساتھ ہاتھ بٹا دو مجھے بہت بھوک لگی ہے۔ "
چچی کہاں ہیں؟"شنایا بھی اب کافی حد تک نارمل ہو گئی تھی۔"
شوٹ ہے ان کی۔ وہیں ہوں گی۔"

اچھا میں چینج کر کے آتی پھر بناتے ہیں کچھ۔"سوہا مسکراتے ہوئے کہہ کے وارڈراب سے کپڑے لے کے واشروم میں چلی گئی۔جبکہ شنایا پیچھے عجیب ہی کشمکش میں تھی۔

"یہ کیا بکواس ہے۔میری بیٹی کی زندگی کو کیوں گھسیٹا جارہا ہے۔کس نے سب بکواس چھاپی ہے یہ۔"زارا بیگم اخبار کو میز پہ پٹختے ہوئے غصے سے بولیں۔وہ اس وقت سٹوڈیو میں تھیں اور اخبار میں نیوز پڑھ کے انھیں دھچکا لگا تھا آج سے پہلے کبھی بھی ایسا نہیں ہوا تھا آج پہلی بار ان کی وجہ سے ان کی بیٹی کو بیچ میں لایا جارہا تھا۔ان کے سکینڈل تو چھپتے ہی رہتے ہیں مگر سوہا کے بارے میں پڑھ کے ان کا دماغ ہی ماؤف ہو گیا۔

"میم ہمیں نہیں پتہ کہ یہ نیوز کیسے آؤٹ ہوئی کیسے ان تک پہنچی۔ "

کیسے بھی کر کے یہ نیوز ہٹاؤ پلیز علی! پلیز میری بیٹی کو مت گھسیٹو ان سب میں۔"""

وہ التجا کرتے بولیں۔

میں کرتا ہوں کچھ آپ ٹینشن نہ لیں۔"وہ اخبار اٹھا کے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ "

میں ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گی سوہا کو اپنی وجہ سے مشکل میں نہیں ڈالوں "
گی۔"پریشانی کی وجہ سے ان کے ماتھے پہ پسینہ آرہا تھا۔جو بھی ہوا ان کے وہم و
گمان میں بھی نہیں تھا یہ سب۔ تبھی ان کے فون کی گھنٹی بجی نمبر دیکھ کے ان کے
ماتھے پہ بل پڑے بیزاری سے انھوں نے فون کاٹ دیا اور فون اٹھا کے بیگ میں
پیٹخا۔

تم نے اسے پرپوز کیا؟"عدنان صدمے میں تھا اس کی بات سن کے۔ "
ارادہ تو نہیں تھا پتہ نہیں کیسے بس زبان سے پھسل گیا۔"وہ اس وقت کھڑکی میں"
کھڑا عدنان سے فون پہ بات کر رہا تھا عادت سے مجبور ناخنوں کو دانتوں سے توڑتا
بولا۔
کھسک وسک تو نہیں گئے؟ایسی باتیں بھی بھلا پھسلتی ہیں وہ بھی اس لڑکی کے "
"سامنے جس سے نفرت کرتے ہو۔اسے برباد کرنا چاہتے ہو۔

نفرت کون کم بخت کرتا ہے اس سے۔" وہ چہرے پہ مسکراہٹ سجائے اس کا"
غصے بھرا چہرہ یاد کرتے بولا۔

حد ہے۔ تمھارا تو سدا کا یہی کام ہے۔ لگے رہو۔ مجھے اور بھی بہت سے کام ہیں۔"
بائے۔" عدنان نے ساتھ ہی کال ڈسکینٹ کر دی۔ اس نے بھی فون کان سے ہٹا کر سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور بیڈ پہ لیٹ گیا۔ جبکہ اس کے ذہن پہ ابھی بھی وہی سوار تھی۔

ہمم! میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم اتنا امپریس کرو گی شازم آفندی کو "
پر سکیوٹر سوہا چوہان۔!" وہ مسکراتے ہوئے بڑبڑایا تھا۔

رات تقریباً ایک بجے کا وقت تھا اور وہ فائلز میں الجھی ہوئی تھی، تبھی پاس پڑا فون بلنک کیا۔ اس نے دیکھا موحد کی کال تھی۔ اسے حیرانی ہوئی تھی رات کے اس پہر کال.

اسلام علیکم!" کال اٹینڈ کرتے ہی اس نے سلام کیا تھا۔"
"وعلیکم السلام! کیسی ہو؟"

"بالکل فٹ۔خوش باش۔!" وہ زیادہ ہی پر جوش لہجے میں بولی تھی جسے اسے کچھ شو کروانا چاہ رہی ہو۔

"گڈ. شنایا بتارہی تھی کہ تم اسے چھوڑ کے گئی ہو۔ گیٹ سے ہی واپس مڑ گئی۔ گھر کیوں نہیں آئی۔؟" وہ شکوہ کناں لہجے میں بولا

"کیونکہ میرا ذلیل ہونے کا کوئی موڈ نہیں تھا۔"

"کم آن سوہا! کون ذلیل کرتا تمھیں، تمھارا اپنا گھر ہے یہ۔ نکال دو اپنے ذہن سے یہ۔"

"جتنے پیار سے مجھے اپنے اس گھر سے نکالا گیا ہے دوبارہ آنے کا دل نہیں کرے گا میرا گھر میں موحد۔"

"تم چاچو کی نیچر جانتی ہو وہ شروع سے ایسے ہی ہیں۔ پھر بھی ان کی باتیں دل پہ لیتی ہو تم۔"

"کیا کروں۔ انھوں نے باتیں ہی دل پہ لینے والی کی ہیں۔" وہ ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتی آہستہ سے بولی۔

چچی کو لے کے وہ ایسے بی ہیو کر گئے۔ جانتی تو ہو کہ چچی کے بارے میں ان کے "

" کیا خیالات ہیں۔

ہمم! وہ پر سوچ لہجے میں بولی تو بس اتنا۔۔"

"اچھا چھوڑو سب ایک بات پوچھوں؟"

"ہاں پوچھو۔ تم کب سے اجازت لینے لگے۔"

"تم کسی شازم آفندی کو جانتی ہو؟"

اس غیر متوقع سوال پہ سوہا کا رنگ اک دم اڑا تھا وہ حیران ہوئی تھی اسے لگا کہ شنایا نے کوئی بات کی ہے گھر۔

کیوں؟ خیریت۔ مجھ سے کیوں پوچھ رہے۔؟" وہ اپنی حیرانگی پہ قابو پاتے بولی"

وہ خلیل صاحب کا کہنا ہے کہ ان کی بیٹی کو اغوا کیا تھا اس نے۔ مجھے لگا کہ شاید تم" جانتی ہو گی اس لیے ہی پوچھا۔ وہ بات گول کرتے بولا

خلیل انکل کی بیٹی۔؟ وہ اغوا ہوئی تھی۔؟" وہ جیسے حیران ہوئی تھی۔ "

میرا نہیں خیال۔ سب من گھڑت کہانیاں ہیں ان کی۔ اپنے بیٹے کو بچانے کے"

"لیے۔

جبکہ سوہا کی سوئی اسی پہ اٹک گئی تھی شازم آفندی،اغوا،

"موحد مجھے نیند آرہی ہے پھر بات کرتے۔"

"! چلو ٹھیک ہے پھر اللہ حافظ"

وہ جو شازم آفندی کو تھوڑی دیر کے لیے بھول چکی تھی ایک بار پھر اس کے ذہن پہ سوار ہو گیا۔

آخر کر کیا رہا ہے یہ انسان۔اک طرف شنایا،شیزا،میری شادی۔۔ان سب سے" کیا لینا دینا ہے اس کا۔"اس نے سر ہاتھوں میں گرایا تھا۔اور وہیں بیٹھے بیٹھے سو گئی۔

اگلے دن شنایا یونیورسٹی گئی تو اسے سامنے سے ہی شازم آتا دکھائی دیا وہ اسے دیکھ کے راستہ بدلنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ شازم کی نظر پڑ چکی تھی اس پہ۔اس کی آواز پہ رکنا پڑا اسے۔

کیسی ہو؟"قریب آ کے بولا"

ٹھیک!"اس نے یک لفظی جواب پہ ہی اکتفا کیا۔"

"کچھ کہا تو نہیں تمھاری اس مینٹل آپی نے تمھیں"

شنایا نے مینٹل کہنے پہ گھورا تھا

"مینٹل تو مت کہیں انھیں۔ وہ تو بس مجھے اس طرح بیٹھے دیکھ کے ریکٹ کر گئیں۔ کیونکہ وہ مجھ سے ایکسپیکٹ نہیں کر رہیں تھیں یہ سب۔"

"اس طرح بیٹھے دیکھ کر مطلب؟ تمھاری اپنی کوئی لائف نہیں۔ ویسے بھی تم کونسا کوئی غلط کام کر رہی تھی۔ کھانا ہی تو کھا رہی تھی۔" وہ منہ بناتا بولا

"جو بھی تھا بس وہ مجھ سے ایکسپیکٹ نہیں کر رہیں تھیں یہ سب۔ اور رہی بات اپنی لائف کی تو۔ بڑی ہیں وہ میری اتنا تو حق بنتا ہی ہے ان کا کہ وہ مجھے صحیح اور غلط کا فرق بتائیں۔ غلط کام سے روکیں۔" وہ برا مان گئی تھی اس کی باتوں کو۔

خیر میری کلاس ہے مجھے دیر ہو رہی ہے۔" کہہ کے وہ رکی نہیں ادھر۔ جبکہ شازم اس کے یہ تیور دیکھ کے حیران ہوا تھا۔

"ایک ہی دن میں سیدھا کر دیا وکیل صاحبہ نے لگتا۔" وہ بڑبڑایا"

وہ جو کچھ سوچ رہی تھی اچانک اٹھی بڑی سی چادر اٹھائی خود پہ اوڑھی۔ اور باہر کی جانب چل پڑی۔

کہاں جارہی ہو؟"ماں کی آواز پہ اچانک رکی۔"

بھاگ نہیں رہی۔ تھک گئی ہوں گھر بیٹھ بیٹھ کے۔بتایا تو تھا کہ آگے پڑھنا چاہتی" ہوں۔وہی کچھ پتہ کرنے جارہی ہوں۔"وہ تپے لہجے میں بولی

منع کیا ہے نہ تمھارے باپ نے۔تو پھر کیوں ضد پکڑی ہے تم نے۔؟ کہیں" "نہیں جاؤ گی۔اگر جانا بھی ہوا تو باپ کے ساتھ جانا۔

اماں اب کس بات کا ڈر ہے آپ لوگوں کو۔؟لوگوں کا ڈر ہے؟؟ یہاں کوئی" نہیں جانتا،کسی کو کیا پتہ کیا ہوا ہے میرے ساتھ۔کچھ برا ہونے سے ڈرتے ہیں آپ لوگ؟تو بچا ہی کیا ہے میرے پاس۔اب کیا برا ہوگا۔باقی میری لٹی ہوئی عزت کا تو سودا کر ہی چکے ہیں آپ لوگ۔"وہ تیز لہجے میں بولی۔

کیا چاہتی ہے تو؟؟ باپ عدالتوں میں دھکے کھائے۔پھر ذلیل ہو کے ہم دونوں" مریں۔ہمارا نام ونشان مٹ جائے اس دنیا سے۔نہیں تم بتا ہی دو آج تم کہ چاہتی "کیا ہو۔۔

کچھ نہیں چاہتی میں امی۔مرنا چاہتی ہوں بس۔۔اس گھٹی ہوئی زندگی سے تو " بہتر ہے موت۔"رشنا چلاتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

مر جاؤ اگر ماں باپ کی ذلالت ہی مقصد ہے تمھارا تو بہتر ہے کہ مر جاؤ۔۔""

پیچھے سے اس کی ماں چلائی تھی۔

سوہا اس وقت شیشے کے سامنے کھڑی تیار ہو رہی تھی مگر اس کا دماغ کہیں اور ہی سوچوں میں گم تھا۔

شنایا کو کیسے روکوں۔ کیسے اس انسان سے دور رکھوں اسے۔"وہ یہ بات تو جانتی" تھی کہ شنایا یونیورسٹی میں کسی کو پسند کرتی ہے حالانکہ اس لڑکے کی تصویر بھی اس کی کتابوں میں دیکھی تھی۔ شازم کو پہلی دفعہ دیکھ کے اسے لگا تھا کہ اس نے کہیں دیکھا ہے اسے مگر یہ یاد نہیں تھا کہ اس نے شنایا کی کتابوں میں جو تصویر دیکھی تھی وہ اسی کی تھی۔ وہ سوچوں کا تسلسل توڑتی بیگ اٹھا کے باہر کی طرف بڑھی۔

سامنے سے ہی ملازمہ آتی دیکھائی دی۔

"بی بی جی وہ بڑی بیگم صاحبہ آپ کا ناشتے پہ انتظار کر رہیں ہیں۔"

خیریت وہ اتنی جلدی کیسے اٹھ گئیں؟" وہ حیران ہوئی تھی ان کی ملاقات ویک" اینڈ پہ ہی ہوتی تھی اکثر۔ رات کو زارا بیگم لیٹ آتیں تھیں گھر اور صبح سوہا کے جانے کے بعد ہی اٹھتیں تھیں۔ وہ ڈائننگ ہال کی جانب بڑھی۔

"اسلام علیکم ! صبح بخیر"

"وعلیکم السلام ! آجاؤ تمھارا ہی انتظار کر رہی تھی۔"

رئیلی سوری امی ! میں لیٹ ہو رہی مجھے ضروری کام ہے۔ پھر کبھی صحیح۔" وہ" معذرت خواہ لہجے میں بولی

کبھی میرے پاس بھی بیٹھ جایا کرو۔" انھوں نے گلہ کیا تھا وہ بھول گئیں تھیں " کہ ہمیشہ ٹائم ان کے پاس نہیں ہوتا۔

بیٹھوں گی ضرور اگر موقع ملا تو۔۔۔۔" وہ لفظوں پہ زور دیتی مگر نرم لہجے میں " بولی

تبھی ملازمہ آئی تھی "وہ بیگم صاحبہ آپ سے کوئی صاحب ملنے آئے ہیں میں نے انھوں ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا ہے۔

"کون ہے ؟؟؟"

". پتہ نہیں جی. انھوں نے اپنا نام نہیں بتایا"

حد کرتی ہو تم بھی بغیر پوچھے اسے ڈرائنگ روم میں بھی بٹھا آئی۔ "انھوں نے" ملازمہ کو ڈانٹا

"اچھا امی چلتی ہوں میں۔ اللہ حافظ۔"

"اللہ حافظ ! رات کو کوشش کرنا کہ جلدی آجانا۔ میں گھر ہی ہوں آج۔"

کوشش کروں گی۔" مسکراتے ہوئے کہہ کے وہ چلی گئی جبکہ زارا بیگم ڈرائنگ" روم کی طرف بڑھیں۔ جیسے ہی ان کی نظر سامنے بیٹھے شخص پہ پڑی ان کی سانسیں اک پل لے لئے رکیں۔ انھوں نے جلدی سے مڑ کے باہر کی جانب دیکھا سوہا جا چکی تھی۔

اک خبر لایا ہوں تمھارے لیے" عدنان شازم کے سامنے پھیلتے ہوئے بولا وہ" اس وقت شازم کے گھر موجود تھا۔ اور خوش قسمتی سے شازم بھی گھر ہی تھا

"کوئی منحوس ہی ہو گی رہنے دو۔"

"اب یار نہیں بہت اچھی ہے۔ مطلب تم نے رزلٹ چیک نہیں کیا؟"

"کونسارزلٹ ؟"

"اک ہی رزلٹ آنا تھا وہی جو تھوڑے دن پہلے کارنامہ سرانجام دیا ہے۔"

"کیا مطلب رزلٹ آگیا؟؟اس بار کس نے اڑایا ہے بس یہی بتادے۔"

" یہی تو اچھی خبر ہے کہ اس بار کسی نے نہیں اڑایا۔"

شازم نے بے یقینی سے سے اس کی طرف دیکھا
"میں نہیں مانتا۔دنیاادھر کی ادھر ہو سکتی ہے مگر یہ معجزہ نہیں ہو سکتا۔"

ہو گیا ہے یہ معجزہ۔پروفیسر بے چارے بھی تنگ آگئے تھے تم سے۔آخر کار"
"جان چھڑوا ہی لی تم سے اور لگے ہاتھوں میں بھی پاس ہو گیا۔

تو فائنلی دو سال کی ڈگری چار سال میں مکمل ہو ہی گئی۔ خس کم جہاں پاک۔"اس نے جیسے سکون کا سانس لیا تھا۔

کہہ تو تم ایسے رہے ہو جیسے بڑا پڑھنے جاتے تھے تم۔ بائے داوئے جو اتنی سہلیاں ہیں تمھاری ادھر، اب ان کا کیا ہو گا کیسے منیج کرو گے۔"

چار سال تو ان کے پیچھے خوار ہوا ہوں اب کیا ساری زندگی ان کو دے دوں؟ بس وہ جہاں تھیں وہیں رہیں گی۔ اکتا گیا تھا ان سب سے۔"

ابھی اکتا گئے ہو، پھر بھی دو دن پہلے ان کے پیچھے یونیورسٹی بلاوجہ چکر لگا رہے تھے۔"

"شازم نے قہقہہ لگایا"وہ تو بس عادت سے مجبور ہوں۔

انکل کدھر؟ نظر نہیں آرہے۔" عدنان نے ادھر ادھر نظریں ڈوراتے پوچھا"

"مجھے کیا پتہ، وہ کونسا مجھے بتا کے جاتے۔"

ہاں تو تو جیسے انھیں سب بتا کے جاتا ہے نہ۔ ویسے منیر تو ادھر ہی پھیر رہا۔ وہ تو"
"اس کے بغیر کہیں جاتے نہیں ہیں۔

ظاہر ہے اگر وہ ساتھ چلا جاتا تو ان کو میری خبریں کون دیتا۔" وہ تنک کے بولا "
خیر جارہا ہوں میں اب تو بھی اٹھ اور اپنی راہ لے۔

"کہاں؟"

"جہاں بھی جاؤں تجھے کیا، تو اٹھ اور اپنی راہ لے۔"

بھلائی اور شرم کا تو زمانہ ہی نہیں رہا" عدنان بڑبڑایا تھا۔"

تم؟ تم ادھر کیا کر رہے ہو؟" زارا بیگم آگے بڑھیں تھیں سامنے بیٹھے شخص کو" دیکھ کے ان کے حواس باختہ ہوئے تھے مگر اگلے ہی لمحے وہ نارمل ہو گئیں

"کیوں نہیں آسکتا کیا ادھر؟"

نہیں!! وہ سخت لہجے میں بولیں تھیں"

" سال بیت گئے مگر تمھارا غصہ، اکڑ آج بھی ویسی کی ویسی ہے۔"

"وہ ہمیشہ ایسی ہی رہے گی اب تم جا سکتے ہو۔"

" ارے پوچھو گی نہیں کہ کیوں آیا ہوں؟"

"نہیں!!! جاؤ ادھر سے تم، تمھارے لیے یہی بہتر ہے۔"

تمھارے لیے یا میرے لیے؟؟؟ ویسے سوچو اگر تمھاری بیٹی کو پتہ چل جائے" کہ کسی زمانے میں اس کی ماں میری دیوانی ہوتی تھی تو کیا ہو گا؟ صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی کہ اس شخص کے لئے اس کی ماں نے اس کے باپ کو بھی چھوڑ دیا "تھا۔ چچ چچ، حق ہاہ بیٹی کیا کرے گی اس کے خود کے اشتہار لگ رہے ہیں۔

بکواس بند کرو، اور اپنی حد میں رہو سلطان آفندی، تم شاید بھول رہے ہو کہ تم" اس وقت میرے گھر میں موجود ہو۔ اس سے پہلے کہ دھکے دے کے ادھر سے نکلواؤں دفع ہو جاؤ۔" وہ غصے سے ہانپتی بولیں

میں اپنی حد میں ہی ہوں جس دن میں اپنی حد سے بڑھ گیا نہ تو تم کسی قابل نہیں" رہو گی۔ خیر وارن کرنے آیا ہوں تمھیں کہ اپنی بیٹی کو کہو کہ میرے بیٹے سے دور رہے ورنہ خواہ مخواہ میں ماری جائے گی۔"

"یاد رکھنا سلطان اگر بیٹی کو کچھ بھی ہوا تو چھوڑوں گی نہیں تمھیں۔"

ہونہہ ! تم میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی۔ "وہ استہزایہ ہنسا تھا"

تم شاید بھول رہے ہو تمھاری یہ دو ٹکے کی عزت کو خاک میں ملانے میں مجھے دو" منٹ بھی نہیں لگیں گے۔ میرا کیا ہے میں تو پہلے ہی بہت بدنام ہوں مگر تمھاری عزت دو کوڑی کی بھی نہیں رہے گی۔ "وہ غرائی تھیں۔

وہ آگے بڑھا بالکل ان کے سامنے جا کے کھڑا ہوا آبرو آچکائے

ویسے داد دینی پڑے گی ذرا بھی نہیں بدلی تم۔ وہی ادائیں ہیں تمھاری۔ جس بنا پہ"
تم مجھے دھمکی دے رہی ہو کیا ثبوت ہو گا تمھارے پاس۔ نکاح نامہ تو ویسے بھی
"میرے پاس ہے۔ تمھارے پاس تو کاپی تک نہیں ہے۔

زارا بیگم ساکت ہوئیں تھیں
کب ؟ کیسے تمھارے پاس پہنچا۔ وہ تو میرے پاس ہے۔" وہ ہو نقوں کی طرح"
اس کا چہرہ تک رہیں تھیں

مائی ڈیئر اس لیے تو کہہ رہا ہوں کہ آفندیوں سے پنگا لینا اچھی بات نہیں ہے۔"
سمجھاؤ اپنی بیٹی کو، آج کل بڑے چکر لگ رہے ہیں میرے بیٹے کے اس کے پاس۔
خیر خواہ ہوں تمھارا اس لیے چلا آیا ایویں خواہ مخواہ میں تمھاری بیٹی ماری جائے گی
"بچا لو اسے۔ بس یہی کہنا تھا چلتا ہوں۔

جبکہ وہ صوفے پہ گرنے کے انداز میں بیٹھیں تھیں۔ پھر اچانک اٹھیں اور بھاگ کے اپنے کمرے میں گئیں۔ کبرڈ چیک کی کچھ نہیں تھا ادھر۔ مطلب سلطان سچ بول رہا تھا۔ انھوں نے منہ پہ ہاتھ رکھا۔

تو پھر کیا سوچا آپ نے؟" چہرے پہ مسکراہٹ سجائے وہ اس کے سامنے کرسی پہ" ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کے بیٹھا ایک بار پھر اس کے آفس میں موجود تھا۔

سوچا تو بہت کچھ ہے۔" اس نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا"
صدقے۔۔۔ یعنی کہ دو ہی دن میں وکیل صاحبہ امپریس ہو گئیں شازم آفندی"
"سے۔

ہاں امپریس تو کافی ہوئی ہوں۔ یہ بتاؤ کہ رشنا اور اس کے ماں باپ کے ساتھ کیا"
کیا تم نے۔" وہ میز پہ کہنیاں ٹکائے تھوڑا آگے کو جھکتے بولی۔

"میں نے تو کچھ نہیں کیا۔ہاں البتہ میرے باپ نے اس کے باپ کے ساتھ مذاکرات کیے۔جو کہ کامیاب ہوئے اور اب وہ دوسرے شہر میں میرے باپ کے پیسوں سے عیاشی کررہے ہوں گے۔"ایمانداری سے جواب دیااس نے۔

سوہانے ستائشی نظروں سے اس کی طرف دیکھا

"گریٹ۔۔۔۔۔۔۔۔ویسے مجھ سے شادی کیوں کرنا چاہتے ہو؟"

" ایویں مذاق مذاق میں پرپوز کیا تھا۔مگر اب اچھی لگتی ہو "

اگر میں کہوں کہ تم نے اب تک جتنے بھی جرم کیے ہیں ان کااعتراف کرلو تو کرلو" گے ؟"وہ کرسی سے اٹھتے اس کے چہرے پہ نظریں گاڑھے بولی۔

آپ کے لیے تو جان بھی حاضر ہے پرسیکیوٹر صاحبہ۔۔۔مگر ایک مسئلہ ہو جائے " گا،اگر مجھے کچھ ہو گیا تو زندہ آپ بھی نہیں رہیں گی۔ادھر میری آنکھیں بند ہوں

گی ادھر آپ کی سانسیں۔اب فیصلہ آپ کو کرنا ہے میرا اقبال جرم چاہیے آپ کو یا اپنی زندگی۔"وہ بھی اپنی جگہ چھوڑتا آخری بات پہ ٹیبل پہ ہاتھ مارتا بولا

" ہو گیا فیصلہ۔تمھارے مرنے کے بعد اگر مجھے کچھ ہو بھی گیا تو کوئی افسوس نہیں مجھے۔"

" یعنی کہ میرے ساتھ مرنا چاہتی ہیں۔اسے ہی تو سچا پیار کہتے ہیں۔"وہ آنکھ دباتا بولا۔

" شٹ اپ.."پوری گفتگو کے دوران پہلی بار اسے غصہ آیا تھا۔

" اللہ اللہ! کتنا چیختی ہیں آپ،اپنے ساتھ ساتھ میرے بھی کان خراب کر دیں گی۔کہنا تو آپ نے شٹ اپ ہی ہوتا ہے اس لیے جب بھی غصہ آئے مجھے اشارہ کر دیجیے گا میں سمجھ جاؤں کہ اب شٹ اپ کا وقت ہوا چاہتا ہے۔اس طرح میرے

بھی کان محفوظ رہیں گے اور آپ کی انرجی بھی ویسٹ نہیں ہو گی۔" وہ کانوں میں انگلی گھماتے بولا۔

جبکہ سوہانے غصے سے مٹھیاں بھنچیں تھیں۔وہ شخص اگلے بندے کو زچ کرنے کا ہنر خوب جانتا تھا۔

میری ایک بات یاد رکھنا تم جب تک میں تمھیں جیل کی سلاخوں کے پیچھے نہ دیکھ لوں تب تک چین سے نہیں بیٹھوں گی۔" وہ شہادت کی انگلی اس کی طرف کرتے بولی

بس!!!!اتنی سی خواہش؟؟ارے پہلے بتا دیتی۔ٹھیک ہے چلو میرے ساتھ۔۔"

کہاں؟؟"وہ الجھن سے اس کی طرف دیکھتے بولی۔"

آپ کی خواہش پوری کرنے۔ جیل کی سلاخوں کے پیچھے دیکھنا چاہتی ہیں نہ مجھے "

"تو چلو ابھی پوری کر دیتا ہوں میرے بائیں ہاتھ کا کام ہے یہ۔

سوہا کو اس کی بات سمجھنے میں چند سکینڈ لگے تھے۔ وہ طنزاً مسکرائی۔

"اوہ میں بھول ہی گئی تھی کہ آپ تو پیسوں سے سب کچھ خرید سکتے ہیں۔"

ہاں سب کچھ !!!!" وہ اس کی طرف دیکھتے لفظوں پہ زور دیتے بولا "

حتیٰ کہ تمھیں بھی حاصل کر سکتا ہوں۔ مگر نہیں، بہت کچھ خرید لیا۔ بہت کر لی

زبردستی۔ فکر نہ کرو تم، تمھاری مرضی کے بغیر تم سے شادی نہیں کروں گا۔

ایک بار، صرف ایک بار جیسے بھی تمھارے منہ سے ہاں سننی ہے مجھے۔" وہ آپ

سے تم پہ آ گیا تھا۔ وہی پرانی کمینگی والی ٹون میں بولا

۔ سوہا کا دل کیا کہ رکھ کے تھپڑ مارے مگر وہ آگے بڑھی اور چلینج کرتی آنکھوں

سے بولی

دیکھتی ہوں میں بھی کہ تم کس حد تک جاتے ہو۔ کیا کرو گے زیادہ سے زیادہ؟ "
"وہی جو پہلے لڑکیوں کے ساتھ کر چکے ہو؟اس کے علاوہ تم کر بھی کیا سکتے ہو۔

اوہ چیلنج!!!!وہ بھی شازم آفندی کو؟ بچ کے رہنا وکیل صاحبہ اب۔۔ہاں کرو" گی تم وہ بھی خود، بغیر کسی زور زبردستی کے۔ ناؤ ویٹ اینڈ واچ۔۔" مسکراتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتا وہ باہر کی جانب بڑھ گیا۔اس کے جاتے ہی اس نے سدرہ کا نمبر ملایا تھا۔

ہیلو!!!کیسی ہو؟"دوسری طرف سے پوچھا گیا"

میں ٹھیک۔۔تمھیں کوئی کام کہا تھا ہوا یا نہیں؟"ڈائریکٹ کام کی بات ہی کی"
"یار کچھ انفارمیشن تو ملی ہے، مل کے بتاتی ہوں۔"

"میرے آفس آجاؤ ابھیء میں فری ہوں۔"

"انتظار کرو آرہی ہوں تھوڑی دیر تک۔ "

اوکے۔"فون رکھ کے اس نے سر ہاتھوں میں گرایا تھا۔"

کیاہوا ہے تمھیں؟منہ کیوں لٹکا ہوا ہے۔"سدرہ اس کے سامنے بیٹھتی بولی"

"کچھ نہیں یار اس ذلیل انسان کی باتیں سن کے دماغ گھوما ہوا ہے۔"

" کس کی؟"

"وہی منحوس شازم. پھر منہ اٹھا کے آیا تھا آج وہی بکواس۔۔۔۔"

اوہ!! ویسے یار اس کا بائیوڈیٹا چیک کیا ہے ادھر ادھر سے معلوم کیا مگر اس کے بارے میں سن کے ایسا لگا کہ اس سے فرشتہ صفت انسان اس دنیا میں موجود نہیں ہے۔"

مطلب کچھ نہیں ملا؟"وہ مایوس ہوئی۔"

"اس کے متعلق تو نہیں مگر ویسے کچھ معلوم ہوا ہے۔"

"کیا؟"

شازم آفندی کی ایک بہن بھی ہے جس کے بارے میں یہ خبریں ہیں کہ وہ مر "
"چکی ہے۔ مگر زندہ ہے وہ۔اور اس وقت امریکہ میں ہے۔

اس بات کا کیا مطلب ؟"اس نے الجھن سے اس کی طرف دیکھا"

کسی کو پسند کرتی تھی وہ مگر اس لڑکے نے اس کا ناجائز فائدہ اٹھایا۔اس لڑکے کو تو"
سلطان نے مروادیا مگر اپنی بیٹی کو مارنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ مگر کسی طرح سے یہ
خبر لیک ہو گئی سلطان آفندی نے رسوائی کے ڈر سے بیٹی کو امریکہ بھیج دیا اور ادھر
خبر پھیلادی کہ خودکشی کرلی ہے اس نے۔اس نے خودکشی کی کوشش ضرور کی
تھی مگر بچ گئی تھی۔سنا ہے شازم بھی اسی واقعے کے بعد ایسا ہوا ہے آوارہ۔

مگر ابھی تو تم کہہ رہی تھی کہ تم نے اس کے بارے میں جس سے بھی سنا اچھا ہی"
سنا ہے پھر اس کی آوارگی کی شروعات کہاں سے سن کے آئی ہو۔؟"سوہا نے آبرو
آچکائے تھے۔

توبہ ہے جو پہلے اتنی ایموشنل کہانی سنائی اس کے بارے میں کوئی رد عمل نہیں"
اور آخری بات کو پکڑ لیا ہے۔"وہ منہ بسور کے بولی

"خیر اس لڑکی کے بارے میں سن کے افسوس ہوا، آگے بڑھو۔"

"ایک اور سنسنی خیز خبر یہ ہے کہ سلطان آفندی نے دوسری شادی بھی کرر کھی ہے۔اوران کی بیٹی بھی دوسری بیوی سے ہے۔ کسی ماڈل سے کی تھی شادی جو اس وقت کی ٹاپ کی تھی مگر آج تک کسی کو علم نہ ہو سکا کہ وہ کون تھی۔ حتیٰ کہ ابھی تک اس کے بیٹے کو یہ بھی پتہ کہ اس کے باپ نے دوسری شادی بھی کی تھی۔اور نہ ہی یہ کہ اس کی سوتیلی بہن ہے۔ سوائے سلطان اور اس کی پہلی بیوی کے کسی کو یہ بات معلوم نہیں۔ دنیا کی واحد عورت جسے علم تھا کہ وہ عورت کون ہے جس سے سلطان نے شادی کی وہ سلطان کی پہلی بیوی ہے۔ مگر اب وہ کومے میں ہے۔ اور میں سو فیصد شور رہوں کہ اپنی بیوی کی اس حالت کے پیچھے بھی سلطان کا ہاتھ ہے۔ "

"میرا پھر وہی سوال کہ اگر سلطان اور اس کی بیوی کے علاوہ کسی کو نہیں پتہ تو تمھیں کس نے بتایا؟؟"

"اللہ! صبر نام کی بھی چیز ہوتی چپ کر کے سنو۔"وہ زچ ہوئی تھی۔

"ویسے اس نے شادی چھپائی کیوں؟ مطلب اسے کس بات کا ڈر تھا؟"سوہا اس بات پہ حیران ہوئی تھی۔

ارے بھئی سوسائٹی میں اتنا نام ہے اس کا اگر پتہ چلتا کہ اس نے کسی ماڈل سے "

"شادی کی ہے تو بدنامی ہوتی اس کی۔

ماڈل سے شادی کرنا کوئی گناہ تو نہیں ہے۔" سوہا کو برا لگا تھا۔"

پتہ نہیں، شاید کوئی اور بات ہو۔ سدرہ نے کندھے اچکائے۔"

ہمم! ہو سکتا۔ وہ پر سوچ لہجے میں بولی"

تمھاری امی بھی تو اس فیلڈ کی ہیں ہو سکتا انھیں کچھ معلوم ہو۔ ایک بار اگر اس"

"عورت کا پتہ چل جائے کچھ نہ کچھ تو اس سے ضرور پتہ چلے گا ہمیں۔

"نہیں وہ نہیں جانتیں ہوں گی۔"

پھر بھی پوچھنا تو صحیح۔ اگر سلطان آفندی ہاتھ آگیا تو بیٹا بھی آجائے گا، باپ کی"

شے پر ہی وہ دھندنا رہا ہے۔ ویسے سلطان آفندی اتنے جرائم میں ملوث ہے مگر ان

"کے ثبوت ایسے غائب ہیں جیسے گدھے کے سر سے سنیگ

تم مجھے یہ بتاؤ جس کا علم بقول تمھارے کسی کو بھی نہیں ہے حتیٰ کہ اس کے بیٹے"

کو بھی نہیں۔ تو تمھیں ساری انفارمیشن کیسے ملی؟" سوہا نے تفتیشی نظروں سے

اس کی طرف دیکھا۔

سدرہ نے منہ بسورہ تھا" باز نہ آنا تم، خیر کوئی پکا بندہ ہاتھ لگا ہے سلطان کا۔ تم ہلکے میں مت لو سدرہ کو۔" وہ فخریہ لہجے میں خود کو داد دیتے بولی۔

گڈ جاب" وہ مسکرا کے بولی"

"سوہا اک بات بولوں؟؟"

"حکم"

"میں تو کہتی ہوں دفع کرو بہت خطرہ ہے اس میں۔"

اب پیچھے ہٹنے کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا۔ زیادہ سے زیادہ میری جان ہی جائے گی"

"مگر ہو سکتا ہے باقی لوگوں کی جانیں بچ جائیں۔

پلیز یار ر احتیاط سے کرنا جو بھی کرنا، باقی میں تمھارے ساتھ ہوں۔ تم کڑی سے" کڑی ملاؤ اور میں تمھیں انفارمیشن اکٹھی کر کے دوں گی۔ رشنا کا بھی پتہ کرتی ہوں۔" وہ اس مسکرا کے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے بولی۔ بدلے میں سوہا بھی مسکرائی

"بہت شکریہ جناب۔"

....
....

جمشید صاحب کمرے میں لیٹے ہوئے تھے ان کی طبیعت بھی کچھ ناساز تھی تبھی ان کی بیگم کمرے میں آئیں۔

آپ کی چائے۔" انھوں نے اٹھ کے چائے پکڑی اور بیگم کو دیکھا جو کہ ان کے" سر پہ ہی کھڑی ہیں چائے دینے کے بعد بھی۔

جی حکم۔" وہ جانتے تھے کہ جب بھی ان کی بیگم کو کوئی بات کرنی ہوتی وہ ایسے" ہی جم جاتیں ہیں ایک ہی جگہ پہ۔ ان کے کہنے کی ہی دیر تھی کہ فاخرہ بیگم ان کے سامنے بیڈ پہ سیدھی ہو کے بیٹھ گئیں۔

کل عذرا آپا آئیں تھیں یہ تو پتہ ہی ہے آپ کو۔ وہ باتوں باتوں میں مجھے کہہ گئیں" ہیں کہ وہ ہادیہ کی شادی کروانا چاہتی ہیں موحد سے۔ مجھے بھی ہادیہ اچھی لگتی ہے۔ " سلجھی ہوئی ہے۔ تو میں کہہ رہی تھی کہ ہم بات پکی کر آئیں موحد کی۔؟

وہ تو ٹھیک ہے مگر کچھ دن ٹھہر جاؤ ابھی سوہا والا واقعہ گزرے دن ہی کتنے ہوئے" "ہیں۔ جنید بھی ٹینشن میں ہے۔

آپ تو بس ہی کریں۔ مہینہ ہونے کو ہے اس بات کو۔اس گھر میں سوگ پتہ " نہیں کب ختم ہونا۔ویسے بھی میں کونسا شادی کا کہہ رہی صرف بات پکی کا ہی کہہ رہی۔جن کو افسوس ہونا چاہیئے تھا سوگ منانا چاہیے تھا وہ تو اک دن بھی گھر ٹک کے نہیں بیٹھیں۔دونوں ماں بیٹی لگاتار اپنے کام پہ جاتی ہیں۔اور ادھر دیکھو پورا گھر ہی سوگ میں ڈوبا ہوا ہے۔" وہ ناک چڑھا کے عادت کے مطابق طنزوں کے تیر چلاتے بولیں۔

استغفرُللہ! فساد برپا کرنا تو کوئی تم سے سیکھے۔اب اپنی توپ کا رخ اس بچی کی " طرف مت کر لینا۔چلی گئی ہے وہ اس گھر سے بخش دو اسے۔

"اس گھر کی جڑوں میں بیٹھی ہوئی ہے اتنی جلدی کہاں جان چھوڑے گی۔"

جمشید صاحب نے ہاتھ جوڑے تھے ان کے سامنے " یہ دیکھو جو کرنا ہے کرو۔جاؤ اب میرا سر نہ کھاؤ پہلے ہی درد کر رہا۔" وہ چائے سائیڈ پہ رکھ کے چادر تان کے لیٹ گئے۔فاخرہ بیگم بھنبنائی تھیں

ہاں بھتیجی کے پیار میں گوڈے گوڈے ڈوبے ہوئے ہیں اور کوئی کیوں اس گھر" میں آپ کو نظر آئے گا۔"اور بھی بہت کچھ بڑبڑاتیں ہوئیں کمرے سے باہر چلی گئیں۔ جبکہ جمشید صاحب نے کانوں پہ ہاتھ رکھ لیے تھے۔

::::::::::::::::::::::::::::::::

سلطان آفندی اس وقت صحن میں کھڑا ملازموں پہ گرج رہا تھا۔ شازم کمرے سے باہر آیا دو منٹ تک دیوار سے ٹیک لگا کے ان کو دیکھتا رہا پھر آگے بڑھا

ابا حضور بس کریں کیوں اپنی انرجی ویسٹ کررہے چلیں آئیں میرے ساتھ۔""

وہ ان کا بازو پکڑ کے اندر لے آیا سلطان آفندی نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا

"بیٹھیں ادھر مجھے بات کرنی ہے آپ سے۔"

وہ تو تمھارے تیور دیکھ کے ہی اندازہ ہو گیا ہے مجھے۔"وہ اسے گھورتے ہوئے" بولے

"بغیر تمہید کے شروع کروں بات یا پھر تمہید باندھوں۔؟"

"تم سیدھے مدعے پہ آؤ اتنا فضول وقت نہیں ہے میرے پاس۔"

"شادی کرنا چاہتا ہوں میں۔"

سلطان آفندی نے بے یقینی سے اپنے بیٹے کو دیکھا پھر ہاتھ بڑھا کے اس کے ماتھے پہ رکھا

"لگ تو ٹھیک رہے ہو پھر اس طرح کی بہکی بہکی باتیں۔۔؟ "

بابا جانی سیریس ہوں میں۔" وہ منہ بناتا بولا۔"

میں بھی سیریس ہوں برخوردار۔ایسی بھی کونسی آفت آگئی کہ تمھیں اس"

معاملے میں اپنے باپ کو انولو کرنا پڑ گیا۔" سلطان صاحب نے آبرو آچکائے۔

"اب آپ مسلسل میری انسلٹ کر رہے ہیں۔"

تمھیں فیل ہو رہی ہے۔؟؟ انھوں نے جیسے حیران ہونے کی اداکاری کی۔وہ" جھنجھلایا

آپ پوچھیں گے نہیں کہ لڑکی کون ہے؟اور ویسے بھی آپ کو کل یا پرسوں تک"

"اس کے گھر رشتہ لے کے جانا ہے۔

"خود ہی بتادو اس بد نصیب کا نام۔"

"کنڑول کرنا ہے آپ کو خود پہ کیونکہ نام سن کے آپ کا پارہ ہائی ضرور ہوگا۔"

"بات کو طول مت دو سیدھا سیدھا بتاؤ۔"

سوہا چوہان! اس کے گھر آپ نے رشتہ لے کے جانا ہے۔" کہہ کے اب وہ باپ"
کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔ سلطان آفندی کی اک دم رگیں تنی تھیں۔

کیا بکواس ہے یہ۔ دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تمھارا۔ پوری دنیا میں تمھیں اور"
"کوئی لڑکی نہیں ملی تھی۔؟

نہیں!" بڑے سکون سے اس نے یک لفظی جواب دیا "

سلطان صاحب نے اسے غصے سے گھورا تھا

تمھارے اس کے آفس میں چکر لگ رہے تھے سمجھ تو میں گیا تھا کہ دال میں کچھ"
"کالا ہے۔ مگر اس قدر!! مجھے اندازہ نہیں تھا۔

شازم نے ان کے جواب میں بس کندھے اچکائے تھے۔ کچھ لمحوں کی خاموشی کے
بعد شازم پھر بولا

تو کب جا رہے اس کے گھر؟" اطمینان میں رتی برابر بھی فرق نہیں آیا تھا اس"
کے۔

سلطان آفندی کے اعصاب ڈھیلے پڑے کچھ لمحے اسے گھورنے کے بعد بولے
کل تک. "ان کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی۔"

شازم نے پہلے تو بے یقینی سے ان کی طرف دیکھا پھر مسکرایا

"اتنے سیدھے تو آپ ہیں نہیں۔ ضرور آپ کے دماغ میں بھی کچھ نہ کچھ چل رہا ہو گیا۔ آخر باپ کس کے ہیں۔"

جبکہ اس کے جواب میں سلطان آفندی بس مسکرائے تھے۔

....
....

"بھائی کہاں ہیں آپ؟ پچھلے ایک گھنٹے سے میں ویٹ کر رہی ہوں۔ پہلے بتا دیتے میں بس پہ آجاتی۔" شنایا یونیورسٹی میں پچھلے ایک گھنٹے سے کھجل ہو رہی تھی تھک ہار کے موحد کو فون کیا جو کہ سو رہا تھا مزے سے

"آرہا ہوں بس پندرہ منٹ۔ ہلنا مت تم ادھر سے۔" کہہ کے اس نے بیڈ سے چھلانگ لگائی۔ منہ ہاتھ دھو کے چابی پکڑی اور جلدی میں باہر نکلا۔

"کہاں جا رہے ہو برخوردار؟" جمشید صاحب کی آواز پہ رکا وہ

"شنایا کو لینے۔ کیوں کام ہے؟"

"نہیں۔ کام تو نہیں ہے اپنی ماں کو بھی ذرا دیکھ لینا فری ہو کے، صبح کی بھاں بھاں کر رہی ہے۔"

"کیوں کیا ہوا انھیں۔؟"

"اسے وجہ تھوڑی چاہیے ہوتی ہے کچھ ہونے کے لئے۔بس موقع چاہیئے اسے۔"

"موحد ہنسا تھا" بس کریں بابا ماں ہیں وہ ہماری، ہمارے سامنے ہی ان کی برائیاں۔

"تمھاری ماں سے پہلے بیگم ہے وہ میری۔"

"تو سنبھالیں پھر اپنی بیگم کو۔میں جارہا شنایا ویٹ کر رہی ہے۔ "

"بیٹے پچھلے تیس سال سے سنبھال ہی رہا ہوں مگر اب بس ہو گئی ہے۔

موحد ان کی بات پہ ہنستا سر ہلاتا ہوا باہر کی طرف چلا گیا۔ جمشید صاحب جیسے ہی مڑے، پیچھے فاخرہ بیگم کھڑی انھیں گھور رہیں تھیں۔انھوں نے نظروں کے زاویے بدلے اور انھیں نظر انداز کر کے ایسے کمرے کی طرف بڑھے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ جبکہ وہ پیر پٹخ کے رہ گئیں تھیں۔

:::::::::::::::::::::::::::::::

ہائے! کیسی ہو؟"شنایا جو بینچ پہ بیٹھی تھی شازم بھی آ کے ساتھ بیٹھ گیا۔"

"خیریت اکیلی بیٹھی ہوئی ہو ادھر؟"

وہ میں بھائی کا انتظار کر رہی تھی۔"وہ اسے دیکھ کے نروس ہوئی تھی۔"

"میں چھوڑ آتا ہوں۔"

نہیں بھائی آنے والے ہوں۔"وہ جگہ سے اٹھتی بولی۔"

ارے بیٹھ جاؤ کھا نہیں جاؤں گا۔"اسے اٹھتا دیکھ کے اس نے اس کا بازو پکڑ کے"

بیٹھانا چاہا جسے شانیا نے جلدی میں جھٹلایا تھا۔

بھائی آنے والے ہیں اچھا نہیں لگتا اس طرح۔"ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتے "

بولی۔

اچھا!! تم نے مجھے مبارک باد ہی نہیں دی۔"وہ اس کے سامنے سینے پہ ہاتھ"

باندھتا کھڑا ہوا۔

"کس چیز کی مبارکباد؟"

"ارے بھئی مر، مرا کے پاس ہو گیا ہوں مبارک باد تو بنتی ہی ہے۔"

اوہ!! بہت بہت مبارک ہو۔"چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ سجائے بولی"

"خیر مبارک! ویسے میں کسی خاص بات کے لیے آیا ہوں تمھارے پاس"

کس بات کے لیے؟"اس کا دل دھڑکا تھا۔"

تمھاری مینٹل آپی کے لیے رشتہ بھجوانا چاہتا ہوں۔ پوچھنا یہ تھا کہ تمھارے گھر والے مان تو جائیں گے نہ۔؟" وہ اس کے چہرے کے تاثرات بغور دیکھتے بولا۔ جبکہ شنایا نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔

کیا ہوا؟؟ تم تو ایسے ریکٹ کر رہی جیسے تمھاری آپی نے گھر کوئی بات ہی نہیں" کی۔ کیا مطلب واقعی میں ہی اس نے گھر بات نہیں کی؟" اس کی اداکاری عروج پہ تھی۔

شنایا گڑبڑائی" پتہ نہیں۔ بھائی آگئے میں چلتی ہوں۔" وہ تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے غائب ہو گئی۔ شازم کے چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ تیر نشانے پہ لگا۔

ہاں تو تمھیں کرنی پڑے گی پر سکیوٹر صاحبہ۔" وہی کمینگی مسکراہٹ سجائے وہ" بڑبڑایا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ بھی اس منظر سے غائب ہو گیا۔

:::::::::::::::::::::::::::::::::::

رات کے دو بجے کے قریب کا وقت تھا وہ ہمیشہ کی طرح اپنے ارد گرد کتابوں اور فائلز کے ڈھیر لگائے بیٹھی تھی۔ دروازے پہ دستک ہوئی۔ وہ اٹھی دروازہ کھولا تو آگے زارا بیگم تھیں۔

"ارے امی آپ اٹھ بھی گئیں۔ شازیہ (ملازمہ) بتا رہی تھی کہ آپ کے سر میں درد ہے۔ اب کیسی طبیعت ؟" وہ اگے بڑھتے بیڈ سے چیزیں سمیٹتے بولی جبکہ زارا بیگم نے ایک چور نظر فائلز پہ ڈالی تھی۔

" ہاں اب ٹھیک ہے "

"کیا ہوا بجھی بجھی سی لگ رہیں ؟"

"نہیں سو کے اٹھی ہوں نہ اس لیے لگ رہا۔" ان کی نظریں بار بار وہاں پڑیں فائلز پہ جا رہیں تھیں۔

"ویسے آج کل کس کیس پہ کام کر رہی ہو۔ ؟"

"کوئی خاص نہیں۔۔۔۔ امی آپ کسی سلطان آفندی کو جانتیں ہیں۔ ؟" اس کے لئے یہ عام سا سوال تھا جسے وہ بڑے آرام سے عام لہجے میں پوچھ گئی۔

زارا بیگم اک دم پھیکی پڑیں تھیں۔ان کے چہرے کا رنگ فق ہوا جس سوال سے وہ ڈرتیں تھیں اتنے سالوں سے آج ان کی بیٹی جانے انجانے میں کتنے آرام سے ان سے پوچھ گئی۔وہ اک دم سے اپنی جگہ سے اٹھیں۔

اور سخت لہجے میں بولیں۔

نہیں۔۔۔سو جاؤ تم بہت رات ہو گئی ہے۔" کہہ کے وہ تیزی سے کمرے سے " باہر نکلیں تھیں۔جبکہ سوہا ان کے چہرے کے تاثرات ہی دیکھتی رہ گئی۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ سوچتی فون کی گھنٹی بجی۔ان ناؤں نمبر تھا جیسے ہی اس نے کال اٹینڈ کی

ہیلو! شازم سپیکنگ."دوسری طرف سے ابھرتی آواز سن کے اس کے چہرے" کے تاثرات بدلے۔وہ فون بند کرتے کرتے رکی۔

".بکو"

وہ ہنسا تھا" ہمارے لیے اتنا پیار ہی کافی ہے۔خیر میں نے یہ پوچھنے کے لئے فون کیا "تھا کہ میں تمھارے لئے رشتہ تمھاری ماں کے گھر بھجیوں یا باپ کے؟

سوہا کی رگیں تنی تھیں۔

جہنم میں جاؤ۔"غصے سے کہہ کے فون بند کرنے ہی لگی تھی کہ دوسری طرف"
سے آواز آئی۔

"آپ کب ادھر شفٹ ہوئیں؟؟ کل تک تو آپ اپنی ماں کے گھر رہتیں تھیں۔"
سوہانے اس لمحے پہ لعنت بھیجی جب اس نے اس کی کال اٹینڈ کی۔اس نے جواب
دیے بغیر کال کاٹ کے فون غصے سے بیڈ پہ پٹخا۔

صبح معمول سے ہٹ کے اس کی آنکھ لیٹ کھلی تھی وہ ہڑبڑا کے اٹھی ٹائم دیکھا تو
آٹھ بج چکے تھے۔"اللہ اتنی لیٹ ہوگئی"وہ جلدی سے اٹھی فریش ہوئی اور باہر
آئی۔سامنے ہی اسے موحد بیٹھا دیکھائی دیا جو زارا بیگم سے باتوں میں مصروف
تھا۔اسے دیکھ کے وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"آیئے جناب آپ ہی کا انتظار ہو رہا تھا"

"تم اتنی صبح صبح ادھر۔خیریت تو ہے نہ؟"

جی کیونکہ میں جانتا تھا کہ تم اس وقت ہی گھر ملو گی۔اب رات کے دو بجے آتا ہوا"

اچھا تھوڑی لگتا۔اور یہ تم کدھر کی تیاریاں کر رہی ہو بیٹھ جاؤ آرام سے ادھر ایک

گھنٹے تک کہیں نہیں جاؤ گی۔" وہ اسے یوں تیار کھڑا دیکھ کے بولا

بہت غلط ٹائم پہ آئے ہو تم۔مجھے کم از کم جگا لیتے۔امی آپ نے بھی نہیں اٹھایا"

"لیٹ ہو گئی ہوں میں۔8 بجے میٹنگ تھی میری کلائینٹ کے ساتھ۔

تو تمھیں کس نے کہا تھا کہ اتنی صبح میٹنگ رکھو۔اب لیٹ تو ہو گئی ہو بیٹھ جاؤ"

"آرام سے۔ویسے بھی تم بھول ہی گئی ہو ہمیں کوئی کال، کوئی مسیج نہیں۔

میں کہاں بھولی ہوں۔بس یہی سوچ کے تنگ نہیں کرتی کہ اچھی خاصی سکون"

سے زندگی گزر رہی ہو گی تم لوگوں کی ایویں خواہ مخواہ میں کیوں تنگ کروں۔"

زارا بیگم نے گھور کے دیکھا تھا اسے

"موحد مسکرایا تھا" طنز اچھے کر لیتی ہوں، چھوڑ نا مت یہ عادت کبھی۔

تم لوگ باتیں کرو، ٹائم ہو گیا ہے میں جا رہی ہوں میری شوٹ ہے۔اور سوہا تم"

ناشتہ کر کے جانا ہمیشہ بغیر ناشتے کے نکل جاتی ہو۔" زارا بیگم اٹھتے ہوئے بولیں۔

"دونوں ماں بیٹی ہوا کے گھوڑے پہ ہی سوار رہتی ہیں۔"

تم تو ٹھہرے سدا کے ویلے، ہمیں تو سو کام ہوتے۔" سوہا اسے لتاڑتے بولی"

ہاں بھئی صحیح بات ہے مجھے کونسا کوئی کام ہوتا اس لیے ہی تو صبح صبح ادھر خوار ہو"

رہا ہوں۔" وہ ہنسی تھی

موحد!!! پاپا کیسے ہیں؟" مرجھائی ہوئی آواز میں اس نے پوچھا۔"

"ٹھیک ہیں مگر اداس رہتے ہیں۔"

اداس کیوں؟ انھیں تو خوش ہونا چاہیے کہ بدنامی سے جان چھوٹ گئی ہے ان کی"

"اب وہ آزاد ہیں۔

سیر یسلی؟؟ تمھارے اس گھر سے آنے کے بعد تمھارا ان سے رشتہ ختم نہیں ہو"

گیا۔ تم آج بھی ان کی بیٹی ہو۔ اگر تم سمجھتی ہو کہ تم بدنامی کا باعث بنی ہو ان کے

لیے اور تمھارے اس گھر سے آنے کے بعد وہ ان سب سے آزاد ہو گئے ہیں تو غلط

ہو تم۔ وہ آج بھی ادھر ہی کھڑے ہیں جہاں تم انھیں چھوڑ کے آئی ہو۔ سوہا

تمھیں نہیں لگتا کہ ان کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے پہلی چچی نے انھیں اکیلا چھوڑ

"دیا اب تم بھی۔۔۔۔

"اور موحد کیا تمھیں نہیں لگتا کہ ان سب کے ذمہ دار وہ خود ہیں۔۔۔"

چلو مان لیا کہ انھوں نے اس دن غلط کیا تمھارے ساتھ۔ مگر تم ان کی سچویشن"
بھی تو سمجھتی نہ۔۔ چچی کو وہاں دیکھ کے تم ان سے کیا ایکسپیٹ کر رہی تھی اوپر سے
"حالات بھی کچھ ایسے تھے۔

ہاں میں سب کی سچویشن سمجھوں۔ مگر میری کوئی نہ سمجھے۔۔۔"وہ اس کی"
طرف نم آنکھوں سے دیکھتے بولی۔

سوہا۔۔!!!وہ اس کا ہاتھ پکڑتے بولا اس سے پہلے کہ وہ اگے کچھ بولتا سوہا نے"
اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

"موحد پلیز!!مجھے مزید اس ٹاپک پہ بات نہیں کرنی۔۔۔"

کیوں نہیں کرنی۔۔جب بھی کچھ اس بارے میں کہوں تمھارا یہی ریکشن ہوتا۔"
ایسے تو کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو گا۔اور میں تو تمھیں گھر لے جانے کے لیے آیا
"ہوں۔۔

کیوں؟تم کون ہوتے مجھے گھر لے جانے والے۔۔۔جنھوں نے نکالا تھا۔۔ وہ"
لینے آئیں تو بات بھی بنتی ہے۔۔۔"وہ تلخ ہو گئی تھی۔

تو میں کون ہو گیا ہوں۔۔۔ تمھیں ہو کیا گیا ہے۔؟"وہ آج شاید بحث کے موڈ" میں تھا اس لیے چھوٹی سی چھوٹی بات کو بھی زیر بحث لا رہا تھا۔

موحد مجھے کچھ نہیں ہوا۔۔اس سے پہلے کہ مزید میرا موڈ خراب ہو بہت دیر ہو" گئی ہے میں چلتی ہوں۔۔"اس نے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے موحد اس کے پیچھے ہوا تھا چلو میں چھوڑ دیتا ہوں۔۔

"ایک شرط پہ۔۔گاڑی میں تم اس بارے میں کوئی بات نہیں کرو گے۔۔"

اوکے محترمہ جو حکم آپ کا۔۔۔اس نے مسکراتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولا اس کے لئے

بدلے میں وہ بھی مسکرائی اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔

""

زازا بیگم کا فون بجا،انجان نمبر دیکھ کے انھوں نے فون رکھ دیا۔کیونکہ اکثر انھیں انجان نمبر سے کالز آتی ہیں۔ایویں فضول میں لوگ تنگ کرتے ہیں۔انھیں اب

شک ہونے لگا تھا کہ ان کا نمبر لیک ہو گیا ہے۔۔ مسلسل فون رنگ ہونے سے وہ زچ ہوئیں تھیں اور انھوں نے کال پک کی۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سن کے ان کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔۔

"مجھے تو لگا تھا کہ آج کی تاریخ میں فون ہی پک نہیں ہو گا۔۔"

دیکھو سلطان تم اب کیا چاہتے ہو۔۔ مسئلہ کیا ہے تمھارا۔۔" وہ دبی آواز میں" غرائی تھی۔

سلطان آفندی کو گھما پھرا کے بات کرنے کی عادت نہیں ہے یہ تو تم جانتی ہو۔۔"

"ضروری بات کرنی ہے تم سے۔۔ تمھارے گھر آنا چاہتا ہوں۔۔

"کیا بکواس ہے یہ۔۔ اگر تم نے مجھے مزید تنگ کیا تو تم نقصان اٹھاؤ گے۔۔۔"

یہ ٹڑیاں تم کسی اور کو لگانا۔۔ اگر گھر ممکن نہیں ہے تو تمھیں جگہ بتا دیتا ہوں" وہاں پہنچ جانا۔۔ اگر نہ آئی تو تمھارے گھر آنا پڑے گا۔۔۔ باقی تمھاری "مرضی۔۔۔

کہاں آنا ہے؟" وہ جانتیں تھیں بحث کا کوئی فائدہ نہیں۔۔"

گڈ۔۔لوکیشن بھیج دوں گا۔۔۔" کہہ کے فون بند کر دیا گیا۔ جبکہ زارا بیگم کے "
چہرے پہ ہوائیاں اڑی ہوئیں تھیں۔

""

کون تھا یہ ؟" وہ جو اس کے آنے سے پہلے ہی اس کے آفس کے باہر کھڑا تھا اسے "
موحد کی گاڑی سے نکلتا دیکھ کے سوال کیا۔
سوہا نے اسے غصے سے گھورا اور مکمل طور پہ نظر انداز کر کے آگے بڑھ گئ وہ پیچھے
لپکا۔
کہیں یہ تمھارا بھائی تو نہیں تھا۔ شنایا نے بتایا تھا مجھے کہ تم لوگوں کا ایک بھائی "
"!!! بھی ہے موحد جمشید
وہ اک دم رکی اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا ضبط کے مارے، لفظ بھائی پہ اس نے دانت
پیسے تھے۔ وہ مڑی بالکل اس کے سامنے آ کے کھڑی ہوئی۔
مسٹر شازم ویسے تو تمھیں ادھر ادھر کی ساری خبر ہوتی ہے کبھی اپنی بہن کی بھی "
"خبر لی ہے جسے امریکہ میں اکیلی کو مرنے کے لیے چھوڑ دیا ہے تم لوگوں نے۔

مقابل کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی اس کے چہرے کے تاثرات اک دم سخت ہوئے۔

تمھیں اس سے مطلب۔۔ ہم اسے امریکہ چھوڑ دیں یا مار کے قبر میں ڈال دیں" تم ہوتی کون ہو یہ بات کرنے والی۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولا

اوہ تم دوسروں کے معاملات میں بولو تو ٹھیک دوسرے بولیں تو وہ ہوتے کون" ہیں۔۔۔۔واہ۔۔۔ویسے سنا ہے وہ تمھاری سوتیلی بہن ہے۔۔ تو کیا تمھارے باپ کی دوسری بیوی بھی ہے۔؟" اپنی طرف سے وہ پورا پورا حساب چکتا کر رہی تھی اور جو منہ میں آ رہا تھا بنا سوچے سمجھے بولتی جا رہی تھی۔

انف از انف۔۔ پہلی بات تو یہ کہ وہ میری چچازاد ہے۔اور دوسری بات یہ کہ " میرے باپ نے دو شادیاں کیں ہوں یا چار لوگ کون ہوتے بکواس کرنے والے۔۔۔ویسے بھی تمھاری ماں تو اتنی بدنام ہے کیا میں نے کبھی تم سے ان کے بارے میں سوال کیا؟" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بولا جبکہ اس کے چہرے کے تاثرات ابھی بھی سخت تھے۔

سوہالا جواب ہوئی تھی جب بات اس کی اپنی ماں پہ آئی تو مارے خفت کے اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا وہ تو بچپن سے ہی اپنی ماں کے بارے میں طنعے سنتی آئی تھی اور وہ ہمیشہ سوچتی تھی کہ یہ دنیا کتنی ظالم ہے کسی کو بھی جینے نہیں دیتی۔اور آج جب اسے موقع ملا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی اس ظالم دنیا کا حصہ ہے۔ عجیب اصول ہے نہ اس دنیا کا جب خود پہ بیتی ہے تو اسے اپنے سے زیادہ مظلوم کوئی نہیں لگتا۔ لیکن وہی کچھ دوسرے کے ساتھ ہو تو اسے کرید کرید کے زخمی کر دیتی ہے۔

آج کے بعد اس ٹاپک پہ کبھی بات نہیں ہو گی۔۔"وہ اب نارمل لہجے میں بولا۔ " آج کے بعد کسی بھی ٹاپک پہ بات نہیں ہو گی۔"وہ غصے سے کہتے اندر کی طرف" بڑھی۔

وہ ہنسا تھا چند لمحے پہلے والا غصہ زائل ہو چکا تھا وہ بھی اس کے پیچھے بڑھا تھا اس سے پہلے کہ وہ اندر داخل ہوتا سوہا نے گارڈز کو اشارہ کیا وہ اس کی طرف بڑھے اس سے پہلے کہ اس تک پہنچتے شازم نے ہاتھ اٹھائے تھے

اوکے اوکے نہیں جاتا اندر۔۔۔"شیشے کے اس پار دیکھا وہ ابھی بھی وہاں کھڑی" اسے گھور رہی تھی۔۔ پیچھے مڑنے سے پہلے اس نے اسے فلائنگ کس دی۔۔وہ

غصے سے اک دم باہر آئی "یہ بندہ اس آفس کے آس پاس بھی نظر نہیں آنا چاہیے۔" گارڈز کو کہہ کے پھر اندر کی طرف بڑھ گئی جبکہ اس نے پیچھے اس کا قہقہہ سنا تھا۔

""

"خیریت امی؟ کہاں جانے کی تیاری ہو رہی ہے؟"

"تمھارا باپ دیکھو آیا ہے یا نہیں۔ ایک تو میں اس بیٹھک والے ڈیرے سے بڑی تنگ ہوں۔ کوئی نہ کوئی آ کے بیٹھ جاتا ہے نہ ان کو کوئی کام نہ آنے والوں کو کوئی کام۔۔ جاؤ سلیم سے کہو کہ آواز دیں انھیں۔۔۔"

"مگر امی جا کہاں رہی ہیں آپ؟"

"تمھاری پھپھو کے گھر۔۔۔" فاخرہ بیگم اپنے گرد شال لپیٹتے بولیں۔

"خیریت؟ یوں اچانک۔۔"

"تمھارے بھائی کے لیے ہادیہ کا ہاتھ مانگنے جا رہی ہوں اور ہو سکتا ڈیٹ بھی فکس کر آؤں۔۔ اب تم اشتہار مت لگا دینا۔۔ میں نہیں چاہتی کہ وقت سے پہلے کسی

بھی ایرے غیرے کو پتہ چلے۔۔۔"ایرے غیرے سے ان کی مراد یقیناً سوہا ہی تھی۔۔

امی!! کسی سے کچھ پوچھا بھی نہیں۔۔اور یوں اچانک آپ کو ہادیہ کا خیال کیسے آ گیا۔؟"شنایا کو حیرت ہوئی تھی۔

" کس سے پوچھنا تھا؟ تمھارے باپ سے پوچھ لیا ہے میں نے۔۔"

"اور بھائی؟؟"

" اس سے آ کے پوچھ لوں گی۔۔ "

بیٹا جس طرح کا مجھ سے پوچھا ہے اس طرح کا ہی تمھارے بھائی سے پوچھے گی تمھاری ماں۔۔یہ پوچھتی نہیں بتاتی ہے بس۔۔۔"جمشید صاحب کمرے میں داخل ہوتے بولے۔

"اگر فرصت مل ہی گئی ہے تو آتے ہی طنزوں کے تیر چلانا شروع کر دیں۔۔"

میری توبہ جو میں کوئی طنز کروں،اللہ کے کرم سے اس گھر میں اس ہنر کا شرف صرف آپ کو ہی حاصل ہے۔"وہ کانوں کو ہاتھ لگاتے بولے۔

"ہاں میں ہی بری ہوں۔۔چلو چلیں؟؟ کہ کوئی تیاری باقی ہے آپ کی؟"

نہیں بیگم صاحبہ چلو چلیں۔۔" وہ باہر کی طرف اشارہ کرتے بولے۔۔شنایاان"
کی اس حرکت پہ مسکرائی تھی۔۔
بھائی ائے تواسے کھانا پوچھ لینا" جاتے ہوئے وہ اسے ہدایت دے کے گئیں۔"

""

باباجانی اک بات پوچھوں؟"سلطان آفندی جو خبریں دیکھنے میں مصروف تھے"
اس کی طرف متوجہ ہوئے۔آبرو آچکائے۔۔ جیسے اجازت دی ہو۔۔
آپ نے زینب کی ولدیت میں اپنا نام کیوں لکھوایا؟"پوچھ کے وہ باپ کی جانب"
غور سے دیکھ رہا تھا۔
سلطان آفندی کے چہرے کے تاثرات بدلے۔
تمھیں کیا ضرورت پڑ گئی یہ پوچھنے کی؟؟"الٹا انھوں نے اگے سے سوال کیا"
"نہیں ویسے ہی۔۔آپ نے چچا کا نام کیوں نہیں لکھوایا۔۔؟"
وہی پوچھ رہا ہوں اتنے سالوں بعد تمھیں آج کیسے یاد آگیا؟؟"وہ اب سخت لہجے"
میں بولے تھے۔

بس کبھی دھیان ہی نہیں گیا ادھر۔۔میں تو یہی سمجھتا تھا کہ زینب کو احساس "
" محرومی سے بچانے کے لیے آپ نے یہ سب کیا ہے۔۔

"تو؟؟آج یہ سوال کیوں؟"

اک بات بتاؤں آپ کو میں۔۔یہ بات میں آج سے نہیں بلکہ کئی سالوں سے" جانتا ہوں کہ آپ نے دوسری شادی کی تھی کبھی۔۔مگر وہ عورت آپ کی زندگی میں نہیں ہے اب، یہی کافی تھا میرے لیے۔۔ہاں افسوس ہوا تھا کہ میری ماں کے ہوتے ہوئے دوسری عورت آپ کی زندگی میں آئی مگر پھر یہی سوچا کہ اس کے لیے آپ نے میری ماں کو نہیں چھوڑا۔۔بس یہی جواز تھا میرے پاس۔۔۔ویسے بھی آپ کی زندگی تھی، جیسے مرضی گزاریں۔۔مگر میری ماں کو کوئی تکلیف دیے "بغیر۔۔۔۔۔۔

آخری بات پہ سلطان آفندی کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔باقی انھیں حیرت نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہ شازم سے کچھ بھی ایکسپیٹ کر سکتے تھے۔۔

"میں پھر اپنا سوال دہرا رہا ہوں، تم سے آج یہ سب کس نے کہا؟؟"

میں بھی اپنا سوال دہرا رہا ہوں کہ زینب کی ولدیت میں آپ کا نام کیوں "
ہے ؟؟"وہ بھی انھی کے لہجے میں بولا

تم اب باپ سے سوال کرو گے ؟"وہ سرخ آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے"
غرائے تھے

"ظاہر ہے،اب باہر والوں سے تو کرنے سے رہا۔۔"

میں تمھیں جواب دہ نہیں ہوں۔۔۔"وہ اپنی جگہ سے اٹھے تھے "

"مگر پھر بھی مجھے جواب چاہیے۔۔"

"جب تم سب جانتے ہو تو مجھ سے پوچھنے کا مقصد ؟"

"کیوں کہ میں ایک بار آپ کے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔۔"

بس کر دو شازم !! میرا فضول میں دماغ خراب نہ کرو۔۔"وہ چلائے تھے۔۔"

زینب آپ کی بیٹی ہے یہ بات ماں کو پتہ ہے ؟؟"ایک اور سوال "

پتہ ہے،سب جانتی ہے وہ۔۔اور کچھ۔۔۔۔؟"وہ سخت لہجے میں اسے گھورتے "
بولے،یہی اچھی بات تھی ان دونوں باپ بیٹے کی جو بات وہ چھپاتے جب تک
چھپی رہے ٹھیک،جیسے ہی سامنے آئے جھوٹ سے کام نہیں لیتے تھے۔۔

شازم آگے بڑھا" جب ماں کو ہی کوئی مسئلہ نہیں تھا تو میں کون ہوتا مزید کچھ کہنے والا۔۔۔ خیر چھوڑیں آپ بتائیں سوہا کے گھر کب جا رہے ہے؟؟" وہ ایسا ہی تھا لمحوں میں بدلنے والا۔ بڑے اطمینان سے موضوع بدلا اس نے اور سلطان آفندی بھی یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ آج کے بعد وہ کبھی اس موضوع پہ بات نہیں کرے گا۔

آج شام کو۔۔۔" وہ مسکرائے تھے۔"

میں بھی چلوں گا آپ کے ساتھ۔۔۔ اپنی ساسوں ماں کے منہ سے لائیو ہاں سننا" چاہتا ہوں۔۔

"سلطان آفندی نے قہقہہ لگایا تھا، "اپنے باپ سے دو ہاتھ آگے ہو۔۔

"نوازش.. ورنہ یہ بندہ ناچیز کس کام کا۔۔۔"

""

زارا بیگم اس وقت ایک ریسٹورنٹ سلطان آفندی کا انتظار کر رہیں تھیں تبھی انھیں دونوں باپ بیٹا آتے دکھائی دیے۔

سلام!!!" شازم نے قریب آتے ہی سلام کیا۔ مگر پھر چہرہ دیکھ کے ٹھٹھکا۔۔"

ارے بابا یہ تو۔۔۔۔۔۔۔" وہ کہتے کہتے رکا پھر اچانک اس نے قہقہہ لگایا۔"

سلطان آفندی نے اسے گھورا تھا جبکہ زارا بیگم ہونقوں کی طرح اس کا چہرہ تک رہیں تھیں۔

یہ کیا حرکت ہے شازم؟" سلطان چیئر پہ بیٹھتے اسے ڈانٹتے بولے"

سوری۔۔ وہ دراصل اتنی بڑی سلیبرٹی کو دیکھ کے جوش میں کچھ زیادہ ہی ہو" "گیا۔۔ آپ کو پتہ آپ میرے بابا کا کرش تھیں کبھی۔۔

زارا بیگم اک دم سرخ پڑیں تھیں۔

"شازم تم چپ کرو گے۔۔؟ ساتھ آہی گئے ہو تو چپ کر کے بیٹھو۔۔۔"

اوکے... ویسے آپ اپنی بیٹی کو ہی ساتھ لے آتیں۔۔ چلو کچھ رونق ہی لگ جاتی" ۔۔اب آپ دونوں باتیں کریں گے اور میں آپ دونوں کا منہ تکوں گا۔۔" وہ منہ بناتا بولا۔

انف از انف.... یہ سب سننے کے لیے بلایا ہے مجھے۔۔" وہ چلائی تھی اور" سلطان سے مخاطب ہوئیں۔۔

اس سے پہلے کہ سلطان اسے کچھ کہتے وہ بولا

"اچھا سوری میں ادھر ٹیبل پہ بیٹھا ہوں جب ضرورت پڑے مجھے بلا لیجئے گا۔۔"

بہت مہربانی" سلطان آفندی اسے دیکھتے بولے۔۔"

شازم کے جاتے ہی زارا بیگم غصے سے غرائی تھیں۔

جو بھی بولنا ہے جلدی بولو زیادہ فضول ٹائم نہیں ہے میرے پاس۔۔اور میں"

"نہیں چاہتی کہ کوئی ہمیں دیکھے اکٹھے۔۔

مطلب کہ میں سیدھے مدعے پہ آؤں؟؟دراصل میں چاہتا ہوں کہ تمھاری بیٹی"

"یعنی کہ سوہا میری بہو بنے۔

زارا بیگم اک دم اپنی جگہ سے اٹھیں تھیں۔

کچھ بھی کہنے سے پہلے میری بات غور سے سنو لو زارا ہمدانی!!اپنی دوسری بیٹی"

سے ملنا تھا نہ تمھیں تو سمجھ لو کہ یہ شرط ہے میری طرف سے۔ویسے بھی اس سے

مجھے بدنامی ہی ملی ہے۔۔اسے تو اسی دن مار دیتا میں۔۔ مگر تمھاری وجہ سے وہ زندہ

"ہے۔۔۔ تم پہ ترس کھا لیا تھا میں نے۔۔۔

تم نہایت، گھٹیا اور سفاک آدمی ہو۔۔اپنی ہی بیٹی کے ساتھ کون ایسے کر سکتا"

"ہے۔۔۔

وہ میری نہیں تمھاری بیٹی ہے اور اس نے یہ بات ثابت کر دی ہے۔۔۔ خیر "
تمھیں وقت دے دیتا ہوں۔۔ سوچ کے بتا دینا۔۔۔ مگر جواب سوچ سمجھ کے
دینا۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے اٹھے تھے۔۔۔
دو دن کے اندر اندر جواب دے دینا۔۔۔" جبکہ زارا وہیں سن کھڑی تھیں۔ "
جیسے ان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو گئی ہو۔۔

"""""""""""""""""""""""""""""""""""""""

"ایک خوش خبری ہے میرے پاس تمھارے لیے سوہا۔۔"
"چلو شکر کوئی تو اچھی خبر سننے کو ملے گی۔"
رشنا کا پتہ چل گیا ہے۔۔" دوسری طرف سے سدرہ کی بات سن کے وہ اک دم"
سیدھی ہوئی تھی۔۔
"کہاں ہے وہ؟ ٹھیک تو ہے؟"
" ہاں ٹھیک ہے اس وقت سیالکوٹ میں ہے۔۔"
" چلو اچھی بات ہے"

سوہا اس کی آج بھی تم سے امیدیں ہیں۔۔ تمھارے لیے پیغام ہے کہ تمھیں اپنا"
" وعدہ یاد ہے نہ؟

"پیغام؟ کیا مطلب تم اس سے ملی تھی۔۔؟"

نہیں فون پہ بات ہوئی۔۔ یہ سب کیسے ہوا تمھیں مل کے بتاؤں گی ڈیٹیل۔۔"
ویسے سوہا موقع اچھا ہے، شازم کا دھیان اس وقت تم پہ ہے ادھر دھیان بھی نہیں
ہو گا اس کا۔۔ تم اسے ایسا الجھاؤ کہ اسے جب سمجھ آئے تو پانی سر سے گزر چکا
"ہو۔۔

فلحال تو اس نے مجھے الجھا کے رکھا ہوا ہے۔۔" وہ گہری سانس لیتے بولی۔۔"

"تم ہمت ہار رہی ہو؟؟"

"نہیں یار بس تھوڑی دیر سکون چاہتی ہوں جو نصیب نہیں ہو رہا۔۔"

تم سوار مت کرو کسی بھی چیز کو سر پہ۔۔ پر سکون رہو۔۔ کچھ نہیں ہوتا۔۔۔" وہ"
اسے تسلی دیتے بولی

"ہمم!! چلو ٹھیک ہے ملتے ہیں پھر بات ہوتی۔۔"

"ٹھیک ہے اور اپنا خیال رکھا کرو۔۔۔"

" وہ مسکرائی تھی "اوکے تم بھی

""

وہ پھونچال کے ہی رہ گئی تھی جب اگلے دن اس نے نیوز پیپر دیکھا۔۔
سنڈے تھااور اتفاق سے زارا بیگم بھی گھر ہی تھیں وہ اٹھی ماں کے کمرے میں گئی
جاتے ہی ان کے سامنے نیوز پیپر پھینکا۔۔
کیاہے یہ ؟؟"ان کی طرف دیکھتی غصے سے بولی۔"
"کیاہے ؟اور یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا؟"
امی آپ تو کسی سلطان آفندی کو جانتیں نہیں تھیں نہ کل تک ..تو پھر یہ کیاہے"
؟"وہ اخبار کی طرف اشارہ کرتے بولی،انھوں نے اخبار اٹھایااور جیسے جیسے خبر
پڑھتیں گئیں ان کے چہرے کے تاثرات بدلتے گئے۔خیر کچھ یوں تھی۔
تئیس سال بعد ایک بار پھر مشہور ایکسٹریس اور ماڈل کو مشہور بیسنس مین "
سلطان آفندی کے ساتھ ایک ریسٹورنٹ میں دیکھا گیاہے۔۔یاد رہے تئیس سال
پہلے ان کے افئیر کے خوب چرچے تھے۔مگر زارا ہمدانی کوئی پہلی نہیں تھیں بلکہ
سلطان آفندی کے بہت سارے افئیر رہ چکے ہیں۔۔"اور بھی بہت کچھ لکھا گیا

تھا۔۔زارا بیگم کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا جیسے جیسے وہ پڑھ رہیں تھیں۔ان کے لیے یہ کوئی خاص بات نہیں تھی ان کے بارے میں ایسی باتیں چھپتی رہتیں تھیں مگر وقت اور موقع بہت غلط تھا یہ۔۔۔۔

تم تو ایسے ریکٹ رہی ہو جیسے یہ سب پہلی بار چھپا ہے میرے بارے میں۔۔۔""" وہ خود کو قدرے نارمل کرتیں بولیں۔۔

امی بات یہ نہیں ہے کہ یہ آپ کے بارے میں پہلی بار چھپا ہے یا آخری بار، " بات یہ ہے کہ آپ نے مجھ سے جھوٹ کیوں بولا۔۔؟"ماں کے چہرے پہ نظریں گاڑھے بولی

میں نے کوئی جھوٹ نہیں بولا، بکواس ہے یہ سب، میں کسی سلطان آفندی کو" نہیں جانتی پتہ نہیں کیا ملتا ان کو یہ سب چھاپ کے۔۔۔"انھوں نے نظریں چرائیں تھیں۔۔

میں تو بچی ہوں نہ جسے سچ اور جھوٹ کا فرق ہی نہیں پتہ ہیں نہ ؟" وہ اب کی بار"

طنزیہ انداز میں بولی۔۔

تم نے کیا کرنا جان کے ؟ میں اگر جانتی بھی ہوں سلطان آفندی کو تو تمھارا کیا لینا"

"دینا اس سے ؟اس شخص سے دور ہی رہو تم تو بہتر ہے۔۔

"وجہ جان سکتی ہوں کہ کیوں ؟"

کیونکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ وہ کیسا انسان ہے، تمھیں بھی اس کی بھول نہیں"

ہے۔۔ باقی میں تمھارے کسی بھی سوال کی جواب دہ نہیں ہوں۔۔۔"سخت لہجے

میں کہہ کے انھوں نے خود کو مصروف کر لیا تھا فون میں۔۔ گویا کہ اب وہ اس

بارے میں کوئی بات نہیں کریں گی۔۔۔

اس نے دو منٹ تک ماں کو گھورا پھر واپس مڑ گئی۔۔ مگر جاتے ہوئے دروازے کو

زور سے بند کرنا نہ بھولی۔۔ جو کہ اس بات کی نشانی تھی کہ اسے سخت غصہ تھا اپنی

بات کا جواب نہ ملنے پہ۔۔۔

کیاھوا ہے ایسے کیوں گھور رہے اخبار کو اتنی دیر سے ؟ کیا کوئی خاص خبر ہے ؟"""
باپ کو کافی دیر سے اخبار میں محو دیکھ کے آخر کار اس نے پوچھ ہی لیا۔۔ سلطان آفندی نے اخبار اس کے آگے پھینکا تھا گویا کہ خود ہی پڑھ لو۔۔اس نے آگے بڑھ کے اخبار پکڑا۔۔ پہلی نظر ہی اس کی اس تصویر پہ پڑی جس میں اس کا باپ اور زارا ہمدانی آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے،اس نے ساتھ لکھی خبر پڑھی، پھر ایک زور دار قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

واہ بابا جانی آپ تو چھا گئے۔۔۔۔ پتہ آئیڈیل ہیں آپ میرے، کسی دن ایسی نیوز میری بھی چھپی ہونی ہیں۔۔۔"وہ ابھی بھی ہنس رہا تھا

جو کہ میرے جیتے جی ممکن نہیں ہے۔۔۔"سلطان آفندی نے اسے گھور کے کہا" تھا۔۔

کیا مطلب ؟؟ یہ خبر آپ نے خود۔۔۔۔۔۔۔"اس نے بات ادھوری چھوڑی" تھی۔۔۔

اور کیا تمھیں میں اتنا بیوقوف لگتا ہوں کہ کھلے عام ریسٹورنٹ میں ملوں گا اور خبر " "نہیں چھپے گی۔۔۔

اس کا مطلب کہ آپ اپنے پرانے حساب کتاب چکتا کر رہے ہیں۔۔۔میں تو " سمجھتا تھا کہ کمینگی میں بس میں نے ہی پی ایچ ڈی کی ہے۔۔ مگر آپ تو استاد ہیں۔۔۔اچھا سوری۔۔۔" باپ کے گھورنے پہ اس نے اک دم زبان دانتوں تلے دبائی تھی

"ویسے بابا جانی اس معاملے میں، میں آپ کو کبھی مایوس نہیں کروں گا۔۔ "

"شرم تو نہیں آتی، باپ ہوں تمھارا، بندہ تھوڑا بہت ہی لحاظ کر لے۔۔۔ "

کیا کروں شرم کے معاملے میں باپ پہ چلا گیا ہوں نہ۔" کہہ کے وہ باہر کی" طرف بھاگا تھا جبکہ سلطان آفندی نے پہلے تو غصے سے اس کی طرف دیکھا تھا پھر اچانک قہقہہ لگایا تھا۔۔

"ہائے! کیا مسئلہ ہے فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھی؟"

"سوری یار سائینلٹ پہ تھا پتہ نہیں چلا۔۔"

کیاہوا ہے ؟آج تو چھٹی ہے پھر بھی کیوں بارہ بجے ہوئے ہیں تمھارے منہ "
پہ ؟"سدرہ اس کے پاس بیڈ پہ بیٹھتے بغور اس کا چہرہ دیکھتے بولی۔۔

"سستی کی وجہ سے شاید۔۔ "

". بہن سستی کا کچھ کرو کیونکہ اب تمھیں پھرتی سے کام لیناہوگا"

"کیوں خیریت ؟ پھر کوئی منحوس خبر تو نہیں ؟"

"نہیں اچھی خبر ہے۔۔۔رشنا اس وقت اس شہر میں ہے۔۔۔"

"اس شہر ؟کل تو تم کہہ رہی تھی کہ سیالکوٹ ہے۔۔"

سیالکوٹ تھی۔اب نہیں۔۔بھاگ آئی ہے وہ ادھر سے۔۔اپنے ماں باپ سے
چوری چھپے۔۔کیونکہ اسے شازم کو سزا دینی ہے۔۔۔اور اس کے ماں باپ اس حق
"میں بالکل بھی نہیں ہیں۔۔

سوہا نے گہری سانس لی تھی

"اس وقت کہاں ہے وہ؟ تم تک کیسے پہنچی ؟"

تم تک پہنچنا تھا اسے۔۔ تم تک پہنچنے کے لیے مجھ تک آئی ہے۔۔بقول اس کے " کسی جاننے والی نے بتایا ہے۔۔اور اس وقت وہ میری جاننے والی کے گھر ہے۔۔ مگر تم سے ملنا چاہتی ہے اس کی ایک ہی ضد ہے۔۔ "

سوہانے سر ہاتھوں میں گرایا تھا۔

"کیا ہوا ہے ؟ڈاؤن لگ رہی ہو ؟"

"لگتا آج کا اخبار نہیں دیکھا تم نے"

"نہیں اتنا ٹائم ہی نہیں ہوتا۔۔کیوں کوئی خاص خبر ؟"

وہ اٹھی اور اخبار لا کے اس کے سامنے رکھا تھا لو پڑھ لو،اج نہیں تو کل تم نے مجھ سے سوال تو کرنا ہی ہے ابھی دیکھ لو۔۔"اخبار اس کے سامنے رکھتی وہ تلخ لہجے میں بولی تھی۔۔

سدرہ نے خبر پڑھ کے اخبار سائیڈ پہ رکھا پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوئی" تم اس وجہ سے پریشان ہو رہی ہو ؟سوہا تم کب سے ان چھوٹی چھوٹی باتوں پہ پریشان ہونے لگی۔۔"

سدرہ یہ چھوٹی بات ہے؟ پتہ نہیں کیوں پہلے مجھے کبھی فیل نہیں ہوتا تھا مگر "
جب سے میں ادھر آئی ہوں مجھے یہ سب باتیں فیل ہوتی ہیں۔۔مجھے فرق پڑتا ہے
"ان باتوں سے۔۔ان کے بارے میں کچھ بھی غلط چھپتا ہے برا لگتا ہے مجھے۔۔
اب؟ان کا کام ہی یہ ہے۔ان کے بارے میں یہ سب کچھ چھپتا رہا ہے ہمیشہ چھپتا "
"رہے گا۔۔اگر چاہتی ہو کہ یہ سب نہ ہو تو ان کا کام چھڑوا دو۔۔ چھڑوا سکتی ہو؟؟
سوہانے نظریں اٹھا کے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"نہیں۔"

"تو پھر میری جان دل مضبوط کرو،اور مضبوط دل سے برداشت کرو یہ سب۔۔"

"ہمم!!اچھا چھوڑو۔۔رشنا سے ملنا کب ہے اور کہاں ہے؟ "

"یہ تو تم ڈیسائیڈ کروگی۔۔بتادو مجھے میں بھیج دوں گی اسے۔۔ "

"چلو میں تمھیں جگہ بتادوں گی۔باقی چائے وغیرہ تو پی کے آئی ہو گی تم؟"

"ہاں پتہ تھا مجھے اس کنجوس نے تو مجھے پلانی نہیں "

اچھا بیٹھو بنا کے لاتی ہوں کیا یاد کروگی۔۔"وہ مسکراتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی"
تھی۔۔

جبکہ سدرہ بھی اس کے پیچھے کچن میں لپکی تھی۔۔

وہ اس وقت کسی ہوٹل کے روم میں تھی اور پچھلے دو گھنٹے سے وہاں بیٹھی رشنا کا انتظار کر رہی تھی، تبھی اس کا فون بجا۔

سوہا! شنایا تمھاری طرف ہے ؟" دوسری طرف موحد کی فکرمندانہ آواز اسے " سنائی دی۔

"نہیں، کیوں وہ کہیں باہر گئی تھی ؟"

"وہ یونیورسٹی سے ابھی تک واپس نہیں آئی۔۔ شام کے پانچ بجنے والے ہیں۔۔ " ابھی تک نہیں آئی ؟.. وہ تو ٹائم پہ آجاتی ہے۔۔اس کی فرینڈز سے پتہ کیا؟" وہ " پریشانی میں بولی تھی۔

"مجھے اس کی کسی فرینڈ کا نہیں پتہ۔۔ تم پتہ کروا گر کسی کو جانتی ہو تو۔۔۔ " ہاں میں کرتی ہوں پتہ پھر بتاتی۔۔ تم پریشان نہ ہو۔۔اپنی کسی دوست کی طرف " ہو گی۔۔"

ابھی فون بند ہوا ہی تھا کہ انجان نمبر سے کال آگئی۔۔

"!!ہیلو"

سنا ہے پر سکیوٹر صاحبہ کی آج کسی سے ملاقات ہونے والی تھی۔"دوسری طرف سے آواز سن کے اس کے ماتھے پہ بل پڑے تھے۔

تو؟؟"وہ اس کی بات سمجھے بغیر ہی بولی"

"تو یہ کہ اب تمھارے بجائے اس کی ملاقات مجھ سے ہو گی۔۔۔"

اس کے دماغ میں گھنٹی بجی وہ ٹھٹھکی تھی۔۔

"مطلب؟ صاف صاف بولو۔۔"

صاف صاف یہ کہ میں نے سوچا کہ تم سے پہلے اس کی مجھ سے ملاقات ہونی" چاہیے آخر کو وہ میری بھی کچھ لگتی ہے میرا ابھی کبھی رشتہ تھا اس سے دل کا۔۔۔ نہیں سمجھی؟؟ارے یار رشنا سکندر کی بات کر رہا ہوں۔۔۔"بڑے آرام سے وہ مقابل کے چہرے پہ ہوائیاں اڑ گیا تھا۔

سوہا کا سانس رکنے کو تھا۔۔۔"رشنا تمھارے پاس ہے؟؟"وہ ٹھہر ٹھہر کے بولی تھی۔۔

"جی جناب"

دیکھو شازم اگر اسے کچھ بھی ہوا تو۔۔۔۔۔۔۔"ابھی اس کی بات منہ میں ہی تھی کہ وہ درمیان میں ہی بولا

"کس کو؟؟؟رشنا کو یا شنایا جمشید کو؟؟"

شنایا؟؟وہ کہاں سے آگئی۔۔۔؟اچانک یاد آنے پہ اس کا سر گھوما تھا۔۔۔۔وہ رشنا" کو بھول گئی تھی۔۔۔

بہت ہلکے میں لے لیا تھا وکیل صاحبہ تم نے شازم کو۔۔۔۔اب رشنا یا شنایا؟"

فیصلہ تمھارے ہاتھ میں ہے۔۔"فون بند ہو گیا۔۔۔

وہ چیخی تھی، کئی بار اس نے وہ نمبر ٹرائی کیا مگر نمبر بند جا رہا تھا وہ جلدی سے باہر کی طرف بھاگی۔۔۔خوف سے وہ پسینے سے شرابور تھی۔۔

اس کی آنکھ کھولی تو اس نے خود کو ایک کمرے میں پایا۔۔وہ کرسی سے بندھی ہوئی تھی۔۔کمرے میں روشنی ہی روشنی تھی اچانک آنکھ کھلنے پہ اس کی آنکھیں

چندھیائیں تھیں۔۔اور حیرت کی بات کہ اس کے ہاتھ ڈھیلے بندھے ہوئے تھے ۔اس نے کمرے میں ادھر اُدھر نظریں دوڑائیں تو اسے سائیڈ پہ ایک ٹوٹا ہوا ٹیبل نظر آیا جس پہ اس کا موبائل پڑا ہوا تھا۔۔

اس کی پہلی کوشش پہ ہی اس کے ہاتھ کھل گئے۔وہ حیران ہوئی تھی خیر کچھ بھی سوچنے کا وقت نہیں تھا وہ فوراً فون کی طرف لپکی۔۔فون اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھی مگر دروازہ بند تھا۔۔وہ کسی کو پکارتے پکارتے رکی۔ہاتھ میں پکڑے موبائل کی طرف دیکھا پھر جلدی سے کسی کا نمبر ڈھونڈنے لگی مگر جلدی میں اسے نہیں ملا۔۔اس نمبر کے بعد اس کے پاس ایک ہی شخص کا آپشن تھا۔اس نے اس شخص کو فون ملایا پہلی ہی بیل پہ فون اٹھا لیا گیا۔۔۔

"چچ چچ کتنے افسوس کی بات ہے نہ تمھارا پلان چوپٹ ہو گیا۔۔۔اور قسمت کا کھیل دیکھو ایک بار پھر ہم دونوں آمنے سامنے ہیں۔۔۔اور مزے کی بات تم زندہ ہو۔۔" وہ اس وقت ایک کال کوٹھری میں رشنا کے سامنے بیٹھا تھا۔۔جب کہ وہ

ابھی ابھی ہوش میں آئی تھی وہ ایک کرسی پہ تھی گردن ایک طرف ڈھلکنے کی وجہ سے درد کر رہی تھی اسے باندھا نہیں گیا تھا۔۔

اس نے نفرت سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا، اک دم اس کی طرف لپکی تھی جتنی پھرتی سے وہ اس کی طرف لپکی تھی اتنی ہی پھرتی سے شازم نے اس کے ہاتھ اپنی دونوں مٹھیوں میں دبوچے تھے۔۔

ارے میری جان اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔ دو منٹ بیٹھ کے آرام سے بات بھی" ہو سکتی ہے۔ جنگلی بلی کی طرح ریکٹ کرو گی تو مجھے بھی پھر ویسے ہی ٹریٹ کرنا پڑے گا تمھیں۔۔ جو کہ میں نہیں چاہتا۔۔۔ بیٹھ جاؤ سکون سے۔۔"اسے پیچھے کرسی پہ دھکہ دیا تھا۔۔اس کی درد سے چیخ نکلی تھی۔

" ماردو مجھے۔۔۔"

وجہ ؟" بڑے آرام سے پوچھا گیا"

کیونکہ میں زندہ بچ گئی تو تمھیں ماردوں گی۔۔"وہ شعلہ برساتی آنکھوں سے" اس کی طرف دیکھتے غرائی تھی۔۔

شازم نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

بہت اچھا جوک تھا۔۔۔اگر مارنا ہی ہوتا مجھے تو اس دن کیوں نہیں مارا؟ اتنی بے" "بس تھی اس دن۔۔اور آج بھی بالکل ویسے ہی بے بس ہو۔۔۔

غلط۔۔ہاں تھی اس دن میں بے بس، کیونکہ اس دن مجھے اپنی عزت کا ڈر تھا ہو " گئی تھی بے بس میں۔۔ مگر آج کیا ہے میرے پاس، کچھ بھی تو نہیں ہے۔۔ کسی بات کا ڈر نہیں ہے

۔حتیٰ کہ اپنی جان کا بھی۔۔اور تمھیں مارنے کے لیے جس حد تک بھی جانا پڑے جاؤں گی۔۔" وہ نفرت سے بولی تھی۔۔

اوہ!!! اچھا لگ مجھے یہ چیلنج کرتا لہجہ۔۔ تمھارے ساتھ جو بھی ہوا، اس میں" تمھارا اپنا ہی قصور ہے۔۔ نکاح کی آفر کی تھی تمھیں۔۔ مگر نہیں، عزت راس ہی نہیں آئی تمھیں۔۔ ظاہر ہے اب گھی سیدھی انگی سے نہیں نکلا تو ٹیڑھی تو کرنی ہی " تھی نہ۔۔

ویسے امیجن کرو کل کو کوئی تمھاری بیٹی کو بھی یہی کہہ رہا ہو گا۔۔" وہ مسکراتی " آنکھوں سے بولی تھی۔۔ مقابل کے ماتھے پہ بل پڑے تھے اس نے مٹھیاں بھنچیاں تھیں۔۔ مگر اگلے ہی لمحے وہ خود کو نارمل کر گیا تھا۔۔ مسکرایا تھا۔

شازم ایموشنل بلیک میل نہیں ہوتا میری جان۔۔" آگے بڑھ کے دو انگلیوں سے اس کے رخسار کو ٹچ کرنا چاہا تھا وہ رخ پھیر گئی تھی مسکراتے ہوئے اس نے ہاتھ پیچھے کر لیا تھا۔۔

"ویسے اس پر سکیوٹر کے ساتھ کیا پلین کر رہی تھی تم؟ میں جتنی بھی کوشش کر رہا ہوں کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچاؤ، پیار سے پیش آؤں، اتنا ہی وہ مجھے کمینہ پن کرنے پہ اکسا رہی ہے۔۔ اچھی خاصی ہماری لو سٹوری شروع ہونے والی تھی مگر نہیں چین آیا تمھیں، ڈال دیا رنگ میں بھنگ۔۔" وہ افسوس سے سر ہلاتا بولا رشنا کے سر سے گزری تھیں اس کی باتیں، لو سٹوری پہ اس نے آنکھیں کھول کے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔

"گھور کیا رہی ہو اب؟" دل تو کر رہا ہے کہ تمھارے سر میں کچھ مار دوں مگر پھر خیال آیا کہ تم ہی ہو جس کی وجہ سے وہ مجھے ملی، تمھاری ہی وجہ سے یہ لو سٹوری شروع ہوئی ہے اس لیے معاف کیا تمھیں۔۔ اب سب ساری زندگی تم ادھر ہی رہو گی۔۔۔" وہ کہہ کے باہر کی طرف بڑھا جبکہ پیچھے وہ بھی بھاگی تھی مگر اس کے

دروازے تک پہنچنے سے پہلے ہی دروازہ بند ہو چکا تھا۔۔ کتنی ہی دیر وہ دروازہ پیٹتی رہی مگر ناسود۔۔

سوہا کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کرے تو کیا کرے" ، صحیح معنوں میں وہ کانپ گئی تھی آنے والے لمحوں کا سوچ کے،وہ سیدھی سدرہ کے پاس گئی تھی اسے ساری سچویشن بتائی۔۔

سوہا ریلیکس ! یہ وقت پینک ہونے کا نہیں ہے،کچھ نہیں ہو گا شنایہ کو۔۔ کیا چاہتا "ہے وہ؟اس سے ایک بار پوچھو۔۔

کیسے پوچھوں۔۔؟ جس بھی نمبر سے اس نے مجھے کالز کیں ہیں سارے کے " سارے بند جا رہے۔۔"اس نے سر ہاتھوں میں گرایا ہوا تھا آنکھیں سرخ تھیں۔

تو ویٹ کر وہ خود کال کرے گا تمھیں۔۔کچھ نہیں کہے گا وہ کسی کو بھی۔ فلحال تو" اس نے تم پہ فیصلہ چھوڑا ہوا ہے۔"سدرہ نے کندھے سے پکڑ کے اسے اپنے

ساتھ لگا یا تھا۔۔ تبھی فون کی سکرین جگمگائی تھی۔ سوہا نے فون دیکھ کے سائیڈ پہ رکھ دیا۔۔

" کس کا فون ہے؟"

"موحد کا۔۔۔"

"تو اٹینڈ کیوں نہیں کر رہی؟"

ہمت نہیں ہے۔۔ کیا کہوں گی اسے۔۔ کوئی جواب ہی نہیں ہے میرے پاس" اس دینے کے لیے۔۔" وہ مرجھائی آواز میں بولی تھی۔۔ فون بج بج کے بند ہو چکا تھا۔۔ ابھی دو منٹ گزرے ہی گزریں ہوں گے بامشکل کہ اک بار پھر فون کی گھنٹی بجی تھی۔۔

"سوہا اٹھالو، کچھ بھی کہہ دو پریشان ہو رہے ہوں گے وہ۔۔"

اس نے ناچاہتے ہوئے بھی فون سامنے کیا، سکرین پہ غیر شناسا نمبر دیکھ کے ٹھٹھکی تھی وہ۔۔۔

تو پھر کیا سوچا تم نے زارا ہمدانی صاحبہ۔۔ملنا ہے اپنی دوسری بیٹی سے یا پھر "
نہیں ؟" وہ جو کل سے اس کی کالز اوائڈ کر رہی تھی آخر کار آج تنگ آکر اٹینڈ کر ہی
لی۔۔دوسری طرف سے سلطان آفندی کی بات سن کے اس نے لب بھینچے تھے۔
نہیں "یک لفظی جواب دیا۔۔"
مطلب تمھیں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ اس دنیا میں رہے یا اگلے جہاں میں ؟""
زارا بیگم کا بات سن کے دل دھڑکا تھا ان کے چہرے پہ سایہ سا لہرایا تھا مگر اگلے ہی
لمحے وہ خود کو نارمل کر گئیں اور سخت لہجے میں بولیں
نہیں !! بہتر ہوگا کہ اب تم مجھے تنگ مت کرو۔۔وہ تمھاری بیٹی ہے جو کرنا ہے "
کرو۔۔" کہہ کے وہ فون بند کر گئیں تھیں۔جبکہ ان کا دل زور زور سے دھڑک
رہا تھا۔وہ بیٹی جسے دیکھنے کے لیے وہ بائیس سال پل پل تڑپیں تھیں آج کیسے ایک
لمحے میں ہی اس سے دستبردار ہو گئیں۔۔انھیں آج بھی یاد تھا وہ دن جس دن
زینب کی پیدائش ہوئی تھی وہ ہسپتال تھیں ان کی آنکھ کھلی تو پتہ چلا کہ انھوں نے
ایک بیٹی کو جنم دیا ہے مگر بیٹی کو سلطان اور اس کی بیوی گھر لے جا چکے تھے۔ان
کے دل پہ کیا گزری اس وقت وہی جانتیں تھیں، ہسپتال سے ڈسچارج ہونے کے

بعد بیٹی کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے سلطان آفندی کے گھر گئیں تھیں،اس کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے تب جا کے چند لمحوں کے لیے زینب کو ان کی گود میں دیا گیا تھا۔۔اور دوسری طرف سوہا تھی جسے وہ خود چھوڑ آئیں تھیں۔۔ صرف اپنی انا کی خاطر۔۔

اس نے جلدی سے کال پک کی کہ کہیں کٹ ہی نہ جائے۔۔

"واہ آج تو لگ رہا جیسے وکیل صاحبہ میری کال کے ہی انتظار میں تھی۔۔"

"شنایہ کہاں ہے؟"

"ٹھیک ہے فلحال۔۔ تم سناؤ عقل ٹھکانے آئی ابھی تک یا نہیں؟"

جو بھی بات تھی،جو کچھ بھی تھا ہم دونوں کے درمیان تھا،تم شنایہ کو کیوں بیچ"

"میں لے کے آئے ہو؟بہت معصوم ہے وہ۔۔اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے۔

مطلب شنایہ اور رشنا میں سے شنایہ کو چنا۔۔ گڈ! میرے خیال میں بھی تمھیں"

شنایہ کو ہی چننا تھا آخر کو بہن ہے وہ تمھاری،رشنا کیا لگتی ہے تمھاری۔۔ایویں گلے

"میں پڑا ڈھول بجا رہی تھی تم۔۔۔

سوہا کو رشنا کا خیال آیا کہ وہ بھی تو اس کے پاس تھی۔۔

اب کیا چاہتے ہو تم اس سے ؟ ساری زندگی تو تباہ کر دی تم نے اس کی۔ بقول" تمھارے سب کچھ تمھاری مٹھی میں ہے۔۔ پیسوں سے جو چاہو خرید سکتے ہو۔۔ پھر اس سے کیوں ڈر رہے ہو ؟ کیا بگاڑ لے گی وہ لڑکی تمھارا۔۔ تم اتنے بزدل نکلو گے اندازہ نہیں تھا مجھے۔۔"اس کا لہجہ تمسخرانہ تھا کم از کم شازم کو یہی لگا تھا۔

بزدل کہنے پہ اسے غصہ آیا تھا۔۔

صحیح کہہ رہی ہو کیا بگاڑ لے گی وہ میرا۔۔"وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔۔ ساتھ ہی" فون بند کر دیا۔۔۔ سوہا نے بھی فون سائیڈ پہ رکھ کے گہری سانس لی تھی۔۔

کیا کہہ رہا تھا؟"سدرہ اسے دیکھتے پوچھا۔۔"

"کچھ سمجھ نہیں آئی کہ وہ چاہتا کیا ہے۔۔"

"تم موحد کو بتادو اور اسے لے کے پولیس میں رپورٹ کروادو گمشدگی کی۔۔"

کیا ہو گا اس سے۔۔ صرف بدنامی ہی ملے گی اور کچھ نہیں۔۔"اس نے پیچھے کو" ٹیک لگائی تھی"سدرہ تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ میں خود کو کتنا بے بس محسوس کر

رہی ہوں۔۔"سدرہ نے لاچارگی سے اس کی طرف دیکھا تھا، تسلی دینے کے لیے بھی اس کے پاس کچھ نہ تھا۔

—

موحد شام سے سڑکوں کی خاک چھان رہا تھا، سب جگہ پتہ کر چکا تھا، جہاں جہاں اسے لگتا تھا وہ جاسکتی ہے مگر شنایہ کا کہیں بھی اتہ پتہ نہ تھا اوپر سے سونے پہ سہاگہ سوہا بھی فون اٹینڈ نہیں کر رہی تھی۔۔رات تقریباً دس بجے کے قریب وہ گھر آیا۔۔اسے اکیلے آتا دیکھ کے اور اس کے تاثرات دیکھ کے سارے گھر میں سناٹا چھا گیا تھا۔۔ہر کوئی ایک دوسرے کا منہ تک رہا تھا مگر منہ سے کوئی بھی کچھ نہیں بول رہا تھا، کچھ بھی کہنے سے ڈر رہے تھے۔

"!سلام علیکم"

سب اس آواز کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

وعلیکم السلام!"موحد نے جواب دیا تھا۔۔جمشید صاحب تو ہوش سے ہی بیگانہ" لگ رہے تھے،فاخرہ بیگم نے اسے دیکھ کے منہ پھیر لیا تھا جبکہ جنید صاحب ابھی بھی اسے تک رہے تھے۔

سوہا کچھ پتہ چلا شنایہ کا؟"موحد اس کی طرف بڑھا تھا۔۔اس سے پہلے کہ سوہا" کچھ بھی جواب دیتی اسے اپنے عقب سے آواز سنائی دی تھی۔

بھائی!"وہ روتے ہوئے آتے ہی موحد کے گلے لگی تھی۔سوہا کو حیرت کا جھٹکا لگا" تھا وہ پھٹی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہو کہ واقعی میں ہی شنایہ اس کے سامنے تھی۔وہ باری باری سب کے گلے لگ رہی تھی سوہا تب ہوش میں آئی جب وہ آکے اسے گلے لگی۔

کہاں تھی تم؟"موحد نے اچانک آگے بڑھ کر اسے سوہا سے الگ کیا اور اتنے" سخت لہجے میں اس سے پوچھا کہ شنایہ اندر تک کانپ گئی تھی جبکہ سوہا بھی موحد کے اس انداز پہ حیران ہوئی تھی۔۔

جو بھی پوچھنا ہے مجھ سے پوچھیئے میں جواب دیتا ہوں۔۔"سب کی نظریں" دروازے کی طرف گئیں جہاں پولیس کی وردی میں ملبوس اک آدمی کھڑا تھا وہ

قدم اٹھاتا آگے بڑھا مگر اس کے ساتھ شخص کو دیکھ کے سوہا کا منہ کھلا تھا اس نے سوہا کو دیکھ کے آنکھ ونک کی اور ساتھ ہی دل جلانے والی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔۔وہ رخ پھیر گئی۔۔

شکر کریں آپ کی بیٹی صحیح سلامت واپس آگئی۔اغوا کیا گیا تھا اسے۔۔ باز یاب" کرواکے لائے ہیں ہم۔۔اور اس سب کا کریڈٹ ان کو جاتا ہے۔"انسپکٹر نے ساتھ کھڑے شازم کی طرف اشارہ کیا تھا۔ جس نے ہلکا سا سر کو خم دیا تھا۔

اغوا؟؟ کس نے کیا تھا؟"جمشید صاحب آگے بڑھے تھے۔۔"

یہ تو ہمیں نہیں پتہ کہ کس نے کیا تھا مگر جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔۔"انسپکٹر" نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

بہت بہت شکریہ انسپکٹر۔۔اور آپ کا بھی.."انھوں نے شازم کی طرف ہاتھ" بڑھایا تھا جسے شازم نے تھام لیا۔

شازم آفندی کہتے ہیں مجھے."مسکراتے ہوئے تعارف کروایا۔۔ سوہا نے" آنکھیں بند کیں تھیں۔ جبکہ جنید صاحب اور موحد نے چونک کے دیکھا تھا اس کی طرف

آپ جانتے ہیں ہمیں؟میرا مطلب کہ کسی کو بھی۔۔۔؟"موحد نے پوچھا "

تھا۔۔

شازم نے اک نظر سوہا کی طرف دیکھا،

جی!!شانایہ میری جونئیر ہے۔۔ہم ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں۔۔خیر "

میری توڈگری مکمل ہوگئی۔۔۔شانایہ نے مجھے کال کی تھی مدد کے لیے۔۔ہم لوگ

نمبرٹریس کرواکے اس کا پھر پہنچے اس تک۔۔مجھے لگتااغواکرنے والے کافی اناڑی

تھے۔۔"آخر میں اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

چلیں جو بھی تھاشکر کریں کہ بچی کی جان بچ گئی۔۔"انسپکٹر بولا تھا۔"

آئیں بیٹھیں چائے پانی ہو جائے۔۔فاخرہ بیگم اٹھو چائے کاانتظام کرو۔۔"جمشید"

صاحب انھیں بیٹھنے کااشارہ کرتے بولے۔

نہیں نہیں اس کی ضرورت نہیں۔۔ہم چلتے ہیں بہت دیر ہو گئی۔۔خیال رکھیئے"

گاا ب۔۔"شازم نے ہاتھ کے اشارے سے منع کیاتھااور ساتھ ہی باہر کی طرف

قدم بڑھائے تھے

لیکن جاتے ہوئے وہ ایک اچٹتی نظر سوہا پہ ڈالنا نہ بھولا۔۔۔اچانک دروازے سے مڑ کے واپس آیا۔۔

"شنایہ تمھارا فون۔۔گاڑی میں ہی بھول آئی تھی تم۔۔"

ان کے جانے کے بعد سوہا نے بھی باہر کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔

سوہا!"آواز پہ پلٹی تھی وہ۔۔سامنے ہی جنید صاحب اسے دیکھ رہے تھے۔"

کہیں نہیں جاؤ گی تم۔۔ادھر ہی رہو گی۔۔اگر سامان وغیرہ منگوانا ہے تو ڈرائیور" لے آئے گا صبح۔۔"جنید صاحب ایک نظر اسے دیکھتے کہہ کے کمرے کی طرف بڑھ گئے جبکہ وہ جہاں تھی وہیں کی وہیں جم گئی۔

ویلکم !"موحد کی آواز پہ وہ ہوش میں آئی تھی۔۔"

میں آج آپی کے کمرے میں سوؤں گی۔۔"شنایہ اس کی طرف بڑھی" تھی۔۔اس کا ہاتھ پکڑا تھا جبکہ وہ مرے قدموں کے ساتھ کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔فاخرہ بیگم وہیں کھڑی ناک منہ چڑھا رہیں تھیں۔۔انھیں اس گھر میں وہ ایک آنکھ نہیں بھا رہی تھی وہ۔۔

شنایہ تم نے موحد کو کیوں نہیں کال کی؟اس شخص کو ہی کیوں کی؟"وہ کمرے" میں آکے اس پہ بھڑاس نکال رہی تھی۔۔

آپی میں نے بھائی کو ہی کرنی تھی کال مگر ان کا مجھے نمبر ہی نہیں ملا جلدی میں۔۔" "پھر میں نے ان کو کردی۔۔

اس کا نمبر جلدی میں مل گیا تھا تمھیں؟شنایہ کیا تمھیں نہیں لگ رہا کہ کھیل کھیلا" گیا ہے تمھارے ساتھ۔۔وہ اتنے بیوقوف تھے کہ تمھارا موبائل تمھارے پاس "رکھ گئے اور اوپر سے ہاتھ بھی ڈھیلے باندھے۔۔

مجھے نہیں پتہ آپی۔۔ویسے میرے ساتھ کوئی کیوں ایسے کرے گا۔۔آپ ایویں" خواہ مخواہ میں وہم نہ پالیں۔۔اور پلیز وکیل بننے کی کوشش نہ کریں۔۔۔ چھوڑیں سب پولیس کرلے گی پتہ۔۔اتنے دنوں بعد آپ آئیں ہیں۔۔باتیں کرتے ہیں۔۔آپ کو پتہ آپی آج میں کتنا ڈر گئی تھی۔۔وہاں ایک ایک پل میں نے کیسے گزارا۔۔"سوہا کو احساس ہوا تھا کہ وہ غلط وقت پہ یہ سب باتیں کر رہی تھی وہ اپنی پوزیشن کبھی بھی ان کے سامنے ظاہر نہیں کرسکتی تھی۔اس نے آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔

" چلو شکر کرو کہ سب ٹھیک ہو گیا۔۔۔"

اگلے دن صبح ڈرائیور اس کا سامان لینے گیا تو زارا بیگم کو پتہ چلا تھا سوہا کے بارے میں۔۔ وہ سخت پریشان ہوئیں تھیں۔۔انھوں نے اسے کال کی مگر وہ کال کاٹ گئی تھی سوہا کو خیال تھا کہ وہ خود ملنے جائے گی اور ساری سچویشن کلئیر کرے گی ۔۔فلحال فون پہ وہ کوئی جواب نہیں دے سکتی تھی۔۔

وہ آفس گئی تو اسے شازم آفس کے باہر ہی کھڑا دکھائی دیا۔کیونکہ اندر تو اسے گارڈز نے جانے نہیں دینا تھا۔

"کیسا لگا میرا سرپرائز؟"

"انتہائی چیپ اور تھرڈ کلاس۔"

اس نے قہقہہ لگایا تھا"اور یہی تھرڈ کلاس سرپرائز تمھیں شاک کر گیا۔۔ہیں نہ؟" سینے پہ بازو باندھتا اس کے سامنے کھڑا ہوتا بولا

حیران تھی میں کہ اتنا تھرڈ کلاس پلان تمھارے ذہن میں آیا کیسے ؟میں تو سمجھتی "
" تھی کہ کافی عقلمند ہو گے تم۔۔۔

کیا کروں لوگوں کو گرانے کے لیے ان کے معیار تک آنا پڑتا ہے۔۔" بڑے "
آرام سے جواب دیا گیا۔۔

لوگوں کو گرانے کے لیے ان کے معیار تک بھی وہی آتے ہیں جن کا اپنا کوئی "
"معیار نہیں ہوتا۔۔ خیر تمھیں یہ سب کر کے ملا کیا؟؟

وہ اس کی معیار والی بات پہ ہنسا تھا۔۔" تمھیں واقعی میں ہی ابھی بھی پتہ نہیں چلا؟
" چلو تھوڑے دنوں تک پتہ چل جائے گا تم بس تیاری پکڑو شادی کی۔۔

"اس نے ضبط کیا تھا" رشنا کہاں ہے؟

"اس کی فکر نہ کرو، اسے جہاں ہونا چاہیے وہیں ہے وہ۔۔"

."اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے شازم "

آپ کا حکم سر آنکھوں پہ۔۔" سر پہ ہاتھ مارتا مسکراتے ہوئے کہہ کے گاڑی کی "
."طرف بڑھ گیا۔" ایک جھلک دیکھنی تھی دیکھ لی جا رہا ہوں اب

سوہا کو غصہ نہیں آیا تھا اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کا کام ہی یہی ہے، سو اس طرح کی باتیں اگنور کرنا شروع کر دی تھیں اس نے.

وہ ابھی آفس میں آ کے بیٹھی ہی تھی کہ فون بجا

"میم ایک عورت اور ایک آدمی ہے وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔۔کافی دیر سے ادھر بیٹھے ہوئے۔۔ضد لگائی ہوئی کہ آپ سے مل کے ہی جانا ہے۔۔"

"بھیج دو اندر۔۔"

کہاں ہے ہماری بیٹی؟"اندر آتے ہی سکندر صاحب غصے سے بولے تھے۔۔"

سوہا حیران ہوئی تھی

"کیا ہو گیا ہے آرام سے۔۔کون سی بیٹی؟"

رشنا کہاں ہے؟"اب کی بار عورت بولی تھی۔"

"اوہ! آپ رشنا کے والدین ہیں۔۔ائیں بیٹھیں۔۔"

"تم بس بتا دو ہماری بیٹی کہاں ہے۔۔اسے ورغلا کر لائی ہو نہ تم ادھر۔۔"

دیکھیں۔۔اپ کو بہتر پتہ ہو گا کہ آپ کی بیٹی کہاں ہے۔۔اور وہ کیا چاہتی تھی "
یہ بھی جانتے ہیں آپ۔ پھر ورغلانے والی بات ہی نہیں کر سکتے آپ۔۔مجھے تو
حیرت ہو رہی کیسے ماں باپ ہیں پیسے لے کے کتنی آسانی سے سودا کر دیا بیٹی کی
"عزت کا۔۔اس کی کیفیت کو ایک بار سمجھتے تو آج یہ نوبت ہی نہ آتی۔۔

محترمہ ہمیں سبق دینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔کیا کرتے ڈھنڈورا پیٹتے، سب "
کو بتاتے کہ کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔۔تم لوگوں کے لیے باتیں
کرنا بہت آسان ہے مگر جس پہ بیتی ہے صرف وہی جانتا ہے۔۔اپ مجھے سچ سچ
بتائیں کہاں رکھا ہے ہماری بیٹی کو۔۔۔ورنہ نتائج کی زمہ داری آپ خود ہوں
گی۔۔" سکندر صاحب ہانپتے ہوئے بولے تھے۔۔

میرے پاس نہیں ہے آپ کی بیٹی۔۔وہ اس وقت شازم کے پاس ہے۔۔جائیں "
اس کے باپ کے پاس۔۔اسی سے پیسے لیے تھے نہ آپ نے۔۔پوچھیں اب اس
"سے جا کے۔۔

محترمہ آپ کے لیے یہ سب مذاق ہے۔۔ہماری بیٹی کی جان کا معاملہ "
ہے۔۔پلیز!!"وہ التجائی لہجے میں بولے تھے، سوہانے ان کی آنکھوں میں واضح طور پہ بے بسی دیکھی تھی۔۔

". مذاق نہیں ہے۔سچ ہے یہ"

وہ دونوں اٹھے اور چپ چاپ باہر نکل گئے۔۔

کیا ہے یہ سب ؟"سلطان آفندی ڈھاڑے تھے وہ جو ٹی وی کے سامنے دونوں "
باپ بیٹا بیٹھے ہوئے تھے سامنے نیوز دیکھ کے ہکا بکا رہ گئے تھے۔۔شازم کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔۔

آپ کے سامنے ہی ہے جو بھی ہے باباجانی!"شازم نظریں پھیر کے بولا تھا۔"
وہ لڑکی میڈیا تک کیسے پہنچی ؟"ایک بار پھر وہ سخت لہجے میں بولے تھے۔"
"مجھے کیا پتہ! میں نے تھوڑی بھیجا ہے اسے۔۔"

تم نے اسے چھوڑا ہی کیوں؟مارا کیوں نہیں۔۔جب پتہ تھا کہ اس کے کیا "
"ارادے ہیں۔۔پھر بھی۔۔۔۔

میں نے ویسے ہی بس چھوڑ دیا کہ وہ کیا بگاڑ لے گی۔۔مگر اتنی تیز نکلے گی مجھے "
"اندازہ نہیں تھا۔۔

تمھیں اندازہ کس بات کا ہوتا ہے تمھاری نظریں اس وکیل سے ہٹیں گئیں تو ہی "
تمھیں کچھ نظر آئے گا،ساری سمجھ بوجھ تو اس نے ختم کر دی ہے تمھاری۔۔"

انھوں نے ریموٹ اس کے سامنے صوفے پہ پھینکا تھا۔۔

جبکہ شازم نے غصے سے ٹی وی کی سکرین پہ آتی اس لڑکی کو گھورا تھا جو بڑے اعتماد سے بول رہی تھی اور میڈیا کے سوالوں کے جواب دے رہی تھی۔۔اس کے خلاف تو گویا زہر اگل رہی تھی وہ کوئی اور نہیں "رشنا سکندر" تھی۔۔

"سوہا کہاں ہو تم اس وقت؟"

"کہاں ہو سکتی ہوں اس وقت۔۔کیوں خیریت؟"

مطلب تمھیں کچھ بھی نہیں پتہ۔۔رشنا کا کوئی اتہ پتہ ہے تمھیں؟۔وہ میڈیا تک "

" پہنچ گئی ہے۔۔اور اس نے شازم کے خلاف سٹیٹ مینٹ دی ہے۔۔

"کیا؟ پاگل ہو گئی ہے وہ۔۔اس طرح کیسے؟ماری جائے گی یہ لڑکی۔۔۔"

تم دیکھو ابھی بھی لائیو آ رہی ہے۔۔میں تمھیں لنک سینڈ کرتی ہوں۔۔"وہ"

حیران ہوئی تھی کہ وہ تو شازم کے پاس تھی پھر کیسے۔۔؟جو کچھ بھی ہو رہا تھا اس

کی سمجھ سے باہر تھا۔۔اتنی دیر میں سدرہ کا مسیج آ گیا۔۔لنک کھول کے دیکھا تو

واقعی میں ہی وہ رشنا تھی۔پراپر پریس کانفرنس ائیرنج کروائی گئی تھی۔۔

یہ کیا کیا رشنا۔۔۔یہ سب کچھ بعد کی بات تھی پہلے تمھاری سکیورٹی ضروری"

تھی۔۔"وہ بڑبڑائی تھی۔۔اس نے بیگ اٹھایا اور اس جگہ پہنچے کے لئے روانہ

ہوئی۔۔اسے اس کی پریس کانفرنس ختم ہونے سے پہلے پہلے وہاں پہنچنا تھا۔۔۔

سلطان آفندی پاگلوں کی طرح چکر لگا رہا تھا کبھی ادھر کبھی ادھر۔۔پھر اس نے

کسی کا نمبر ملایا۔۔

"ابھی مجھے یہ لڑکی مردہ چاہیے۔۔یہاں سے زندہ بچ کے نہیں جانی چاہیے یہ۔۔ابھی اور اسی وقت ادھر کھڑے کھڑے اس کا کام تمام کرو۔۔کیونکہ اگر یہ ادھر سے زندہ بچ کے نکل گئی۔۔بعد میں بہت مشکل ہو گی۔۔اور پتہ کرو کہ یہ کیسے پہنچی میڈیا تک کون ساتھ دے رہا ہے اس کا۔۔۔ایک گھنٹے کے اندر اندر سب کچھ ہونا چاہیے۔۔۔ سمجھے۔۔۔"وہ بول نہیں دھاڑ رہے تھے۔۔فون بند کر کے صوفے پہ پھینکا۔۔انھیں اس وقت تک ہزاروں کالز اور میسیجز آچکے تھے۔۔۔اس بارے میں پوچھنے کے لئے۔۔۔شازم کو انھوں نے گھر سے نکلنے سے سختی سے منع کر دیا تھا۔۔ابھی آدھا گھنٹہ نہیں گزرا تھا کہ ان کی زندگی میں تہلکہ مچ چکا تھا۔۔۔

"میں ادھر ہمدردی بٹورنے نہیں آئی۔۔مجھے انصاف چاہیے۔۔میں جانتی ہوں پتہ نہیں میں اب زندہ بھی رہوں گی یا نہیں۔۔لیکن مجھے پرواہ نہیں۔۔میں چاہتی ہوں کہ اگر میں مر بھی گئی تو کوئی اس ذلیل انسان کا گریبان پکڑے۔۔میں تو وہ بدنصیب ہوں جس کا ساتھ اس کے ماں باپ نے بھی چھوڑ دیا۔۔ان کا منہ بھی

پیسے دے کے بند کروادیا گیا۔۔ کیا پیسے میں اتنی طاقت ہے کہ کوئی بھی جرم کرو ،کسی کا قتل کرو،ریپ کرو، ظلم کی انتہا کردو مگر آپ کو پوچھنے والا کوئی بھی نہیں؟ چند پیسے دو اور آگے بڑھ جاؤ۔۔آخر کب تک ایسا ہوتا رہے گا۔۔۔ میری امیدیں اب آپ لوگوں سے وابستہ ہیں۔۔اور مجھے امید ہے کہ میری یہ امید ٹوٹے گی نہیں۔۔۔"وہ چپ ہو گئی تھی سب کہہ کے۔۔

بقول آپ کے یہ سب دو ماہ پہلے کی بات ہے۔۔آپ تب کیوں نہیں بولی اب ہی کیوں یاد آیا آپ کو؟"صحافی کی طرف سے پوچھا گیا۔۔

آپ نے شاید غور سے پہلے سنا نہیں۔۔مجھے بولنے ہی کب دیا گیا تھا پہلے، میرے" ماں باپ کو پیسے دے کے چپ کروادیا گیا تھا۔میں اپنے ماں باپ سے بغاوت کر کے آئی ہوں ادھر کیونکہ مجھے اس شخص کا گریبان پکڑنا ہے اتنی آسانی سے نہیں چھوڑنا اسے۔۔"آخر میں وہ دانت چبا کے بولی تھی۔۔

اور بھی بہت سے سوالات کیے گئے جس کے وہ جوابات دے رہے تھی کہ اچانک اسے سامنے،سب سے پیچھے کھڑی سوہا نظر آئی جو اسے ہاتھ سے اشارہ کر رہی

تھی۔۔سب ختم کر کے وہ اس کی طرف آئی تھی۔۔۔سوہانے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔

چلو میرے ساتھ۔۔"اس نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔۔"

کہیں نہیں جانا مجھے۔۔میری وجہ سے خود کو مشکل میں مت ڈالیں۔۔جائیں" یہاں سے۔۔"وہ نظریں پھیر کے بولی تھی شاید وہ بد گماں ہو چکی تھی اس سے شازم کی باتوں کی وجہ سے۔۔

جو کچھ بھی کہنا ہے تم نے وہاں جا کے کہہ لینا۔۔۔فلحال چلو میرے ساتھ۔۔۔" اور رہی بات مشکل میں ڈالنے کی تو اس کی تم فکر مت کرو، مجھے ہینڈل کرنا آتا "ہے۔۔۔

نشانہ لے لیا گیا تھا اس کا۔۔بس چند سکینڈز کی بات تھی۔۔

میں بھی ہینڈل کر سکتی ہوں سب کچھ۔۔۔میری فکر نہ کریں۔۔"کہہ کے وہ" مڑی تھی سوہانے اس کا بازو پکڑ کے کھینچا تھا اسے اک دم سے۔۔اتنی دیر میں گولی چل گئی۔۔اس سے پہلے کہ رشا سنبھلتی اس نے چیخ ماری تھی۔۔وہاں کھلبلی مچ

چکی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ اور گولی چلاتا اسے غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔۔
وہ وہاں سے نکل گیا۔۔

وہ اس وقت کمرے میں تھا اور سگریٹ پہ سگریٹ پھونک رہا تھا وہ کبھی کبھار سگریٹ نوشی کرتا تھا مگر جب کرتا تھا تو انتہا کی۔۔ تبھی فون کی گھنٹی بجی دوسری طرف سے خبر سن کے اس کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔۔ موبائل وہیں بیڈ پہ پھینک کے وہ باہر کی طرف بھاگا تھا۔ سامنے سے ہی اسے سلطان آفندی آتے دیکھائی دیے۔

یہ کیا کیا آپ نے؟" باپ کو دیکھتے ہی اس نے سوال پوچھا وہ اس وقت بوکھلایا ہوا" تھا۔۔

کیا کیا ہے؟ تم کیوں اتنا گھبرائے ہوئے ہو؟"انھوں نے پہلی دفعہ اسے اس" حالت میں دیکھا تھا۔۔

آپ نے اسے مروادیا؟" بے یقینی کی کیفیت میں اس نے پوچھا۔۔"

ہاں مروادیا۔۔ کیونکہ ضروری تھا یہ، پہلے بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔۔ کونسا پہلی دفعہ " ایسا ہوا ہے۔۔" انھوں نے آخر میں اس کے کندھے کو تھپکا اور کہہ کے وہاں سے جانے لگے۔۔ وہ اک دم سے ان کے رستے میں آیا۔۔

مگر کیوں؟ آپ ایسا کیسے کر سکتے۔؟ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کیا تھی میرے " لیے۔۔؟"

بیٹے اتنے ایموشنل کیوں ہو رہے ہو۔۔ ایسی لاکھوں آئی اور لاکھوں گئیں۔۔ دو " دن میں یہ بخار اتر جائے گا تمھارے سر سے۔۔ جانتا ہوں میں نیا نیا خمار چڑھا ہوا ہے۔۔ اور میں نے یہ کوئی شوق سے نہیں کیا، تمھارا ہی گند صاف کرنے کے لیے کیا ہے۔۔ اب اگلی باری اس دوسری لڑکی کی ہے۔۔ بہتر ہو گا کہ مجھے میرا کام میرے طریقے سے کرنے دو۔۔ تم نے اپنے طریقے سے جو کرنا تھا کر لیا۔۔۔" وہ اب کی بار سخت لہجے میں بولے۔۔

بہادر بنو۔۔ مجنوں بننے کی ضرورت نہیں ہے۔۔" طنزیہ لہجے میں کہہ کے وہ وہاں سے چلے گئے۔۔ جبکہ اسے ابھی بھی یقین نہیں آیا تھا وہ تیزی سے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟ کس کو مارا ہے تم نے؟"

مجھے نہیں پتہ وہ لڑکی کون تھی مگر جس پہ نشانہ باندھا گیا تھا گولی اس کو نہیں دوسری کو لگی ہے۔۔" دوسری طرف سے یہ بات سن کے گویا سلطان آفندی کا تو دماغ ہی گھوم گیا۔۔

جاہل انسان کیا بک رہے ہو۔۔؟ اتنے اناڑی ہو تم کہ غلطی سے دوسری کو مار دیا۔۔ تمھیں کہا تھا کہ ایک گھنٹے کے اندر اندر مجھے وہ لڑکی مردہ چاہیئے۔۔ اب تم نہیں بچو گے۔۔ ڈوب مرو کہیں ایک نشانہ تو صحیح سے لگانا نہیں آتا۔۔" وہ غرائے تھے۔۔ ایسے لگ رہا تھا جسے غصے سے پاگل ہو گئے تھے وہ۔۔

میری غلطی نہیں ہے ان کی پوزیشن بدل گئیں تھیں۔۔" وہ منمنایا تھا۔۔"

ہاں میری ہی غلطی ہے جو تم جیسے اناڑی کو کہہ دیا۔۔بھاڑ میں جاؤ۔۔" کہہ کے"

غصے سے فون بند کیا تھا۔۔

اگر گولی اس لڑکی کو نہیں لگی تو شازم کیوں اتنا ریکٹ کر رہا تھا۔۔انھیں اچانک"

اس کی بات یاد آئی تھی۔۔" یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ میرے لیے کیا ہے۔۔؟"

ان کے دماغ میں گھنٹی بجی تھی جیسے ان کو سگنلز ملے ہوں۔۔" کہیں وہ وکیل صاحبہ

" کو تو نہیں اڑا دیا؟

انھوں نے جلدی سے فون نکالا تھا پھر اس کا نمبر ملایا۔۔

جس کو گولی لگی ہے وہ بچ جائے گی؟" اس کے فون اٹھاتے ہی انھوں نے سوال"

کیا۔۔

"دل پہ لگی ہے۔۔امید ہے کہ نہیں بچے گی۔۔"

گڈ!!!اگر بچ گئی تو تم نہیں بچو گے۔۔" فون بند ہو گیا۔۔"

وہ مسکرائے تھے

"تو زارا ہمدانی تم نے اپنی پہلی بیٹی سے بھی ہاتھ دھو دیا۔۔"

وہ اس وقت پاگلوں کی طرح سڑکوں پہ گاڑی بھگا رہا تھا اسے کچھ پتہ نہیں تھا کہ جانا کہاں ہے اوپر سے وہ فون بھی گھر چھوڑ آیا تھا۔۔اس کے ذہن میں اس وقت عدنان ہی آیا تھا کیونکہ وہ واحد تھا جو اب اس کی مدد کر سکتا تھا۔۔اس نے گاڑی کا رخ اس کے گھر کی جانب موڑ دیا۔۔

مجھے کسی طرح پتہ کر کے بتاؤ کہ وہ زندہ ہے یا نہیں؟ کیونکہ مجھے جو خبر ملی ہے"
"اس کے مطابق وہ مر چکی ہے۔۔

اچھا ریلیکس یار ر! کرتا ہوں پتہ۔۔ تم ٹھنڈے رہو۔۔۔"عدنان نے اسے تسلی" دی تھی۔۔

فلحال تو ایسا کوئی بندہ نہیں جس سے پتہ کر سکوں۔۔۔اس کے گھر کا پتہ ہے نہ"
"تمھیں چلیں؟

ہاں چلو۔۔"شازم فوراً تیار ہوا تھا۔"

عدنان نے چابیاں اٹھائی تھیں اور باہر کی جانب بڑھے تھے وہ۔۔

"ویسے مجھے امید نہیں تھی کہ تم اتنے سیریس ہو گئے۔۔"

جانتے ہو میں نے ہر بازی جیتی ہے کیونکہ میں دماغ سے کھلیتا تھا، یہ پہلی بازی" ہے جو دل سے کھیل رہا ہوں اور ہار رہا ہوں۔۔ یہ دل چیز ہی بڑی کتی ہے۔۔"وہ گہری سانس لیتا بولا تھا۔۔

جبکہ عدنان نے بس تاسف سے سر ہی ہلایا تھا۔۔

چوہان ہاؤس میں جیسے ہی خبر ملی تھی کہرام مچ چکا تھا۔۔ وہ اس کیسی ہے کس حالت میں ہے کسی کو کوئی پتہ نہیں تھا۔۔

میں تو پہلے ہی کہتی تھی کہ بچی کو ان کاموں میں نہ ڈالو۔۔ مگر نہیں سنتا کون ہے" ہر کسی کو اپنی من مانی کرنی ہوتی۔۔ دیکھ لیا نہ نتیجہ اب۔۔ پڑھ گئی کلیجے کو ٹھنڈ۔۔۔"غدرا پھپھو کہاں چپ رہنے والی تھی ان کو تو بس موقع چاہیئے ہوتا بولنے کا وہ شروع ہو گئیں تھیں۔۔

پھپھو آپ چپ کریں گی۔۔؟ خدا کے لیے کچھ رحم کھا کیں ہماری حالت" پہ۔۔"موحد نے پیچھے مڑ کے غصے سے گھور کے کہا تھا انھیں وہ اس وقت ہسپتال جا رہے تھے گاڑی میں شنایہ، جیند صاحب، پھپھو اور وہ تھے۔۔۔

ہونہہ !!" پھپھو نے منہ بنایا تھا جبکہ جنید صاحب سر پھینک کے بیٹھے ہوئے" تھے۔۔ان ادھر سے بیگانہ۔۔۔

چوہان فیملی ہسپتال پہنچی، رشنا پہلے سے ہی ادھر موجود تھی، وہ اس وقت ایک دیوار سے ٹیک لگا کے کھڑی تھی۔ موحد تیزی سے آگے بڑھا اس نے پاس سے گزرتی نرس سے بوکھلاہٹ میں کچھ پوچھا تھا۔ رشنا کو سوہا نام کے علاوہ کچھ سنائی نہیں دیا تھا، اس سے اسے یہ تو اندازہ ہو گیا کہ وہ سوہا کے گھر والے ہیں۔ وہ خاموشی سے وہاں سے چل دی بقول اس کے کہ اب اس کی ادھر ضرورت نہیں تھی۔۔
دیکھیں ان کی سچویشن کے بارے میں آپ کو ڈاکٹر عمر ہی آگاہ کر سکتے ہیں۔۔" ابھی میں آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتی۔۔" کہہ کے نرس آگے بڑھ گئی تھی جبکہ موحد نے بے چینی سے آپریشن تھیٹر کی طرف دیکھا تھا۔ جہاں وہ زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی۔ مگر ایک بات کی اسے تسلی ہو گئی کہ اس کی سانسیں چل رہیں

ہیں ابھی۔وہ مرے قدموں سے گھر والوں کی طرف بڑھا جو بے چینی سے ایک آس لیے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔

::

یہ خبر آگ کی طرح پھیل چکی تھی،اگر کوئی اور موقع ہوتا تو شاید میڈیا تک خبر نہ پہنچتی اور نہ ہی ایسے مصالحہ لگا کے پیشِ کی جاتی۔مگر سلطان آفندی نے جلتی پر تیل چھڑکنے والا کام خود ہی کر دیا تھا جلد بازی میں،ہر کوئی اس حملے کو رشا کے کیس سے جوڑ رہا تھا۔پہلے شاید اس کیس کو کوئی سیریس نہ لیتا لیکن حملے کے بعد کیس زیر بحث آ چکا تھا۔سلطان آفندی کو سوالیہ نشان بنایا جا رہا تھا۔۔
زارا ہمدانی سٹوڈیو میں تھیں ان کی شوٹ چل رہی تھی جب یہ خبر ان تک پہنچی وہ وہاں سے بھاگی تھیں۔نیوز میں ہسپتال کا بھی بتایا گیا تھا جس کی وجہ سے انھیں مشکل نہیں ہوئی تھی۔۔

....
....

شازم اور عدنان کی گاڑی اس وقت چوہان ہاؤس کے باہر کھڑی تھی۔۔

اتنی خاموشی ؟اس کا مطلب کہ زندہ ہے وہ۔۔اگر مر گئی ہوتی تو ادھر کہرام مچا"

ہوتا۔۔"عدنان نے گیٹ کی طرف دیکھتے ادھر ادھر کا جائزہ لیتے ہوئے کہا، جبکہ

شازم فرنٹ ڈور کھول کے گاڑی سے باہر نکلا تھا۔۔

کدھر جارہے ہو؟"عدنان بھی تیزی سے پیچھے لپکا تھا۔"

ڈور بیل بجائی۔۔

یار یہ نہ کہ تمھارے ساتھ مجھے بھی بجادیں یہ لوگ۔۔ چلو یہاں سے"

"کیوں رسک مول لے رہو ہو۔۔

شازم نے گھورا تھا اسے

بکواس بند کرو۔۔"اس سے پہلے کہ وہ مزید اسے کچھ کہتا گیٹ کھلا تھا"

جی؟"آنے والا چوکیدار تھا"

"وہ مجھے جنید انکل سے ملنا ہے۔۔گھر ہیں وہ۔۔؟"

نہیں! اس وقت تو کوئی بھی نہیں ہے گھر پہ۔۔ سب ہسپتال گئے ہیں۔ سوہا باجی" کو گولیاں لگی ہیں۔۔ "اس نے گولی کی جگہ گولیاں کہا تھا وہ شاید اسے پہچان گیا تھا اسے لیے ہی ایک بار ہی پوچھنے پہ ساری ڈیٹیل بتادی تھی۔

"اوہ!! کونسے ہسپتال؟ کچھ پتہ ہے۔۔؟"

جی وہ قریبی ہسپتال۔۔۔ ہسپتال کا نام بتایا تھا۔۔ جسے سن کے وہ پیچھے مڑنے ہی" لگے تھے کہ آواز آئی تھی

ویسے حیرت ہے سارے شہر کو پتہ ہے آپ کو پتہ ہی نہیں۔۔ "چوکیدار نے" تنقیدی نظروں سے ان کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔۔

عدنان نے کڑے تیوروں سے چوکیدار کو گھورا تھا۔۔اس نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ شازم نے جواب دیا

ہاں ویسے حیرت ہے۔۔ "کہہ کے وہ گاڑی کی طرف بڑھ گیا جبکہ عدنان ادھر" ہی کھڑا تھا وہ آگے بڑھا بالکل چوکیدار کے سامنے اور نزدیک جا کے کھڑا ہوا

ویسے یہ بات سب کو ہی پتہ ہے کہ چوکیدار کی ڈیوٹی گیٹ پہ ہوتی سوائے" "تمھارے۔۔ تمھاری وجہ سے ہمیں گھنٹہ انتظار کرنا پڑا اس کڑی دھوپ میں۔۔

صاب جی یہ جگہ دھوپ سے بچنے کے لیے ہی بنائی گئی ہے۔۔"اس نے اس جگہ " اشارہ کیا جہاں تھوڑی دیر پہلے عدنان کھڑا تھا۔ادھر گرین شیٹ ڈالی گئی تھی ۔عدنان نے پہلے ادھر پھر چوکیدار کی طرف ستائشی نظروں سے دیکھا تھا۔ تبھی اس کے کانوں میں شازم کی آواز پڑی اور وہ مزید کچھ بھی کہے بغیر گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

انھوں نے تو چوکیدار بھی خوب زبان لڑانے والا رکھا ہوا ہے۔۔ "گاڑی میں" بیٹھتے ہی وہ بولا تھا۔

"تو تمھیں کس نے کہا تھا کہ اس سے زبان لڑاؤ۔۔ چلو اب۔۔"

ایک منٹ۔۔۔ تمھارا ارادہ کہیں ہسپتال جانے کا تو نہیں۔۔۔؟"وہ پورا گھوما" تھا شازم کی طرف۔۔

"تو اور کدھر جانا ہے۔۔۔ "

اے دماغ چل گیا ہے تمھارا؟مت ماری گئی ہے تمھاری۔۔ مگر میرا دماغ بالکل" ٹھیک کام کر رہا ہے۔۔۔وہ تمھاری پھپھی کی بیٹی نے جو بیان دیا ہے نہ، پولیس نے تمھیں ادھر ہی دھر لینا ہے۔۔ تم تو شاید بچ جاؤ مگر میرے بچنے کے چانسز نہیں

ہیں۔۔ تم نے جانا ہے تو جاؤ مگر میری ہاتھ جوڑے ہیں۔۔۔"اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑے تھے تبھی ڈیش بورڈ پہ پڑا اس کا موبائل وائبریٹ ہوا تھا۔

آپ کے والد صاحب کی نو مس کالز آچکی ہیں۔۔اب یہ دسویں بار ہے۔۔ کیا" "کرنا؟

بند کر دو فون۔۔"اس کا لہجہ سخت ہو گیا تھا۔عدنان نے ویسے ہی فون واپس جگہ " پہ رکھ دیا۔۔

اب بتاؤ کدھر جانا؟"ایک بار پھر اس سے پوچھا تھا، شازم نے آنکھیں بند کر کے " پیچھے سیٹ سے ٹیک لگائی۔

"تمھارے گھر۔۔"

عدنان نے گہرا سانس بھرا تھا جیسے شکر ادا کیا۔۔اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔۔

....

آپریشن جاری تھا اور ادھر پولیس اپنا آپریشن کر رہی تھی۔۔

جنید صاحب کوئی تو ہوگا نہ جس پہ آپ کو شک ہو۔۔ کبھی تو بیٹی نے ذکر کیا ہوگا" کسی کا، کسی دشمن کا۔۔" پچھلے آدھے گھنٹے سے پولیس والوں کا بس ایک ہی سوال تھا جسے وہ گھوما پھرا کے پوچھ رہے تھے۔

نہیں انسپکٹر صاحب میں پہلے بھی بتا چکا ایسا کچھ نہیں ہے۔۔ ہمیں کسی پہ شک" نہیں ہے۔۔نہ ہی کوئی ہمارا دشمن ہے۔۔" جنید صاحب جھنجلا گئے تھے۔۔

پھپھو جو اتنی دیر سے پولیس والوں کو گھور رہی تھی آخر رہا نہ گیا اور بول پڑی انسپکٹر صاحب آپ کو پتہ بھی ہے ہماری بچی وکیل ہے سو دشمن ہیں اس کے" ،اب ہمیں کیا پتہ کہ کون ہیں۔۔اب ہر بات وہ ہمیں تھوڑی بتاتی تھی۔۔پولیس والے آپ ہیں۔۔اس بات کا پتہ آپ کو لگانا چاہئے کہ کون دشمن ہیں وہ، جو ہماری بچی کی جان لینا چاہتے۔الٹا آپ ہمیں پریشان کر رہے۔۔" انسپکٹر نے کڑے تیوروں سے گھورا تھا انھیں۔۔

یہ کیا لگتی لڑکی کی۔۔؟" وہ ایک بار پھر جیند صاحب سے مخاطب تھے۔"

اے لو اب میرے پیچھے پڑ جاؤ۔۔ وہ منہ میں ہی بڑبڑائیں تھیں"

پھپھو ہوں میں لڑکی کی۔۔" انھوں نے اترا کے جواب دیا تھا۔"

ہمم!!! کہیں کوئی رشتے وشتے کا چکر تو نہیں تھا۔؟"پولیس انسپکٹر نے سوچنے" کے بعد پاس پڑی کرسی پہ ایک ٹانگ رکھ کے چھڑی تھوڑی کے نیچے رکھتے ہوئے پوچھا۔۔ پھپھو کی آنکھیں باہر آئیں تھیں۔۔

اس بات کا کیا مطلب ہوا۔۔؟ مجھ پر الزام لگا رہے کہ میں نے اپنی بھتیجی کو" "مروانے کی کوشش کی ہے۔۔؟

نہیں میں نے ایسا تو نہیں کہا۔۔" بڑے پر سکون انداز میں انسپکٹر نے جواب دیا" تھا۔ایسے لگ رہا تھا کہ وہ صرف ٹائم پاس کر رہے۔۔اور بس فارمیلٹی پوری کر رہے۔۔

انسپکٹر صاحب آپ ادھر تفتیش کرنے آئے ہیں یا ہمیں تنگ کرنے۔۔؟ بہتر ہو" گا کہ اپنا کام کریں اور جائیں ادھر سے۔۔"موحد آگے بڑھا تھا۔۔اس سے پہلے کہ انسپکٹر کی طرف سے کوئی جواب آتا آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر باہر آیا تھا سب ادھر بھاگے تھے۔

الحمدللہ! آپریشن کامیاب ہو گیا ہے۔۔ خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔۔اپ" لوگ اللہ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے، گولی دل کے مقام کے بالکل قریب لگی تھی

،بچت ہو گئی اگر تھوڑی سی بھی اونچ نیچ ہو جاتی تو شاید۔۔۔۔ خیر اب گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"ڈاکٹر کی بات سن کے سب نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔

ڈاکٹر صاحب کیا میں اپنی بیٹی سے مل سکتی ہوں؟؟"اچانک پیچھے سے آنے والی" آواز پہ سب نے مڑ کے دیکھا تھا، زارا ہمدانی کھڑی تھی، آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔۔

فلحال تو نہیں ،مگر اگلے بارہ گھنٹوں کے اندر اندر مریضہ کو دوسرے روم میں" شفٹ کر دیا جائے گا پھر مل لیجئے گا تب تک مریضہ کو ہوش بھی آجائے گا۔۔"پیشہ ورانہ انداز میں جواب دے کے ڈاکٹر ادھر سے چلا گیا۔۔

زارا ہمدانی خود پہ ناگوار نظریں محسوس کر رہی تھی۔۔ موحد اور شنایہ آگے بڑھے اور ان سے پیار لیا تھا۔۔

آپ لڑکی کی ماں ہیں اور اب پہنچ رہی اتنی دیر سے کہاں تھی آپ؟"انسپکٹر کے" تفتیشی سوال ان سے شروع ہو چکے تھے۔۔

انھوں نے ایک اچٹتی نظر جنید صاحب پہ ڈالی

جب خبر ملنی تھی تب ہی پہنچنا تھا۔۔"ان کے لہجے میں طنز تھا"

"محترمہ بیٹی کی خبر رکھنا آپ کا اپنا فرض تھا۔۔"

ہونہہ! فرض دیکھو یاد کون دلا رہا۔۔" پھپھو بڑبڑائیں تھیں۔۔ جبکہ زارا ہمدانی"

سر جھکا کے پاس پڑی کرسی پہ بیٹھ گئیں تھیں۔۔

:::

" تمھیں اس طرح آنا نہیں چاہیئے تھا رشنا۔۔"

توکیا کرتی۔۔؟ مجھ میں مزید ہمت نہیں تھی۔۔ میں اتنی بہادر نہیں ہوں"

علیزے، مجھ میں جو ہمت تھی میری بہادری ساری آج ختم ہوگئی۔۔ جانتی ہو وہ

"گولی اس کے لئے نہیں میرے لئے تھی۔۔

تمھیں کیسے پتہ کہ وہ تمھارے لیے تھی۔۔؟"علیزے نے چونک کے پوچھا تھا"

وہ اس کی کالج فرینڈ تھی۔۔رشنا اس وقت اس کے گھر رہ رہی تھی۔۔

کیونکہ جب گولی چلی سوہا بالکل اس جگہ کھڑی تھی جس جگہ میں تھی پہلے, اگر وہ"

"مجھے نہ کھینچتی تو وہ گولی مجھے لگنی تھی۔۔

"تم اس جگہ سے ہو کے آئی ہو؟"

"ہمم"

تم کم از کم بتا کے تو آتی۔۔ جانتی ہو بھائی کتنا پریشان ہو رہے تھے تمھارے اس"

"طرح ہسپتال سے غائب ہو جانے پہ۔۔

"بس ذہن میں نہیں رہا۔۔۔"

لڑکی اگر تم اس طرح کی ہی حرکتیں کرتی رہی تو نقصان اٹھا بیٹھو گی۔۔ کیا"

ضرورت تھی اس جگہ دوبار جانے کی۔۔۔"اچانک مردانہ اواز پہ وہ دونوں

سیدھی ہوئیں تھیں۔۔

سوری"اس نے نظر اٹھا کے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا اور بولی تو بس اتنا"

ہی۔۔

کیا سوری یار۔۔ نیکسٹ ٹائم میں کوئی لاپرواہی نہ دیکھوں تمھاری۔۔"وہ انگلی"

سے تنبیہہ کرتے بولا

"سوہا کیسی ہے؟ کچھ پتہ چلا اس کے بارے میں۔۔"

"ہاں خطرے سے باہر ہے وہ۔۔ چلتے ہیں کل ملنے اس سے۔۔"

میں نہیں جاؤں گی۔۔اپ نے جانا ہوا تو چلے جایئے گا۔۔"وہ نظریں پھیر کے" بولی تھی۔۔

اذہان نے ابرو اچکائے تھے

ہم دونوں جائیں گے۔۔ تمھارے حصے کی اس نے گولی کھالی اور تم اس کا حال" بھی پوچھنے نہیں جاؤ گی۔۔"جبکہ رشنا سر جھکا گئی تھی۔۔

کیا بات ہے جس کی وجہ سے چھپتی پھر رہی ہو اس سے؟"اذہان نے اس کے" چہرے کا بغور جائزہ لیتے پوچھا

"چھپ تو نہیں رہی۔۔"

"پھر؟"

"بس میں نہیں چاہتی کہ وہ میری وجہ سے مزید مشکل میں پڑے۔۔"

اذہان نے ٹھنڈی آہ بھری تھی "اب کسی کو تو اس آگ میں کودنا ہی پڑے گا تمھارے ساتھ،اور وہ تو کود بھی گئی ہے تم اس سے اس طرح لا تعلق نہیں ہو سکتی۔۔ہر کوئی ایسا نہیں ہوتا رشنا،نکال دو اپنے دماغ سے یہ سارا فتور اور بالکل ریلیکس رہو۔۔۔"رشنا نے اس کی طرف دیکھا اور سر ہلایا تھا

اس کے ذہن میں ابھی بھی شازم کی باتیں گونج رہیں تھیں جو اس نے اسے آخری دفعہ کہیں تھیں۔۔

اسے اس کوٹھری میں دو دن ہو گئے تھے، وہ بالکل مایوس ہو چکی تھی شاید اسے اب ساری زندگی ادھر ہی گھٹ گھٹ کے گزارنی ہے۔۔ تبھی دروازہ کھلا تھا اس نے مڑ کے نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ کھانا دینے والا ہو گا۔۔

کیسی ہو۔۔؟" اچانک اس آواز پہ وہ بجلی کی تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔" اس نے پاس پڑی کرسی کو اٹھایا تھا

دفعہ ہو جاؤ ادھر سے۔۔ تم کیا سمجھتے ہو بھیک مانگو گی تم سے میں آزادی کی۔۔؟" تھوکتی ہوں میں تمھارے منہ پہ۔۔۔" ساتھ ہی کرسی اٹھا کے وہ اس کی طرف بڑھی تھی پاگلوں کی طرح۔۔ مگر ایک تو اس نے دو دن سے کچھ کھایا نہیں تھا اس کی کمزوری تھی دوسرا کرسی لکڑی کی تھی وزنی تھی، اس تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ گر گئی۔۔ شازم اس کی طرف بڑھا تھا، ہاتھ بڑھایا اسے اٹھانے کے لیے جس پہ اس نے نفرت سے تھوکا تھا۔ اس کی اس حرکت پہ اک دم وہ غصے میں آیا تھا نیچے

زمین پہ جھک کے اس کے بالوں سے پکڑ کے اسے اٹھایا تھا وہ سسک اٹھی تھی تکلیف کی وجہ سے۔۔

نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھانا تو عادت ہے تم عورتوں کی۔۔"وہ غرایا تھا۔پھر ایک دم" سے اس کے بال چھوڑے، گہری سانس لی خود کو نارمل کرنا چاہ رہا تھا وہ اور کسی حد تک کامیاب بھی ہو گیا۔۔

میں ادھر جو کام کرنے آیا تھا بہتر ہے کہ مجھے کرنے دو ورنہ پچھتاوا تمھارے" حصّے میں ہی آئے گا۔اب کوشش کرنا کہ کوئی بھی ایسی حرکت نہ کرو جس پہ مجھے غصہ آئے۔۔"رشنا نے کوئی رسپانس نہیں دیا تھا۔۔

تمھاری وکیل سے ملا تھا میں، مجھے پتہ چلا کہ وہ تم سے مل کے تمھیں سمجھنا" چاہتی تھی کہ آرام سکون سے اپنے ماں باپ کی بات مان کے زندگی گزارو۔۔ حیرانی ہوئی سن کے؟ مجھے بھی ہوئی تھی۔افسوس ہو رہا کہ ایویں خواہ مخواہ میں تمھیں تکلیف دی۔۔ چلو اب تمھیں جو کرنا ہے کرو۔۔آزاد ہو تم۔۔اور ہاں بہت جلد ہماری شادی ہونے والی ہے۔۔ہماری مطلب میری اور تمھاری وکیل

کی۔۔آنا ضرور۔۔"آخری بات اس نے مسکراتے ہوئے کہی تھی۔۔رشنا نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا

نہیں یقین آرہا؟اس بات کی سچائی کا ثبوت تمھاری آزادی ہے۔۔"اور وہ اس" کے بعد کسی حد تک قائل ہوگئی تھی۔۔اس دن بھی سوہا اس سے ملنے آئی تھی تو اسے یہی لگا تھا کہ وہ اسے روکنے آئی ہے۔۔کسی حد تک وہ بدگماں ہو چکی تھی سوہا سے۔۔

:::

رات دس بجے کے قریب شازم گھر آیا تھا اور سیدھا سلطان آفندی کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔وہ نوک کیے بغیر روم میں داخل ہوا

مبارک ہو بچ گئی ہے وہ۔۔"جاتے ہی اس نے باپ کو فاتحانہ نظروں سے دیکھتے" ہوئے کہا

وہ تو بچ گئی ہے مگر لگتا تمھارا بچنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔اب تم اس گھر سے" ایک قدم بھی باہر نہیں نکالو گے، سمجھے!!! شازم اگر میرا دماغ گھوم گیا نہ تو کچھ بہت برا ہو جائے گا، اب تم وہی کرو گے جو میں کہوں گا۔۔"سلطان آفندی کا ضبط آخری انتہا پہ تھا، وہ صبح سے گھر سے غائب تھا نہ اتہ نہ کوئی پتہ۔۔

بابا جانی آپ نے جو کرنا تھا وہ کر لیا آپ نے۔ اگے بھی آپ نے جو کرنا ہے" کریں۔۔ مگر میں وہی کروں گا جو میرا دل کرے گا، آخر آپ کا خون ہوں کسی کی جی حضوری کرنا میرے خون میں نہیں ہے۔۔اس لئے یہ انرجی نہ ضائع کیا کریں "مجھ پہ۔۔۔

"ٹھیک ہے جو کرنا ہے کرو، مگر اگر کچھ بھی غلط ہوا تو میرے پاس مت آنا"

۔اب میں اتنا بھی گستاخ نہیں ہوں بابا جانی۔۔ کہ اپنا ہر مسئلہ خود سلجھاتا پھروں" ۔۔"وہ مسکراہٹ ان کی طرف اچھالتے ہوئے باہر نکل گیا۔۔ جبکہ سلطان آفندی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ہر چیز تہس نہس کر دے۔

:::

رات کی تاریکی چھٹ چکی تھی، صبح کی کرنیں ہر سو پھیل چکی تھیں۔ سوہا کو دوسرے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا مگر اسے ہوش ابھی بھی نہیں آیا تھا۔ زارا ہمدانی اس وقت اس کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھی۔۔ جبکہ موحد باہر تھا۔۔ باقی گھر والوں کو اس نے گھر بھیج دیا تھا کہ وہ لوگ فریش ہو جائیں اور کچھ دیر آرام کر لیں۔۔ مگر اب پریشانی کی بات یہ تھی کہ بارہ گھنٹے سے زیادہ ٹائم ہو گیا تھا مگر سوہا کو ہوش نہیں آیا تھا۔ لیکن ڈاکٹر کا کہنا تھا گھبرانے کی بات نہیں ہے اکثر کیسز میں ایسا ہو جاتا ہے۔

زارا ہمدانی اس کے سرہانے بیٹھیں اس کا سر سہلا رہیں تھیں

کتنی بد نصیب ہوں میں ایک بیٹی چھین لی گئی مجھ سے اور دوسری کو میں اپنی" خواہشات کی تکمیل کے لیے روند گئی۔ مجھے ایسے لگتا کہ میں تمھاری بہت بڑی مجرم ہوں۔۔" مسلسل آنسوان کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔ انھیں محسوس ہوا کہ سوہا کے جسم میں جنبش ہوئی وہ آہستہ آہستہ آنکھیں کھول رہی تھی۔۔

سوہا! میری جان!" جلدی سے اگے بڑھ کے اس کا ماتھا چوما تھا۔"

::

"سلطان صاحب شازم کے اریسٹ وارنٹ جاری ہو گئے ہیں۔۔سب میرے بس سے باہر ہو رہا ہے۔۔پہلے کی بات اور تھی مگر اب بات اوپر تک پہنچ گئی ہے میڈیا کا بڑا دباؤ ہے ہم پہ۔۔میں جتنی کوشش کر سکتا تھا، کی ہے مگر اب کچھ بھی میرے بس میں نہیں۔۔"

"تمھیں کس چیز کے پیسے دیتا ہوں میں ہر ماہ۔۔جب سارا کچھ میں نے ہی کرنا ہوتا ہے۔۔" سلطان آفندی غصے سے چنگاڑا تھا۔۔

"سلطان صاحب میں جتنی خدمت آپ کی کر سکتا ہوں اتنی کر رہا ہوں۔۔مجھے اپنی نوکری کی بھی پرواہ نہیں ہے۔۔اگر میں ایکشن نہ لیا تو میری نوکری جا سکتی ہے۔۔مگر میرے بعد کوئی نیا آئے گا وہ اس کیس کو اپنے طریقے سے ہینڈل کرے گا۔اس لئے میں آپ کو وقت سے پہلے آگاہ کر رہا ہوں۔۔یہ بندہ تو چوبیس گھنٹے آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔۔مگر آپ معاملے کی نوعیت کو بھی تو

سمجھیں۔اوپر سے اس وکیل پر حملے کاالزام بھی آپ کے سر آرہامگر وہ میں سنبھال لوں گاآپ دوسرامعاملہ کسی طرح سنبھالیں۔۔قبل از وقت ضمانت کروالیں فلحال۔۔باقی پھر دیکھتے۔۔"انسپکٹر نے مشورہ دیا تھا۔۔تبھی ملازم آیااور سلطان آفندی کے کان میں سر گوشی کی تھی۔۔

اچھاتم چلو بیٹھاوانھیں میں آتاہوں۔۔"اوراک دم سلطان کے مر جھائے" ہوئے چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی۔

خیریت؟"انسپکٹر نے ابرواچکائے"

ہاں خیریت ہی ہے۔۔تم جاؤاپنے طریقے سے سنبھالو معاملہ۔میں اپنے طریقے" سے سنبھالتاہوں۔۔"سلطان آفندی قدرے پر سکون تھااب۔

"ایک پتاانھوں نے پھینکااب میری باری ہے۔۔"

۔سب لوگ اس وقت سوہا کے گرد جمع تھے ڈاکٹر کے منع کرنے کے باوجود بھی۔۔۔۔سوائے جنید صاحب کے۔۔

تم نے ہمیں ڈرا ہی دیا تھا قسم سے۔۔ ہمیں لگا کہ بس اب گئی اب گئی۔۔۔۔ مگر" شاید فرشتے تمھیں ساتھ لے جانا ہی نہیں چاہتے تھے۔۔"موحد ہنستا ہوا شرارتا بولا تھا۔ جمشید صاحب نے اسے گھورا تھا

آپی سب سے زیادہ سانسیں تو ان کی سوکھی ہوئیں تھیں۔۔ جان حلق کو آئی ہوئی" تھی ان کی۔۔"شنایا نے آنکھیں گھمائیں تھیں ساتھ ہی۔۔

سوہا ہلکا سا مسکرائی تھی "مطلب کہ اور کسی کو پرواہ نہیں تھی میری؟" اس نے آبرو اچکائے تھے۔۔

نہیں اب میں نے ایسا تو نہیں کہا سب کی ہی سانسیں اٹکی ہوئیں تھیں۔"شنایہ" نے فوراً اپنی بات کی تصحیح کی۔۔

بیٹا بس اب تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ، پھر موحد کی شادی بھی دھوم دھام سے" کرنی ہے ہم نے۔۔"فاخرہ بیگم پہلی بار اتنے میٹھاس بھرے لہجے میں اس سے

مخاطب ہوئیں تھیں۔۔سوہا کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی تھی ایک سایہ سالہرایا تھااس کے چہرے پہ۔۔جبکہ موحد نے پہلو بدلا تھا

بالکل اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو اسی مہینے ہونی تھی شادی۔۔"پھپھو نے بھی گفتگو میں" حصہ ڈالا۔۔

آپی پوچھیں گی نہیں کہ خوش نصیب لڑکی کون ہے۔۔"شنایہ نے پھپھو کے پہلو" میں بیٹھی ہادیہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔جس پہ وہ جھینپ گئی تھی۔۔

کون ؟"اس نے مدھم آواز میں پوچھا تھا۔۔"

ارے دلہن اس وقت اس کمرے میں موجود ہے۔۔"سوہانے شنایہ کی نظروں" کے تعاقب میں دیکھا تھا تو اس کی نظریں ہادیہ پہ ٹھہر گئیں تھیں۔۔جس کے گال سرخ ہو رہے تھے۔۔

تبھی جنید صاحب داخل ہوئے تھے کمرے میں۔

"سب لوگ باہر جائیں، پولیس آئی ہے۔۔بیان ریکارڈ کرنے۔"

چلو یہ منحوس ماری پھر آگئی۔۔کرنا کرانا بعد میں اس نے کچھ ہے نہیں سوائے" وقت ضائع کرنے کے۔۔اوپر سے وہ انسپکٹر اسے تو دور سے ہی دیکھ کے پتہ چل

جاتا کہ لعنتیں پھری ہوئی ہیں اس کے منہ پہ۔۔" پھپھو انسپکٹر سے ہوئی آخری ملاقات یاد کرتے ہوئے ناگواریت سے بولیں۔۔

"آپا یہ بڑبڑ باہر کر لیجیئے گا فلحال چلیں باہر۔۔"

سب لوگ منہ کے زوایے بناتے اٹھ کے باہر چلے گئے انسپکٹر داخل ہوا اندر

تو محترمہ کیسے مزاج ہیں آپ کے ؟" وہ ایسے مخاطب ہوا جیسے صدیوں پرانی جان پہچان ہو دونوں کی

"بہت بہتر۔۔"

ہمم۔۔۔اگر آپ کی اجازت ہو تو آپ سے چند سوال پوچھنے کی گستاخی کر سکتا"

"ہوں۔۔؟

آپ کو اتنی اداکاری کی ضرورت نہیں ہے۔۔بغیر کسی اداکاری کے پوچھ سکتے "ہیں۔۔

انسپکٹر نے قہقہہ لگایا تھا

"کیا لگتا آپ کو یہ سب کون کروا سکتا؟ جانتی ہیں آپ اسے ؟"

نہیں "یک لفظی جواب آیا۔۔انسپکٹر نے حیرانی سے اس کے چہرے کی طرف"

دیکھا کیونکہ وہ کچھ اور ہی امید کر رہا تھا۔

"کسی پہ شک؟"

"نہیں! شک کی بناپر میں کسی کا نام نہیں لے سکتی۔۔"

ویسے سوشل میڈیا پہ اس حملے کو رشنا کے کیس سے جوڑا جارہا اور موردالزام"

سلطان آفندی کو ٹھہرایا جارہا۔۔"بات کر کے اب وہ اس کے چہرے کے تاثرات

بغور دیکھ رہا تھا۔۔

سلطان آفندی سے میری ذاتی کوئی دشمنی نہیں ہے۔۔اس لئے میں کچھ نہیں"

"کہہ سکتی اس بارے میں۔۔

"مگر آپ کا رشنا سے تو لینادینا ہے نہ۔۔"

تو یہ تفتیش آپ کو کرنی چاہیئے نہ۔کڑی سے کڑی آپ کو ملانی چاہیئے۔۔بیان تو"

"رشنا سکندر نے بھی پہلے دیا تھا۔۔کیا کیا تھا آپ نے اس پہ؟

"دیکھیں محترمہ اس نے خود بیان واپس لیا تھا اس بات کا طعنہ نہیں دے سکتیں آپ مجھے۔۔اور رہی بات سلطان آفندی کی تو بڑے لوگ ہیں بغیر ثبوت کے ہاتھ ڈالا تو نقصان ہمارا ہی ہونا ہے۔۔"

"تو ثبوت ڈھونڈنا کس کا کام ہے؟"

انسپکٹر کے ماتھے پہ بل پڑے تھے۔۔

"ہمیں ہمارا کام بتانے کی ضرورت نہیں۔۔ پتہ ہے ہمیں کہ کیا کیا کرنا ہے ہم نے۔۔ چلتا ہوں۔۔اپنا خیال رکھئیے گا۔"

سوہا نے کن اکھیوں سے جاتے ہوئے اس کی پشت کو دیکھا تھا.

"میں نے کہا تھا نہ میری بیٹی سے دور رہو۔۔ پھر کیوں کیا تم نے؟ایک بیٹی دے تو دی ہے تمھیں۔اسے برباد کر کے سکون نہیں ملا تمھیں۔۔؟" زارا ہمدانی اس وقت سلطان آفندی کے گھر میں کھڑی تھی۔۔آج دوسری دفعہ وہ اس گھر میں

آئی تھی آخری دفعہ اپنی بیٹی کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے اس گھر میں اس نے قدم رکھا تھا۔

"تمھاری اس بیٹی کو میں نے نہیں اس نے مجھے کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔۔اور رہی اس کی بات تو میں نے بھی تم سے کہا تھا کہ اسے میرے معاملات سے دور رکھو ورنہ ماری جائے گی۔۔ قسمت اچھی کہ بچ گئی ہے اگر اب بھی باز نہ آئی تو پھر نہیں بچے گی۔۔ قسمت ہر بار ساتھ نہیں دیتی یاد رکھنا زارا ہمدانی۔۔"وہ بھی اسی کے انداز میں بولا تھا۔۔

"وہ اب تمھارے راستے میں نہیں آئے گی۔۔ تم اپنے بیٹے کو سمجھالو وہ بھی اس کے راستے میں نہ آئے۔۔"

"وہ ہنسا تھا" سمجھدار ہو گئی ہو۔۔ نہیں آئے گا وہ بھی اب اس کے پیچھے۔۔

"یاد رکھنا سلطان اگر اب کچھ بھی ہوا اسے تو پہلی گولی میں تمھارے سینے میں اتاروں گی۔۔انجام کی پرواہ کیے بغیر۔۔"وہ شعلہ برساتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے بولی۔۔

سلطان آفندی نے قہقہہ لگایا تھا۔۔

ادائیں ابھی بھی جان لیوا ہیں تمھاری۔۔اگلے بندے کو گھائل کرنا جانتی ہو"وہ" شوخ لہجے میں بولا تھا

"بکواس بند کرو اپنی۔۔میں یہ سب کرد کھاؤں گی۔۔"

مطلب اب تمھارے ہاتھوں سے مرنے کے لیے تمھاری بیٹی کو پہلے مارنا پڑے "گا۔۔

اگر میرے ہی ہاتھوں سے مرنا ہے تو ابھی شوق پوری کر دیتی ہوں لاؤ دو" گن۔۔"وہ آگے بڑھی اور اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔۔

ابھی نہیں۔۔ابھی مجھے بہت سے کام کرنے ہیں۔۔وقت آنے پر خود آؤں گا" تمھارے پاس گن لے کے۔۔"وہ آنکھ دباتے بولا۔

وہ ضبط کی انتہا پہ تھی گہری سانس لی اور تیزی سے باہر نکل گئی۔۔

واہ بابا جانی واہ۔۔ایویں تو نہیں مجھ میں اتنا کمینہ پن کوٹ کوٹ کے بھرا ہوا۔۔"""

وہ جو کب سے پیچھے کھڑا تھا تالیاں بجاتے سامنے آ کے بیٹھ گیا۔۔

باپ آخر باپ ہوتا ہے۔"کالر جھاڑتے ہوئے کہا"

ایک بات میری کان کھول کے سن لو اب اگر میں نے تمھیں اس وکیل کے پیچھے گھومتے دیکھ لیا تو بہت برے طریقے سے پیش آؤں گا میں۔"اب کی بار وہ انگلی سے تنبیہہ کرتے بولے۔۔

شازم نے قہقہہ لگایا تھا۔۔"

"آپ نے کہہ دیا اور میں نے جیسے مان لیا۔۔"

شازم!!!"انھوں نے گھورا تھا۔۔"

اب ایک بات میں بولوں۔۔؟"اب کی بار وہ سیریس ہوا تھا۔"

سلطان آفندی نے آبرو اچکائے تھے۔۔

اس پورے معاملے میں آپ زینبِ کو نہیں گھسیٹیں گے۔چاہے کچھ بھی ہو"

"جائے۔۔

سلطان کے اعصاب تنے تھے۔

"اس ساری گفتگو میں اس کا ذکر کہاں سے آگیا۔۔؟"

آپ کی رگ رگ سے واقف ہوں میں, جانتا ہوں کہ کیا سوچ رہے ہیں آپ"

"اس لیے ہی پہلے تنبیہہ کی ہے۔۔

انھوں نے اس کی طرف دیکھا مگر بولے کچھ نہیں جیسے کسی گہری سوچ میں پڑ گئے ہوں۔۔

یار سوہا رئیلی سوری یار۔۔ قسم سے مجھے کچھ بھی پتہ نہیں "
تھا۔۔ سلیمان (ہسبینڈ) کا ایکسڈنٹ ہوا ہے۔۔ بس میں ادھر ہی مصروف تھی اسی کی ٹینشن میں تھی موبائل کو ہاتھ تک نہیں لگایا پچھلے چار پانچ دنوں سے۔ آج پتہ چلا مجھے۔۔ "سدرہ شرمندگی اور پریشانی میں کب سے بولتی چلی جا رہی تھی۔۔

"اوہ۔۔اب کیسی طبعیت سلیمان بھائی کی۔۔؟"

"بہتر ہے پہلے سے۔۔"

اللہ پاک انھیں صحت دے۔۔اور اب معافی مانگ کے مجھے شرمندہ مت "
کرو بار بار۔۔"

"شکریہ یارر۔۔میں آج شام کو چکر لگاؤں گی۔۔"

"ٹھیک ہے جناب۔۔"

"چلو صحیح ہے اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ۔۔"

اس نے جیسے ہی فون رکھا دروازے پہ دستک ہوئی تھی وہ چونکی کیونکہ کمرے میں جو بھی آتا تھا بنا دستک کے ہی آتا تھا۔۔

آجائیں۔۔"اس نے ہلکی سی آواز میں کہا۔۔"

رشانے دروازے سے منہ نکال کے دیکھا جیسے وہ اندر آنے سے جھجھک رہی تھی ۔۔سوہا مسکرائی تھی اسے دیکھ کے۔

"آجاؤ۔۔"

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آگے بڑھی پیچھے ہی اذہان تھا۔۔

السلام علیکم!"دونوں نے سلام کیا۔۔"

وعلیکم السلام"رشانے پھول اس کی طرف بڑھائے تھے جبکہ اذہان نے فروٹس" سائیڈ ٹیبل پہ رکھے۔۔

"کیسی ہیں؟"

ٹھیک تم سناؤ؟"اس نے اس کے چہرے کو دیکھتے پوچھا جو نظریں ملانے سے کترا"

رہی تھی۔۔

"میں بھی ٹھیک۔۔"

اذہان کو لگا تھا کہ وہ اگنور ہو رہا اچانک بولا

میں اذہان علوی۔۔!رشنا کا۔۔۔"اچانک بولتے بولتے رکا کیونکہ اگے اسے الفاظ"

نہیں ملے تھے۔۔

یہ میری دوست کے بھائی ہیں۔۔"رشنا نے جلدی سے صفائی پیش کی کہ کہیں وہ"

غلط مطلب ہی نہ لے لے۔۔

سوہا دونوں کے انداز پہ مسکرائی تھی۔۔

"ایم سوری۔۔"

"کس لیے؟"

اس دن میں نے آپ کے ساتھ روڈبی ہیو کیا۔۔اور یہ جو بھی ہوا میری وجہ سے"

ہوا۔۔"وہ آنسوؤں کو بمشکل روکتے بولی

ہاں جو روڈبی ہیو کیا اس کے لئے تو سوری بنتی ہے مگر۔۔۔وہ پل بھر کے لیے"
رکی۔۔یہ جو کچھ بھی ہوا اس میں تمھارا قصور نہیں ہے۔۔یہ سب میری اپنی ہی
"غلطیوں کی وجہ سے ہوا ہے۔۔
نہیں وہ گولی میرے لیے تھی۔۔اگر میں آپ کے ساتھ چلی جاتی تو کچھ بھی"
"نہیں ہونا تھا۔۔
تمھیں کس نے کہا وہ گولی تمھارے لئے تھی؟ وہ میرے لیے ہی تھی اس لیے"
ہی میرے حصے میں آئی،اور اب یہ کاش اگر مگر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے جو ہونا
"تھا وہ تو ہو چکا۔۔
آپ ہی سمجھائیں اسے کہ ادھر پیناڈول گولی کی بات نہیں ہو رہی جو یہ بار بار اک"
ہی بات کہتی کہ یہ گولی میرے لیے تھی۔۔"وہ کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ اذہان
نے درمیان سے ہی ٹوک کے کہا تھا اسے۔۔بدلے میں رشنا نے گھورا تھا اسے۔
تم میڈیا تک کیسے پہنچی؟"سوہا نے اچانک پوچھا۔۔"
ان کی وجہ سے۔۔"اس نے پاس بیٹھے اذہان کی طرف اشارہ کیا۔۔"
اس سے پہلے کہ وہ اسے کچھ کہتی دروازہ کھلا تھا اور

شازم پھولوں کا گلدستہ اٹھائے روم میں داخل ہوا، سامنے کا منظر دیکھ کے اس کے ماتھے پہ بل پڑے تھے۔۔ وہ قدم اٹھاتا آگے بڑھا۔۔

ہائے "مسکراتے ہوئے اس نے سب کو متوجہ کیا۔"

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ "دوسری جانب سے جواب آیا۔۔ جواب دینے" والے کو اس نے کڑے تیوروں سے گھورا تھا۔۔

یہ آپ کے لیے۔۔ "گلدستہ سوہا کی طرف بڑھایا۔۔ جسے اس نے ناچاہتے" ہوئے بھی تھام لیا۔۔

مائی سیلف اذہان علوی۔۔ "اذہان نے اس کی طرف مسکراتے ہوئے ہاتھ" بڑھایا۔۔

شازم آفندی، نام تو سنا ہو گا آپ نے۔۔ "اس نے بھی مسکراتے ہوئے اس کا" ہاتھ تھاما۔۔

جی تقریباً ہر کتے کام میں آپ کا ہی نام سنا ہے۔۔ ماشاءاللہ سے کافی فیمس ہیں" آپ۔۔ "اس کی بات سن کے سوہا نے بامشکل ہنسی روکی تھی جبکہ رشنا قہقہہ لگا گئی تھی۔۔ شازم نے تیزی سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا۔۔ اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔

"ماشاءاللہ سے کافی تمیز دار ہیں آپ۔۔"

مقابل نے قہقہہ لگایا تھا

"کیا کروں میں ایسا ہی ہوں منہ پھٹ۔۔"

واہ! پھر تو مزہ آئے گا۔ پی ایچ ڈی تو میں نے بھی کی ہوئی ہے بد تمیزی میں۔۔ پھر" کبھی سناؤں گا آپ کو۔۔۔" وہ واپس اپنی ٹون میں آیا تھا۔۔

ماشاءاللہ اللہ مزید ترقی دے۔۔ اپنی اس پی ایچ ڈی کو جلد از جلد کام میں لائیں یہ" نہ ہو کہ بعد میں وقت ہی نہ ملے اور ساری زندگی پچھتاوا رہے آپ کو اس بات "کا۔۔

میں کوئی بھی کام کر کے پچھتاتا نہیں ہوں اور نہ ہی انجام سے ڈرتا ہوں۔۔ اگر" یقین نہیں آتا تو اس سے پوچھ سکتے ہو۔۔" اس نے پاس بیٹھی رشنا کی طرف اشارہ کیا تھا اس کی بات سن کے رشنا کا چہرہ ہتک سے لال ہوا تھا جبکہ اذہان کا غصے سے۔۔

بکواس بند کرو اپنی۔۔ جو بھی بات کرنی مجھ سے کرو۔۔ اسے فضول میں بیچ میں" گھسیٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ اوہ یاد آیا عورتوں کا سہارا لینا تو تمھاری پرانی "عادت ہے۔۔

شازم غصے سے اس کی طرف بڑھا تھا

بس کرو تم لوگ۔۔۔اور تم چلے جاؤ یہاں سے۔۔یہ ہسپتال ہے۔۔یہاں مزید" ڈرامہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"سوہا شازم کو اشارہ کرتے چلائی تھی۔اس طرح اونچی بولنے پہ اسے کھانسی آئی تھی اور درد کی اک لہر دوڑی تھی اس کے جسم میں۔۔رشانے آگے بڑھ کے اسے پانی دیا تھا۔۔شازم نے غصے سے اذہان کو گھورا اور لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔

—

باہر آیا سامنے سے ہی اسے شانیہ اتنی دکھائی دی تھی جو اسے دیکھ کے ٹھٹھکی تھی مگر اگلے ہی لمحے چہرے پہ ناگواریت پھیل گئی۔۔

کیسی ہو؟"اس کے قریب آکے پوچھا"

"ٹھیک۔"

یقیناً تمھارے اس رویے کی وجہ آج کل کی خبریں ہیں جو میرے متعلق گردشِ کر "رہیں۔ہیں نہ؟

وہ رخ موڑ گئی تھی مگر بولی کچھ نہیں تھی۔۔وہ ناراضی اس طرح دکھا رہی تھی
جیسے ان دونوں کے درمیان کوئی بہت ہی گہرا رشتہِ تھا

ادھر تمھاری آپی نے آنکھیں ماتھے پہ رکھ لی ہیں اور ادھر تم نے منہ پھیلا یا ہوا" ہے۔۔وہ بھی مجھ سے اسی وجہ سے ناراض ہے۔۔بلکہ بدگماں ہے۔۔جانتی ہو آج ملنے آیا ہوں تو صحیح طریقے سے بات بھی نہیں کی۔۔اور اس سب کی وجہ وہ لڑکی ہے جو اس وقت اس کے پاس کمرے میں ہے۔۔کیسے پل بھر میں تمھاری آپی نے میری محبت کو فراموش کر دیا اس کی باتوں میں آکر۔۔ایک موقع تو دیتی مجھے۔۔مگر شاید اسے میری محبت پہ یقین ہی نہیں تھا۔۔"وہ تاسف سے ٹھنڈی آہ بھرتے بولا

شنایہ منہ کھولے اس کا چہرہ تک رہی تھی۔

" تم میرا ساتھ دو گی؟"

مگر وہ تو اس کی باتوں میں الجھی ہوئی تھی۔۔شازم نے اس کے سامنے چٹکی بجائی وہ جیسے ہوش میں آئی تھی۔۔ایک بار پھر اس نے اپنی بات دہرائی تھی۔۔

"ساتھ دو گی میرا؟"

"مطلب؟"

"مطلب اور کچھ نہیں تو کم از کم میری محبت حاصل کرنے میں۔۔"

وہ گڑبڑائی تھی "پتہ نہیں۔۔ مم۔۔میں کچھ نہیں جانتی۔۔" کہہ کے تیزی سے وہاں سے بھاگی تھی کیونکہ مزید اس میں کچھ بھی سننے کی برداشت نہیں تھی۔۔

وہ مسکرایا تھا اور قدم اٹھاتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

ہماری بیٹی نے جو بھی کہا وہ سب جھوٹ ہے۔ سلطان آفندی صاحب تو بہت اچھے انسان ہیں۔۔ان کا بیٹا شازم بھی بہت فرمابردار بیٹا ہے۔۔ ہماری بیٹی نے ان پہ جو الزام لگایا وہ سراسر جھوٹ ہے۔۔اصل میں اس میں بھی ہمارا ہی قصور ہے۔۔ایک اکلوتی بیٹی ہے وہ ہماری۔۔ غریب تھے ہم مگر اس کے باوجود اس کی ہر ضد پوری کرتے تھے۔۔اس کے منہ سے نکلنے سے پہلے اس کی ہر بات مانتے تھے۔۔اور یہی وجہ تھی کہ وہ ضدی اور خودسر ہو گئی۔۔ ہمیں نہیں پتہ وہ کب اور

کیسے شازم آفندی سے ملی۔ پسند کرنے لگی تھی اسے۔۔ جس کا اقرار اس نے کئی بار میرے سامنے کیا۔ میں اکثر سمجھاتی تھی اسے کہ وہ امیر لوگ ہیں اور ہم غریب، ہمارا ان سے کوئی جوڑ نہیں۔۔ مگر اس کے تو سر پہ جیسے بھوت سوار ہو گیا۔۔۔ اس نے شازم کو کہہ دی تھی اپنے دل کی بات۔۔ مگر اس کے انکار نے جیسے توڑ دیا ک ہی ای اسے۔۔۔ وہ بالکل چپ ہو گئی تھی۔ مگر کچھ دن بعد اس کے سر پہ بھوت سوار تھا کہ اسے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا ہے جو شازم نے کی۔۔ ہمارے لاکھ سمجھانے پہ وہ چپ ہو گئی ہمیں لگا کہ سمجھ گئی ہے۔۔ مگر کچھ دنوں بعد وہ گھر چھوڑ کے چلی آئی۔۔ بہت ڈھونڈا ہم لوگوں نے مگر اس کا کوئی اتہ پتہ نہ ملا۔۔ رسوائی کے ڈر سے پولیس کو بھی نہیں بتایا۔۔ ہم غریبوں کے پاس عزت ہی تو ہوتی ہے۔۔ مگر آج وہ بھی اس لڑکی نے خاک میں ملا دی۔۔" کہہ کے وہ پھوٹ پھوٹ کے رو پڑیں تھیں۔۔

رشنا بے یقینی کی کیفیت میں سکرین کو دیکھ رہی تھی۔۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ اس کی ماں تھی؟ "نہیں امی ایسا نہیں کہہ سکتیں۔۔" وہ صدمے میں بولی تھی اور ٹرانس کی سی کیفیت میں اٹھ کے سکرین پہ آتی ماں کے منہ پہ ہاتھ پھیرا

تھا۔۔علیزے نے آگے بڑھ کے اسے کندھوں سے تھاما تھا۔۔"علیزے! میری ماں ایسے کیسے کر سکتی ہے میرے ساتھ۔۔"وہ ابھی بھی صدمے میں تھی۔۔۔علیزے اسے تھام کے کمرے میں لے گئی تھی مگر وہ بار بار پیچھے مڑ کے سکرین کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

تین مہینے گزر چکے تھے مگر ان کی زندگیاں جیسے وہیں رکی ہوئی تھیں۔۔کیس عدالت میں تو پہنچ چکا تھا مگر عدالتیں بھی امیروں کے مطابق ہی چلتی ہیں۔تاریخ پہ تاریخ مل رہی تھی۔ادھر سلطان آفندی اور شازم کی طرف سے بالکل خاموشی تھی۔اس دن کے بعد شازم سوہا کے پیچھے نہیں آیا تھا وہ حیران تھی اس خاموشی پہ مگر جانتی تھی کہ ضرور اس کے پیچھے بھی کوئی بڑی وجہ ہوگی۔۔
دوپہر کا وقت تھا۔جولائی کی چنچلاتی دھوپ اپنے جوبن پہ تھی۔وہ صبح کی گھر سے نکلی تھی کسی کام کے لیے اس وقت گھر داخل ہوئی،گھر میں معمول سے ہٹ کے چہل پہل تھی۔وہ کمرے میں گئی سیدھی،فریش ہو کے کچن میں آئی۔۔مگر کچن میں ملازمہ کو دیکھ کے حیران ہوئی تھی۔

خیریت شمع! اس وقت کس کے لیے کھانا بنا رہی؟" اس نے پاس پڑی گا جر "
اٹھائی تھی اور دھو کے کھانے لگی۔۔

وہ صاحب جی، جو اکثر آتے ہیں دوپہر کو۔۔آپ کو کہاں پتہ ہو گا آپ تو گھر ہی "
"نہیں ہوتی۔۔

" آہاں!! مجھے چائے پینی۔۔ خیر تم کرو جو کر رہی ہو میں خود ہی بنا لیتی۔۔ "

ویسے چائے میں ابھی ہی بنائی تھی مہمان کے لیے، پڑی ہوئی ہے اگر آپ کہیں "
"تو وہ گرم کر دوں؟

میں کر لیتی ہوں خود ہی۔۔" چائے گرم کر کے کپ میں انڈیل کے وہ باہر آئی "
تھی۔۔دوسری طرف سے شنایہ آئی تھی وہ بھی کچن کی طرف ہی آ رہی تھی۔۔

شنایہ کون آیا ہے؟" جانے کیوں اسے تجسّس ہو رہا تھا۔ "

خود ہی دیکھ لیں۔۔" اس نے روکھے پن سے جواب دیا تھا۔ "

"تمھیں کیا ہوا ہے؟"

کچھ نہیں۔"اسے وہ اکھڑی اکھڑی سی لگی،وہ سر جھٹکتی کپ اٹھائے ڈرائنگ"
روم کی طرف بڑھی اس کا ارادہ صرف باہر کھڑے ہو کے دیکھنے کا تھا۔۔وہ جیسے
جیسے بڑھ رہی تھی اندر سے آتی آواز صاف ہوتی جا رہی تھی۔
انکل آپ کا یہ رویہ بجا ہے۔ مگر میں نہیں جانتا سوہا نے کبھی اس بارے میں ذکر"
کیا ہو گا کہ نہیں دراصل میں اور سوہا ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔اس کی
جب پہلے شادی ہوئی تھی تب بھی اس نے آپ کی محبت کے لیے اپنی محبت کو
قربان کر دیا تھا۔اس کے بعد جو بھی ہوا ایم سوری لیکن وہ سب میرے بس میں
نہیں تھا میں مجبور تھا۔جانتا ہوں میں نے جو بھی کیا وہ غلط تھا لیکن میرا یقین کریں
انکل میری نیت غلط نہیں تھی۔اور اب جو الزام لگا ہے مجھ پہ آپ نے دیکھا ہی ہو
گا اس لڑکی کے ماں باپ تک اسے جھوٹا کہہ رہے۔ان شاءاللہ بہت جلد میں اس
کیس سے بری الزما ہو جاؤں گا۔۔بس آپ کو میری مدد کرنی ہے۔ سوہا ان سب کی
وجہ سے مجھ سے بدگماں ہے۔ لیکن یہ سب وقتی ہے جانتا ہوں میں کہ آج بھی
اس کے دل میں کہیں نہ کہیں لازمی ہوں میں۔ سب آپ۔۔۔۔۔۔"اس سے

ڑی تھی اس کی کھ پہلے وہ کچھ اور بولتا وہ تیزی سے اندر آئی تھی وہ جو باہر برداشت جواب دے گئی تھی

"تو دکھا ہی دیا تم نے اپنا گھٹیا پن۔۔میں بھی سوچ رہی تھی کہ اتنی آسانی سے تم پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔کچھ نہ کچھ تو گھٹیا پلین ہو گا تمھارا۔تو یہ تھا تمھارا گھیٹا پن۔دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔" وہ چلائی تھی۔

"سوہا! یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا۔بات بیٹھ کے تمیز سے بھی ہو سکتی ہے۔۔"

"پاپا اس شخص کا اصلی چہرہ دیکھنے کے بعد اس کو برداشت کرنا مشکل ہے اور آپ بیٹھ کے بات کرنے کی بات کر رہے۔۔مجھے آپ پہ حیرت ہو رہی اتنا سب ہونے کے باوجود یہ اس گھر میں بیٹھ کے آپ کے سامنے بکواس کر رہا اور آپ سن رہے تھے۔۔"

"انف از انف سوہا۔ناراضی اپنی جگہ لیکن تم میری انسلٹ کر رہی ہو۔۔"

اوہ رئیلی ؟؟ مطلب آپ کی بھی عزت ہے.. اتنی ہی بے عزتی محسوس ہو رہی تو"
یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو شرم سے ڈوب مرو۔۔ لیکن تم جیسے
"انسان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس بہت ہو گیا سوہا۔اب میں مزید تمھاری زبان سے ایک لفظ نہ سنوں۔"جنید"
صاحب اس کی بات درمیان سے ہی کاٹ کر اس پہ چلائے تھے۔فاخرہ بیگم جو سو
رہیں تھیں شور سن کے وہ بھی بھاگی آئیں تھیں شنایہ بھی دروازے میں ہی کھڑی
تھی۔

شازم بیٹا تم جاؤ۔دماغ خراب ہے اس کا۔اب دوسروں کا کرنے پہ تلی ہوئی۔""
وہ شازم سے مخاطب ہوئے تھے۔

انکل میں اب تو جا رہا ہوں مگر اسے سمجھائیے گا بہت غلط کر رہی یہ،بعد میں"
پچھتائے گی۔"وہ سوہا کی طرف دیکھتا ذو معنی بات کہہ گیا تھا۔وہ تو چلا گیا مگر پیچھے
بہت سے سوال چھوڑ گیا تھا سوہا کے لئے۔

تم اشعر سے شادی توڑنے کے پلین میں انولو تھی اس کے ساتھ ؟"اس کے" جاتے ہی باپ کی طرف سے پہلا سوال آیا تھا۔جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

"کیا مطلب ؟آپ مجھ پہ شک کر رہے ؟"

نہیں تصدیق کر رہا ہوں۔تا کہ بعد میں تمھیں یہ گلہ نہ رہے کہ مجھے صفائی کا" موقع ہی نہیں دیا گیا۔۔"وہ سپاٹ لہجے میں بولے تھے۔۔ جبکہ وہ ہونقوں کی طرح ان کا منہ تک رہی تھی۔۔

"کچھ بولو گی ؟"

اب جب آپ کو اس کی باتوں پہ یقین ہے تو میرے کچھ کہنے کا فائدہ ہی نہیں" ہے۔مجھے میرے گھر والوں کے سامنے ہی صفائی پیش کرنی پڑ رہی ہے۔ باہر والے "تو پھر باتیں کریں گئے ہی۔۔

"بس تم اتنا بتاؤ وہ جو کچھ بھی کہہ کے گیا سچ ہے یا جھوٹ ؟"

"جھوٹ. ایک ایک لفظ جھوٹ پہ مبنی تھا۔"

تواس نے شادی کیوں تڑوائی؟ پاگل تھا وہ؟اسے کیا ملنا تھا یہ سب کر کے۔ کوئی تو" آس امید دلائی ہو گی نہ تم نے۔ تمھاری طرف سے کچھ نہ کچھ تو تھا نہ جو اس نے اتنا بڑا قدم اٹھایا۔۔" یہ سوال نہیں تھا۔ بلکہ اسے سنایا گیا تھا کہ اب اس کی دلیلیں، صفائیاں کسی کام کی نہیں۔

"تمھیں ایک بار بھی شرم نہیں آئی باپ کی عزت سے کھیلتے ہوئے۔؟"

"پاپا میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس سے آپ کی عزت پہ حرف آئے۔"

آخر کو نکلی تم اپنی اس ماں کی ہی بیٹی۔ تمھیں اس سے چھین کے اس لئے پالا تھا"

"کہ اس کا سایہ بھی تم پہ نہ پڑے۔ مگر خون آخر خون ہوتا۔ وہی گندا خون۔۔۔

بس کریں پاپا! ماں کا پیچھا چھوڑ دیں۔ خون کو گالی دینے سے پہلے سوچ لیں کہ " میری رگوں میں آپ کا بھی خون ہے۔۔" وہ آگے بڑھے تھے اور تھپڑ رسید کیا تھا اس کی گال پہ۔ یہ پہلا تھپڑ پڑا تھا باپ سے اسے۔

"دفعہ ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے۔۔"

دو آنسو نکل کے اس کی گال پہ بہے تھے وہ مڑی اور تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔ دروازہ بند کر کے اس دن بہت روئی تھی وہ، اس کے باپ کا اس کے ساتھ پہلے جیسا بھی رویہ تھا مگر آج ان کے رویے نے توڑ دیا تھا اسے۔۔

وہ ٹیرس پہ بیٹھی کسی کتاب میں مگن تھی۔ہارن کی آواز سنائی دی جس پہ اس نے لمحے بھر کے لیے گردن اٹھا کے دیکھا پھر مصروف ہو گئی کتاب میں۔۔اذہان اندر آیا علیزے ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی پہ کچھ دیکھ رہی تھی۔۔

"علیزے! رشنا کہاں ہے؟"

خیریت تو ہے نہ آتے ہی رشنا! نہ سلام نہ دعا بہن بھی ادھر ہی رہتی ہے اس کا" بھی پوچھ لیا کریں۔۔" وہ شرارتا بولی تھی۔

"بہن نے ادھر ہی رہنا ہے۔ بعد میں پوچھ لوں گا۔۔ کہاں ہے وہ؟"

"اوپر۔ جائیں کر لیں دیدار تا کہ آپ کی بے قرار روح کو سکون مل جائے۔۔"

یہ فضول بکواس اس کے سامنے مت کر دینا۔۔" وہ خفا ہوا تھا اور ساتھ ہی"
سیڑھیاں چڑھ کے اوپر چلا گیا۔۔
کیا پڑھ رہی؟" اسے کتاب میں مگن دیکھ کے پوچھا"
کچھ نہیں۔بس ویسے ہی کتاب مل گئی تو پڑھنی شروع کر دی اور کوئی کام بھی تو"
"نہیں ہے نہ۔
"تمھارے لیے ایک خوشخبری لایا ہوں۔"
"کیا؟اب تو عرصہ ہو گیا کوئی خوشی کی خبر سنے۔"
اس رات شازم کے ساتھ جو لوگ تھے ان میں سے ایک ہمارے قبضے میں"
ہے۔اب اس سے سب کچھ اگلوانا ہے۔اس کے ذریعے باقی سب تک پہنچے گے اور
"ان سے پھر شازم تک۔۔
"کیا یہ سب ممکن ہے؟"
"!بالکل۔۔"
اب تو یہ سب ایک خواب سا لگتا ہے۔" اس نے گہری سانس لی تھی۔"

بہت جلد یہ خواب حقیقت میں بدلنے والا ہے۔بس تم دعا کیا کرو۔اور جہاں اتنا" صبر کیا ہے وہاں کچھ دن اور صحیح۔اس بار بازی ہمارے ہاتھ میں ہو گی۔ان شاءاللہ "اس پیشی پہ ہم جیت جائیں گے اور یہ کیس ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے گا۔

کیس صرف عدالت سے بند ہو گا میری زندگی سے نہیں۔"وہ مدھم آواز میں" بولی تھی۔

رشنا!!ماضی چاہے اچھا ہو یا برا اسے بھلا دینا ہی بہتر ہوتا ہے۔اگر آپ پیچھے مڑ" کے ہی دیکھتے رہو گے تو زندگی میں کبھی بھی آگے نہیں بڑھ پاؤ گے۔اور نیکسٹ "ٹائم میں تمھارے منہ سے اس طرح کی مایوسی کی باتیں نہ سنوں۔۔

اس نے نظریں اٹھا کے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا مگر زیادہ دیر اس کی آنکھوں میں نہ دیکھ سکی اور نظریں جھکا گئی۔

اب کیا ہوا؟"اسے یوں چپ دیکھ کے پوچھا"

کچھ نہیں سوچ رہی ہوں کہ جہاں میرے ماں باپ نے میرا ساتھ نہیں دیا ڈر کی" وجہ سے پیچھے ہٹ گئے۔ حتیٰ کہ میرے خلاف بھی بولنے سے گریز نہیں کیا۔ "آپ کا بہت شکریہ۔کون کرتا ہے کسی کے لئے اتنا۔۔

وہ مسکرایا تھا"ہر کسی کو اپنی جان بچانے کا حق ہوتا ہے۔ تمھارے ماں باپ نے جو کیا وہ اپنی جگہ ٹھیک تھے۔اور رہی بات میری تو ہو سکتا میں بھی خود غرض ہوں، "یہ سب کسی مجبوری کے تحت کر رہا ہوں۔۔

مطلب؟"وہ الجھی تھی"

وقت آنے پہ بتادوں گا۔ چلو آجاؤ نیچے کھانا لگ گیا ہو گا۔"وہ کھڑا ہوتا بولا۔اور" سیڑھیوں کی جانب بڑھا وہ بھی سوچوں میں گم اس کے پیچھے آئی تھی۔

انتہائی غصے میں وہ گھر میں داخل ہوا تھا اور سیدھا سلطان آفندی کے کمرے کی طرف گیا بغیر دستک دیے اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا تھا۔

میں نے کہا تھا نہ آپ کو کہ زینب کو ان سب دور رکھئے گا۔ پھر وہ پاکستان میں کیا" کر رہی ہے؟ کیوں بلوایا آپ نے اسے واپس؟"وہ اونچی آواز میں گرجا تھا۔

"آواز آہستہ برخوردار! یہ کونسا طریقہ ہے بات کرنے کا؟"

میرا پھر وہی سوال ہے کہ اسے پاکستان کیوں بلوایا آپ نے؟"اب کی بار وہ دھیمے مگر سخت لہجے میں بولا تھا۔

" بیٹی ہے وہ میری۔ نہیں بلوا سکتا کیا؟"

بیٹی؟؟ وہ استہزایہ ہنسا تھا"

بابا جانی یہ ڈرامے آپ میرے سامنے مت کریں، اچھی طرح جانتا ہوں کتنی محبت ہے آپ کو اپنی بیٹی سے۔اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اسے کیوں بلوایا ہے ادھر۔ ایک بات میری یاد رکھیئے گا اگر زینبِ کو کچھ بھی ہوا تو میں۔۔۔۔" وہ بات ادھوری چھوڑ گیا تھا

"تو؟ کیا تو؟ باپ کو مار دو گے؟ ہاں؟ بولو۔۔"

نہیں۔مجھے بچانے کے لیے یہ سب کر رہے ہیں نہ تو میں خود کو ہی ختم کر لوگا۔" سارا قصہ ہی ختم۔"شعلہ برساتی آنکھوں سے باپ کی طرف دیکھتا وہ جس تیزی سے آیا تھا اسی تیزی سے باہر نکل گیا۔

اس کے جاتے ہی انھوں نے کسی کا نمبر ملایا تھا۔

تمھیں کہا تھا نہ کہ کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیئے۔پھر تمھارے اس باپ کو کیسے "
خبر ہوئی؟"وہ گرجے تھے

کک کون؟کسے پتہ چلا۔؟میں نے کسی کو نہیں بتایا۔۔"دوسری طرف سے
آواز آئی تھی۔

"پھر تمھارا باپ آ کے بتا گیا؟"

"ہو سکتا بی بی جی نے خود بتایا ہو کسی کو۔۔"

الو کی پٹھی نہیں ہے وہ کہ میرے منع کرنے کے باوجود کسی کو بتائے۔تم لوگوں
سے تو میں بعد میں نمپٹتا ہوں۔۔"غصے سے کہہ کے فون بند کر کے بیڈ پہ پٹخا تھا۔

—

وہ ناشتہ ساتھ نہیں کرتی تھی مگر اب رات کا کھانا لازمی سب کے ساتھ کھاتی
تھی۔آج دوسرا دن تھا وہ رات کے کھانے کے ٹیبل پہ نہیں تھی۔حیرت کی بات

کہ اسے کوئی بلانے بھی نہیں آیا تھا۔اس کی دو دن سے گھر میں کسی سے بات نہیں ہوئی تھی حتیٰ کہ اتناسب ہونے کے باوجود موحد بھی نہیں آیا تھا اس کے پاس۔شاید وہ بھی بدگماں ہو گیا تھا اس سے۔رات کا نجانے کونسا پہر تھا اسے بھوک محسوس ہوئی وہ اٹھی کچن میں گئی، کھانا گرم کرکے واپس کمرے میں لا رہی تھی کہ شنایہ کمرے سے نکلی تھی۔۔وہ اسے دیکھ کے رک گئی۔

خیریت اس وقت تک جاگ رہی ہو؟"وہ جلدی سونے کی عادی تھی اس لیے" اسے حیرت ہوئی تھی اسے جاگتا دیکھ کے۔

آپ سے مطلب؟میں جب مرضی سوؤں جاگوں آپ کون ہوتیں میری ٹوہ" لینی والی؟۔۔"وہ انتہائی بدتمیزی سے گویا ہوئی تھی۔

صرف ایک سادہ سا سوال پوچھا تھا میں نے اس میں اتنی بدتمیزی والی کیا بات" تھی۔اور کچھ نہیں تو بندہ بڑی ہونے کا ہی لحاظ کرلے۔"وہ حیران ہوئی تھی اس کے رویے پہ۔

بڑی ہیں تو مطلب کچھ بھی کریں گی؟ویسے ایک بات پوچھوں؟شازم سے دل" "بھر گیا تھا آپ کا؟

اس کی بات سن کے اس کا دماغ گھوما تھا اس کا ضبط کھو گیا ایک ہاتھ میں کھانا تھا دوسرے ہاتھ سے زوردار تھپڑ رسید کیا تھا اسے۔

آج کے بعد اس طرح کی بکواس کرنے سے پہلے سوچ لینا۔۔"وہ غصے سے لفظ چبا" چبا کے بولی تھی۔اور کمرے میں چلی گئی۔جبکہ شنایہ ابھی بھی گال پہ ہاتھ رکھے منہ کھولے وہاں کھڑی تھی۔جو زہر شازم نے اس کے اندر بھرا تھا وہ اب اس کے اگل رہی تھی وہ۔۔

کمرے میں آ کے اسے لگ رہا تھا کہ اس کا سانس اکھڑ رہا،ایک ہی سانس میں اس نے ایک گلاس پانی اپنے اندر انڈیلا تھا۔اس کا تنفس تیز تیز چل رہا تھا۔چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔وہ کم از کم شنایہ سے اس بات کی توقع نہیں کر رہی تھی۔۔اسے لگ رہا تھا کہ اب اس گھر میں ایک دن بھی رہنا محال ہے اس کے لئے،اگر وہ مزید ایک دن بھی رہی تو ڈپریشن کا شکار ہو جائے گی۔وہ کچھ سوچتے ہوئے اٹھی اور ضرورت کی چیزیں سمیٹنا شروع کر دی۔۔

اتوار تھا آج، رات دیر سے سونے کی وجہ سے اس کی آنکھ صبح دیر سے کھلی تھی۔

اس نے وقت دیکھا تو گیارہ بج چکے تھے۔ وہ اٹھی فریش ہوئی، ناشتہ تو اس نے کرنا نہیں تھا۔ کچھ لمحے اس نے اٹیچی کیس کو گھورا پھر اسے گھسیٹتے ہوئے باہر کی جانب چل پڑی۔ اس سے پہلے کہ وہ گھر کے دروازے سے باہر قدم رکھتی۔ اسے آواز آئی تھی

"کہاں جا رہی ہو؟"

وہ مڑی "سنا تھا جس گھر میں آپ کی عزت نہ ہو اس گھر میں آپ کو مزید نہیں رہنا چاہئیے۔"

تم اس گھر سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکالو گی۔۔" جنید صاحب سخت لہجے میں" بولے تھے۔ مگر پرواہ کسے تھی اس نے ایسے جیسے ان سنا کر دیا تھا ابھی ایک قدم بڑھایا ہی تھا کہ پھر اس کے کانوں میں آواز پڑی تھی جسے سن کے وہ رک گئی تھی۔

اگر تم اس نے اس گھر سے ایک قدم بھی باہر نکالا تو میرا مرا ہوا منہ دیکھو" گی۔" تیزی سے مڑ کے باپ کی طرف دیکھا تھا ان کا چہرہ سپاٹ تھا۔

اس گھر سے صرف ایک ہی صورت میں جاسکتی ہو۔۔۔۔شادی کر کے۔۔۔میں" مزید کوئی بھی بدنامی اپنے سر نہیں لے سکتا۔لوگوں کو جواب دہ ہوں میں۔کیا جواب دوں گا۔؟

آپ کو صرف لوگوں کو جواب دہ ہونا ہے؟"وہ سوالیہ نظروں سے ان کی طرف" دیکھ رہی تھی۔وہ نظریں پھیر گئے تھے۔

میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا اگر تمھیں میری عزت کا ذرا سا بھی خیال ہے تو اس گھر" سے قدم باہر نہیں رکھو گی۔"اپنا فیصلہ سنا کے وہ جا چکے تھے۔۔وہ کچھ لمحے وہاں کھڑی زمین کو گھورتی رہی پھر مرے قدموں سے واپس اندر کی طرف بڑھ گئی۔

شام کا وقت تھا۔آسمان پہ گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔جس کی وجہ سے ہوا میں خنکی تھی۔دن بھر کی ساری گرمی غائب ہو چکی تھی۔شازم جو فون کان کو لگائے کھڑکی میں کھڑا باہر موسم کا جائزہ لے رہا تھا اس کا شاید کہیں جانے کا ارادہ تھا۔فون بند کر کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھ کے کچھ دیر کھڑکی میں کھڑا سوچتا رہا پھر

اچانک گاڑی کی چابی اور موبائل اٹھا کے باہر کی جانب بڑھ گیا۔اس کی گاڑی ایک ہوٹل کے باہر رکی تھی اب ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی تھی۔اس نے فون نکالا اور کسی کا نمبر ملایا تھا تھوڑی دیر بیل جانے کے بعد فون اٹھالیا گیا۔۔

جس ہوٹل میں تم ٹھہری ہو میں اس کے باہر کھڑا ہوں۔دو منٹ کے اندر اندر "

" باہر آؤ۔

"زینب بوکھلائی تھی"آ۔آپ کو کس نے بتایا کہ میں پاکستان ہوں؟

"جس نے بھی بتایا تم باہر آؤ۔۔"

میں نہیں آؤں گی جب تک بابا نہیں کہیں گے۔"وہ اٹل لہجے میں بولی۔"

"ضدمت کرو زینب سیدھے طریقے سے باہر آجاؤ۔"

"نہیں۔۔"

ٹھیک ہے میں اندر آرہا ہوں۔پھر جو ہو گا اس کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔۔"وہ"

دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔۔

"نن۔۔نہیں میں آتی ہوں۔۔مگر وعدہ کریں بابا کو نہیں بتائیں گے آپ۔۔"

اوہ کم اون تمھیں لگتا کہ بابا میری یہاں آمد سے انجان ہوں گے۔ ہر وقت ان"
"کے چمچے میرے پیچھے ہوتے ہیں۔ خیر کچھ نہیں ہو گا تم باہر آؤ۔
جی رکیں آتی ہوں۔"ٹھیک پانچ منٹ بعد وہ اس کی گاڑی میں تھی۔"
"بولیں۔۔؟جو بات بھی کرنی ادھر کریں جلدی۔۔"
وہ اس کی بات ان سنی کر کے گاڑی بھگا چکا تھا۔"بھائی۔۔۔۔۔۔۔"وہ چلائی تھی
مگر وہ ان سنی کر چکا تھا۔

&&&

صبح کے واقعے کے بعد اس کا دل ایسے جیسے خالی ہو گیا تھا اس کے بعد سے وہ کمرے میں بند تھی شاید رو رہی تھی اس نے اٹھ کے کھڑکی سے دیکھا باہر ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔اسے گھٹن محسوس ہونے لگی تھی کمرے میں۔فریش ہو کے اس نے چینج کیا۔بیگ اٹھایا اور کمرے سے باہر آ گئی وہ ماں سے ملنے جا رہی تھی اچانک ہاتھ میں پکڑا فون بجا۔نمبر دیکھ کے اس نے کال اٹینڈ کی۔
السلام علیکم!"دوسری طرف اذہان تھا۔"
"وعلیکم السلام!کیسے ہو؟"

"میں ٹھیک۔۔ معذرت آپ کو اس بندہ ناچیز نے ڈسٹرب کیا۔"

"نہیں۔ایسی کوئی بات نہیں۔ کہاں تک پہنچا کام؟"

اسی کے لئے فون کیا تھا آپ کو۔ وہ بڑا پکا ہے نہیں زبان کھول رہا اس کا کہنا ہے"

"کہ مر جاؤں گا مگر تم لوگ میری زبان کبھی نہیں کھلوا سکو گے۔

ظاہر ہے شازم آفندی جیسے ڈھیٹ بندے کا دوست ہے اثر تو ہو گا نہ۔۔ خیر ان"

سے نمپٹنے کے لیے ان جیسا ہی بننا پڑے گا۔" وہ ہلکا سا مسکرائی تھی گاڑی کا دروازہ کھول کے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی۔

"تو کیا کرنا؟"

اس کی فیملی کا پتہ کروایا ہے میں نے۔اس کی بیوی ادھر لاہور میں ہی ہے۔۔اور"

ہاں اسے مبارک باد دینا ماشاءاللہ سے بیٹی ہوئی ہے اس کی دو دن پہلے۔"اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

"یعنی میں جو سمجھ رہا ہوں آپ وہی کہہ رہیں؟"

بالکل۔۔اس کی بیوی کو کچھ بھی پتہ نہیں اس کے بارے۔ پسند کی شادی"

"ہے۔ موصوف کو بہت محبت ہے اپنی بیوی سے۔

ہاہا۔۔ سمجھ گیا۔۔آپ فکر ہی نہ کریں۔دو دن بعد خوش خبری سناؤں گا آپ"
"کو۔

"کوئی جلدی نہیں۔۔۔دس دن ہیں ابھی ہمارے پاس۔۔آرام سے کرو۔۔"
آپ ڈرائیو کررہی؟"ہارن کی آواز سن کے پوچھا تھا اس نے۔"
" ہاں امی کے گھر جارہی"

آہاں اچھی بات ہے بارش میں ماں کے ساتھ انجوائے کیجیئے گا۔۔ خیر رکھتا ہوں"
"!فون اللہ حافظ

اس نے فون بند کر کے ڈیش بورڈ پہ رکھا اور نظریں سامنے سڑک پہ مرکوز کی تھیں۔۔

&&&&

گاڑی ایک جھٹکے سے ایک گھر کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔زینب نے حیرانی سے اس گھر کی طرف دیکھا پھر شازم کی۔۔

کس کا گھر ہے یہ ؟"اسے گاڑی سے نکلتا دیکھ کے بولی تھی جبکہ وہ کوئی بھی جواب" دیے بنا اس کی طرف آیا۔۔دروازہ کھولا اور اسے بازو سے پکڑ کے نکالا۔

یہ کیا طریقہ ہے ؟" وہ سب کچھ نظر انداز کیے اسے بازو سے پکڑ کے اندر لے گیا" تھا. گیٹ پہ چوکیدار نے روکا تھا اسے۔

او بھائی میں کوئی دہشت گرد نہیں ہوں مجھے زارا ہمدانی نے خود بلایا ہے۔ان کا" ہونے والا داماد ہوں۔" چوکیدار نے سر تا پیر اس کا جائزہ لیا تھا۔۔

ہو گیا ایکس رے اب جاؤں ؟" وہ بے زاریت سے بولا، چوکیدار منہ بسورتے " پیچھے ہو گیا تھا۔ وہ اندر چلا گیا۔ زینب کا ہاتھ ابھی بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ پیچھے سے بڑبڑایا تھا۔

" بڑا ہی کوئی بد تمیز داماد رکھا ہوا میڈم نے۔۔"

اس نے لاؤنج میں جا کر زینبِ کا ہاتھ چھوڑا تھا زارا ہمدانی لاؤنج میں ہی بیٹھی ہوئیں تھیں موبائل میں مگن۔

سنبھالیں آپ بیٹی کو۔" اچانک آواز پہ زارا بیگم نے گردن اٹھائی تھی۔ سامنے " شازم کو کھڑا دیکھ کے ان کے ماتھے پہ بل پڑے تھے۔ اس کی بات پہ غور نہیں کیا تھا انھوں نے۔

"تم ادھر کیا کر رہے ہو ؟"

آپ کی امانت تھی ہمارے پاس وہی دینے آیا ہوں۔۔"زینب نے الجھن سے "
شازم کی طرف دیکھا تھا۔

"کیا؟"

"آپ کی بیٹی۔۔زینب سلطان۔۔ سنبھالیں اسے ورنہ کھو بیٹھیں گیں۔۔"
کیا مطلب ہے؟آپ؟؟......زینب کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ شازم نے"
درمیان میں ہی ٹوک دیا تھا۔

یہ والدہ محترمہ ہیں آپ کی۔۔ بابا کو اتنی نفرت کیوں ہے تم سے اس کی اصل"
وجہ یہ ہیں۔ہمارے والد محترم کی دوسری بیوی۔۔دوسری سابقہ بیوی۔۔۔۔"
فوراً تصحیح کی تھی۔اچانک زینب کے سر پہ بم پھوڑ رہا تھا وہ اتنی بڑی بات زینب کے
لیے بہت بڑی بات تھی مگر اس کے لئے یہ کوئی عام سی بات تھی۔

اور ہاں بابا نے تمھیں پاکستان بلایا ہی انھیں بلیک میل کرنے کے لیے۔۔اصل"
میں ان کی ایک اور بیٹی بھی ہے۔۔وکیل صاحبہ تمھاری سوتیلی بہن سارا پنگا ہی
اس کا ڈالا ہوا میرے خلاف کیس لڑ رہی محترمہ۔۔اسی کی وجہ سے بابا اب تمھیں
استعمال کرنا چاہتے۔۔مجھے بچانے کے لیے۔۔"وہ ہلکے پھلکے انداز میں روانی میں

بولتا جارہا تھا اپنی عادت کے مطابق بغیر کوئی سسپینس پیدا کیے بنا زینب کی حالت کو سمجھے کہ پورے تئیس سال بعد اسے بتایا جارہا تھا جسے وہ اپنی ماں سمجھتی رہی وہ اس کی ماں نہیں زینبِ کو لگ رہا تھا کہ وہ مذاق کر رہا۔۔زارا بیگم تو اس وقت پتھر کا مجسمہ لگ رہیں تھیں۔۔۔

"آپ مذاق کر رہے ہیں نہ؟"

اتنا گھٹیا مذاق میں کیوں کروں گا تم سے۔ تمھیں اب ان کے پاس ہی رہنا"

"ہے۔۔جب تک میں باقی معاملات سے فارغ نہیں ہو جاتا۔۔

"فضول باتیں بند کریں چلیں یہاں۔۔"

میں کوئی فضول بات نہیں کررہا۔مزید کنفرم کرنے کے لیے بابا سے پوچھ" لینا۔۔میں تمھیں خود ان کے پاس لے کے جاؤں گا۔۔مگر اب نہیں۔۔ابھی "تمھیں ادھر رہنا ہے۔

میں کوئی دودھ پیتی بچی ہوں؟ جو آپ لولی پاپ دے کے چپ کروادیں گے۔اپنا" اچھا برا جانتی ہوں۔اگر آپ سچ بھی کہہ رہے تو بھی مجھے ادھر نہیں رہنا۔۔آج برسوں بعد ماں زندہ ہو گئی۔واہ۔۔جا رہی ہوں میں مجھے کسی کے پاس نہیں

رہنا۔۔اکیلا چھوڑ دیں مجھے۔"اس نے ایک قدم بڑھایا ہی تھا باہر کی جانب کہ شازم اس کے سامنے آیا تھا۔

"کہا نہ کہیں نہیں جاؤ گی تم۔"انتہائی سخت لہجے میں بولا تھا مگر اگلے ہی لمحے اس کی آنکھوں میں جھانکا جو آنسوؤں سے لبریز تھیں۔۔

"زینب تمھارا برا نہیں چاہو گا۔۔ تمھارے بھلے کے لیے ہی کہہ رہا ہوں۔۔"اس کا چہرہ تھپتھپاتا بولا تھا۔

"بھلا؟ ہونہہ۔۔جائیں یہاں سے مہربانی ہو گی آپ کی۔یہاں ہر کوئی اپنے فائدے کے لیے سب کرتا ہے دوسرے کے جذبات احساسات کوئی معنیٰ نہیں رکھتے۔"وہ رخ موڑ گئی تھی۔شازم نے ایک نظر اس پہ ڈالی پھر زارا ہمدانی کی طرف متوجہ ہوا وہ زینب کو یک ٹکے دیکھ رہی تھی۔

"آپ کے حوالے یہ۔۔بہت شوق تھا آپ کو اپنی بیٹی سے ملنے کا۔اب اس کی حفاظت آپ کے ذمے۔"کہہ کے الٹے قدم واپس مڑ گیا تھا وہ۔جبکہ زارا بیگم کے دماغ کی سوئیاں تیزی سے گھوم رہی تھیں۔وہ جو اس کی ایک جھلک دیکھنے کے

لیے تڑپتی تھیں آج اسے سامنے دیکھ کے ان کے دل میں ممتا جاگنے کی بجائے ڈر
جاگا تھا دنیا والوں کا ڈر۔

&&&______________________________

چوہان ہاؤس میں وہ دونوں بھائی اکٹھے بیٹھے باتوں میں مصروف تھے کہ فاخرہ بیگم
چائے لے کے آئیں تھیں۔ چائے ان کے سامنے رکھ کے ایک مگ خود اٹھائے
وہیں بیٹھ گئیں تھیں۔۔ ان دونوں میاں بیوی کو آنکھوں سے اشارہ کرتے دیکھ
کے جنید صاحب نے پوچھا تھا۔

"کوئی بات کرنی آپ لوگوں نے ؟"

جی بھائی صاحب وہ دراصل ہم لوگ موحد کی شادی کی تاریخ طے کر آئے آپ"
کو بتائے بغیر، بس موقع ہی نہیں ملا۔" فاخرہ بیگم ہچکچاہٹ سے بولیں تھیں۔
یہ تو اچھی بات ہے۔ مجھے بھی بات کرنی تھی آپ لوگوں سے۔ دراصل میں"
چاہتا کہ سوہا کی جلد از جلد شادی کر کے اس کے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں۔ تو
"اگر موحد اور سوہا کی شادی ایک ساتھ ہو جائے ؟

فاخرہ بیگم کا فورا منہ بنا تھا انھوں نے جمشید صاحب کو اشارہ کیا تھا جس کا صاف

"مطلب تھا کہ "لو تم کر لو بات۔

جنید وہ تو ٹھیک ہے مگر کوئی لڑکا ہے آپ کی نظر میں ؟"جمشید صاحب نے پوچھا"

تھا۔

ہاں تھوڑے دن پہلے رحمان بھائی ہیں انھوں نے اپنے بیٹے کے لئے پوچھا مگر میں"

"نے کوئی جواب نہیں دیا۔اب سوچ رہا کہ کر دوں ہاں اچھا لڑکا ہے "افراہیم

اچھاتو اشعر بھی تھا۔"جمشید صاحب فوراً بولے تھے"

اسی وجہ سے ڈر رہا ہوں۔ لیکن اب ساری زندگی گھر تو بیٹھا کے نہیں رکھ سکتے"

"نہ۔

فاخرہ بیگم منہ بسورتے اٹھ گئیں تھیں۔بقول ان کے وہ مزید سوہانا مہ نہیں سن سکتیں تھیں۔

تھوڑی دیر بعد جمشید صاحب جب کمرے میں گئے تھے تو آڑے ہاتھوں لیا تھا انھیں۔

آخر آپ کا بھائی اور بھتیجی چاہتے کیا ہیں؟ میں بتا رہی ہوں آپ کو مجھے اپنے بیٹے" کی خوشیاں خراب نہیں کرنی۔اس منحوس کی شادی بعد میں رکھیں۔۔بہتر ہو "گا۔

"خدا کا خوف کرو فاخرہ بیگم تمھاری بھی بیٹی ہے۔ایسے تو مت کہو۔"

"بیٹی ہے مگر اس جیسی نہیں ہے اللہ کا شکر۔۔"

اچھا چلو بس کرو سر نہ کھاؤ میرا" وہ جانتے تھے اس سے بحث دیوار میں سر مارنے" کے برابر ہے۔

ہاں بھئی بھتیجی کو کوئی کچھ کہے کہاں برداشت ہونا آپ سے۔"وہ تلملا کے رہ" گئیں تھیں

&&&

سوہا پہنچی ہی تھی گھر کہ شازم کو نکلتا دیکھ کے ٹھٹھکی تھی۔البتہ شازم نے اسے نہیں دیکھا تھا۔

امی یہ شخص کیا لینے آیا تھا ادھر ؟"اندر جاتے ہی اس نے سلام دعا کی بجائے" سوال داغا تھا۔

آپ کون ؟"زینب نے اس سے پوچھا تھا عجیب سا لہجہ تھا اس کا۔ سوہا پوری گھومی" تھی اس کی طرف۔

یہی سوال میں آپ سے پوچھتی ہوں ؟"وہ بھی سینے پہ ہاتھ باندھتی بولی تھی۔"

ارے اماں حضور آپ کچھ بول کیوں نہیں رہیں ؟ بتائیں انھیں کہ کون ہوں" میں۔"تمسخرانہ انداز تھا اس کا۔

زارا بیگم تو پہلے ہی صدمے سے نہیں نکلی تھیں سونے پہ سہاگا سوہا بھی آ گئی۔ مطلب سارے راز آج ہی کھلنے تھے۔

چلیں والدہ محترمہ تو شاید خوشی کے مارے صدمے میں چلی گئیں ہیں۔۔اصل" میں، میں انھیں آج پورے تئیس سال بعد ملی ہوں کسی میلے میں بچھڑ گئی تھی ان سے۔"چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ سجائے بولی تھی وہ۔بدلے میں سوہا بھی مسکرائی۔۔وہ مذاق میں ہی لے رہی تھی۔

"آہاں۔۔کافی دکھی کہانی ہے۔بائے داوئے نیم کیا آپ کا؟"

"زینب سلطان"

گڈ.."وہ مسکرائی تھی شازم والی بات وہ بھول گئی تھی۔"

امی آپ کو کیا ہوا ہے؟آپ کیوں صم بکم بن کے بیٹھی ہوئیں۔"وہ ماں کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

"ارے بتایا تو ہے صدمے میں ہیں۔۔خیر آپ نے اپنا نام نہیں بتایا۔۔"

"میں سوہا چوہان۔۔"

"گلے نہیں لگیں گی میرے؟"

مطلب؟"سوہا نے دونوں ابرو اچکائے تھے۔"

بہن ہوں آپ کی۔۔سوتیلی ہی صحیح۔۔مگر رشتہ تو ہے نہ"لہجہ تلخ تھا۔۔سوہا پہلی بار الجھی تھی اس کی باتوں میں۔

سوہا چلو تم کم۔۔کمرے میں۔میں آتی ہوں۔"زارا بیگم اچانک بولیں تھیں"

ایک منٹ امی۔۔۔کیا کہہ رہیں آپ؟بات مکمل کریں ذرا اپنی۔"وہ زینب سے مخاطب تھی،ماں کی بوکھلاہٹ بہت کچھ واضح کر گئی تھی اس پہ

کہانہ چلو تم بتاتی ہوں میں تمھیں۔۔"اب کی بار لہجہ سخت تھا۔"

میں کوئی غیر تھوڑی ہوں جو بات بھی ہو گی ادھر ہی ہو گی۔۔ لگتا ہے آپ کی" والدہ نے آپ سے بھی بہت کچھ چھپایا ہوا۔۔"اس نے چوٹ کی تھی۔

امی آپ کچھ بولیں گیں؟ یا نہیں۔۔"اب کی بار سوہا چلائی تھی۔"

زارا ہمدانی کو لگا تھا کہ مزید کچھ بھی چھپانا ان کے لیے مشکلات پیدا کرے گا۔انھوں نے سوہا کو سکون سے بیٹھایا اور شروع سے لے کے آخر تک بتا دیا تھا۔۔ سوائے ایک بات کے "کہ اس نے جنید چوہان کو سلطان آفندی کی وجہ سے چھوڑا۔۔"وہ خاموشی سے اٹھی بنا کچھ کہے وہاں سے نکل آئی۔۔

یا اللہ اور کتنے رنگ دکھانے مجھے ان رشتوں کے۔مزید نہیں مجھ میں اب" برداشت نہیں رہی۔"اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔آسمان کی طرف دیکھ کے وہ بڑبڑائی تھی۔وہ مانتی تھی کہ اس کی ماں کا حق تھا شادی کرنا مگر اندھیرے میں کیوں رکھا۔۔ساری زندگی جھوٹ کیوں بولا اسے اس بات کا دکھ تھا۔۔وہ تو پہلے ہی دل برداشتہ تھی باپ کے رویہ سے۔۔اب ماں بھی۔۔۔

! میں ہُوں کہ وہی، چال سمجھنے سے ہُوں قاصر

قسمت ہے کہ، ہر کھیل نیا کھیل رہی ہے۔

&&&&

دس دن بعد:

رشنا تمھیں بہادر بننا ہے. اور جیسے بھی سوالات ہوں گے مضبوط ہو کے جواب" دینا ہے۔ سمجھ رہی ہو نہ ؟" وہ کمرہ عدالت کے باہر تھے۔ رشنا ہمت ہار رہی تھی نروس ہو رہی تھی اذہان باہر کھڑا کب سے اسے تسلیاں دے رہا تھا۔ تبھی سوہا آئی تھی تیزی سے چلتے ہوئے۔۔

. چلو ٹائم ہو گیا ہے۔۔ تمھیں کیا ہوا ہے ؟" رشنا کا منہ اترا دیکھ کے پوچھا تھا"

"ڈر رہی ہے حالانکہ پچھلے کئی مہینوں سے ذہنی طور پہ تیار کر رہا ہوں اسے۔۔"

ارے میری جان تم کیوں ڈر رہی۔۔ ڈریں تو وہ جو جھوٹے ہیں۔۔ اور یہی تو" وقت ہے بہادر بننے کا۔ انھیں منہ توڑ جواب دینے کا۔۔۔ ریلیکس رہو۔۔" ساتھ چلتے چلتے وہ اسے سمجھا رہی تھی جبکہ رشنا سر ہلا گئی تھی۔

سب کمرہ عدالت میں موجود تھے۔ شازم کی ساتھ والی سیٹ پہ عدنان بیٹھا ہوا تھا۔

ان چاروں کو کہہ دیا کہ اگر بچنا چاہتے اس ذلالت سے تو اپنا بندوبست کر لیں ؟"""

شازم نے عدنان کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

ہاں کہہ دیا مگر شاویز کا نمبر بند ہے۔۔ باقی کسی کو بھی اس کا کوئی اتہ پتہ "
نہیں۔۔ حتیٰ کہ اس کی بیوی بھی بے خبر ہے۔۔"عدنان تشویش سے بولا .
کہیں آوارہ گردی کر رہا ہو گا۔اور کہاں جانا ہے اس نے۔ خیر تمھیں اپنی جان "
نہیں پیاری۔۔ تم نے نہیں تھا اپنا بندوبست کرنا۔۔ میرے ساتھ بڑے مزے
سے بیٹھے ہوئے۔۔"وہ ائبر واچکاتے عدنان سے مخاطب تھا۔۔
نہیں۔۔ دوستی میں تو جان بھی حاضر۔۔اچھے وقت میں ساتھ تھا تو برے وقت "
"میں کیوں بھاگوں۔۔
ہائے اوئے اتنا پیار۔۔" تبھی کمرہ عدالت میں مکمل طور پہ خاموشی چھائی تھی اور "
ایک نسوانی آواز ابھری تھی۔
وہ دونوں سیدھے ہو کے اس کی متوجہ ہوئے تھے سوہا بول رہی تھی۔
رشنا سکندر "ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ باپ نے مشکلوں سے "
پڑھایا لکھایا۔۔اب وہ باپ کا سہارا بننا چاہتی تھی۔اسی سلسلے میں وہ جاب انٹرویو
کے لیے گئیں۔۔اسی انٹرویو سے واپسی پہ پہلی بار ان کی ملاقات ملزم "شازم
آفندی" سے ہوئی تھی۔۔خوش قسمتی کہہ لیں یا بد قسمتی رشنا سکندر کی ادھر جاب

ہو گئی۔۔اس کے بعد شازم آفندی کا یہ روز کا معمول تھا اس کا پیچھا کرنا۔۔راستہ روکنا، تنگ کرنا، مگر جب بات بنتی نہ دیکھی تو انھوں نے شادی کے لیے پرپوز کر دیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ غریب گھرانے کی لڑکیوں کو ایسے ہی کنڑول کیا جاتا ہے۔۔جس پہ رشنا سکندر نے انکار کر دیا۔بقول ان کے آج تک انھیں کسی لڑکی نے انکار نہیں کیا۔انا کو ٹھیس پہنچی تھی ان کے۔اور اسی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیے 27 نومبر کی رات اپنے دوستوں کے ساتھ مل کے میری مؤکلہ کو مبینہ طور وملزم کے خلاف بیان بھی ریکارڈ کیا گیا جسے ک پہ زیادتی کا نشانہ بنایا۔28 نومبر بعد میں پیسے کے زور پہ غائب کروادیا گیا اس کے بعد اس کے ماں باپ کو مجبور کیا گیا اور پیسے دے کے چپ کروادیا گیا۔۔مگر میری مؤکلہ نے ہمت نہیں ہاری اور ماں باپ کے خلاف بغاوت کر کے وہ حق کے لیے کھڑی ہوئیں۔۔میں عدالت کی بہت مشکور ہوں اور امید کرتی ہوں کہ گواہوں اور ثبوتوں کی بنیاد پہ انصاف پہ مبنی فیصلہ ہو گا۔"وہ چپ ہوئی تھی۔۔

"دفاع۔۔"

ماشاءاللہ سے وکیل صاحبہ نے ایک بہت ہی اچھی اور ایموشنل کہانی سنائی ہے اور ان کا سارا زور "پیسے کی طاقت" پہ تھا۔۔ خیر میں کچھ بھی کہنے سے پہلے عدالت کو کچھ دکھانا چاہو گا۔۔ میرا نہیں خیال وہ دیکھنے کے بعد مجھے کچھ کہنے کی ضرورت "پڑے گی۔

سوہانے پہلو بدلا تھا جانتی تھی کہ وہ کیا دکھانے جا رہا۔

دفاع وکیل آگے بڑھا اور ٹیب جج کی طرف بڑھایا تھا اس پہ ویڈیو چل رہی تھی وہ وہی بیان تھا جو رشنا کی ماں نے میڈیا پہ دیا تھا۔۔

"یہ بیان ہے لڑکی کی ماں کا۔ مطلب ماں ہی اس بات سے انکاری ہے۔ پھر یہ کس بنیاد پہ الزام لگا رہیں ؟بس عدالت کا وقت ضائع کیا جائے گا اس کے علاوہ کچھ "نہیں۔

"مائی لارڈ میں اس طرف بھی آتی ہوں۔ایک ماں کبھی بھی اپنی بیٹی کے خلاف اس طرح کے الفاظ نہیں بول سکتی۔۔یقیناً کوئی بڑی ہی وجہ ہو گی کہ وہ مجبور ہوئیں اس طرح سرعام بولنے پہ۔۔ خیر میں چاہتی ہوں کہ ایک ترتیب سے چلوں۔اگر "اجازت ہو تو میں پہلے ملزم کو کٹھرے میں بلانا چاہوں گی۔ کچھ سوالات کے لیے

"اجازت ہے۔"

وہ اٹھااور قدم اٹھاتاآ کے کٹھرے میں ہاتھ باندھ کے کھڑا ہو گیا۔

"آپ کا نام؟"

اس کے اس سوال پہ شازم نے ابرو اچکائے تھے۔۔(سیر یسلی؟)

"شازم آفندی"

"توآپ رشنا کو کب سے جانتے؟"

میں نہیں جانتا اسے۔ایک سر سری سی ملاقات کو جاننا تو نہیں کہتے سکتے۔"اس" نے ساتھ ہی کندھے اچکائے تھے۔

"سر سری سی ملاقات مطلب؟"

مطلب جہاں تک مجھے یاد پڑتا اس سے میری پہلی ملاقات اپنے دوست ارمان ابراہیم کے آفس کے باہر ہوئی تھی۔ملاقات نہیں بس ٹکراؤ ہوا تھا۔۔

"پہلی ملاقات؟ مطلب دوبارہ بھی ہوئی۔۔؟"

جی! جب یہ مجھ سے اپنے دل کی بات کہنے آئی تھی تب۔۔"وہ رشنا کے چہرے" پہ نظریں گاڑھے بولا۔وہ جو سر جھکا کے بیٹھی تھی مزید سر جھکا گئی۔

ہمم! مطلب آپ کی دو بار ملاقات ہوئی بس؟" وہ دوپہ زور دے کے بولی تھی۔"

".جی"

" صحیح۔۔27 نومبر کی رات کہاں تھے آپ؟ "

اتنی دیر ہو چکی، یاد نہیں پڑتا۔۔" کچھ لمحے سوچنے کے بعد کندھے آچکا کے بولا"

۔۔

چلیں کوئی بات نہیں میں یاد کروا دیتی آپ کو یاد ہو تو آپ کچھ دوستوں کے"

"ساتھ پارٹی میں گئے تھے۔۔

کون سے دوست؟ کون سی پارٹی۔۔؟ میرے لیے پارٹیز میں جانا عام سی بات"

"ہے اب آپ کونسی پارٹی کی بات کر رہی؟

نجانے کیوں سوہا کا دل کیا تھا کہ وہ اس بندے کا سر کھول دے۔۔

یادداشت کافی کمزور ہے آپ کی۔۔ خیر یاد کروا دیتی ہوں، آپ کے دوست"

ارمان ابراہیم نے پارٹی رکھی تھی اپنے گھر اپنے بیٹے کی پیدائش کی خوشی میں

"۔۔کچھ یاد آیا؟

"اوہ!! ہاں اس رات میں اپنے دوستوں کے ساتھ اس پارٹی میں تھا۔۔"

"ان دوستوں کے نام بتا سکتے؟کہ وہ بھی یاد نہیں؟"

وہ مسکرایا تھا۔

جی ضرور۔۔ارسلان، ارباز، نعمان، عدنان اور شا۔۔۔ضرور! ارسلان، ارباز"

، نعمان، عدنان، اور شاو۔۔۔۔وہ لمحے بھر کے لیے رکا۔۔۔شاویز۔۔"وہ شاویز

کے نام پہ اٹکا تھا۔اس کے چہرے پہ الجھن تھی۔سوہا مسکرائی۔۔

"آپ کے وہ دوست اب کہاں ہوتے؟"

عدنان تو ادھر ہی کمرہ عدالت میں موجود ہے۔۔۔۔۔اس نے عدنان کی طرف"

"اشارہ کیا۔۔باقیوں سے میرا کوئی رابطہ نہیں۔۔

"رابطہ نہیں؟دوست ہو کے بھی؟"

سوشلائیز بندہ ہوں سو کام ہوتے نہیں وقت ملتا۔۔"وہ جیسے اکتا کے بولا۔۔"

سو کام؟؟مثلاً لڑکیوں کا پیچھا کرنا، ان پہ آوازیں کسنا، ان کو تنگ کرنا، ہراس کرنا"

"وغیرہ وغیرہ۔۔ہیں نہ؟

ابجیکشن مائی لارڈ۔وکیل صاحبہ میرے موکل کی توہین کر رہی ہیں۔۔"دفاع

وکیل کی طرف سے احتجاج ہوا۔۔

اوکے،اوکے۔۔"سوہا نے جلدی سے ہاتھ اٹھائے تھے کیونکہ اس نے واقعی"
میں ہی طنز کیا تھا۔
جا سکتے ہیں آپ۔۔"وہ ٹیبل کی طرف گئی تھی اور اب وہ جج کی طرف بڑھی تھی"
کچھ دکھانے۔۔اس کے ہاتھ میں ٹیب تھا۔۔
یہ سی سی ٹی وی فوٹیج ہیں۔جو کہ اب غائب کر دی گئیں ہیں۔(وہ ہلکا سا مسکرائی"
تھی اس نے وہ فوٹیج اسی رات منگوالیں تھیں جس دن وہ رشنا سے ملی تھی کیونکہ وہ
جانتی تھی جلد یا بدیر غائب کروادی جائیں گی۔)اس میں واضح طور پہ دیکھا جا سکتا
کہ کیسے شازم آفندی صاحب بار بار راستہ روک رہے "رشنا سکندر کا۔۔اور ایک
میں تو باقاعدہ کھڑے ہو کے بات بھی کر رہے۔۔جبکہ ابھی یہ کہہ کے گئے کہ یہ
صرف "دو" بار ملے ہیں رشنا سکندر سے۔۔اب یہ تو یہی بہتر بتا سکتے کہ یہ جھوٹ
کیوں بول رہے۔"اس نے مڑ کے ایک نظر شازم کی طرف دیکھا تھا۔
کیا میں یہ فوٹیج دیکھ سکتا ہوں؟"دفاع وکیل آگے بڑھا تھا۔"
شیور۔۔"جج سے ٹیب لے کے وکیل کی طرف بڑھایا تھا۔"

اس میں شازم آفندی تو نظر آرہے مگر لڑکی کا چہرہ نظر نہیں آرہا۔۔کیا گارنٹی"
ہے کہ یہ لڑکی رشنا سکندر ہی ہے؟"لڑکی کا چہرہ واقعی ہی نظر نہیں آرہا تھا۔
تو مطلب آپ یہ بات مانتے ہیں کہ آپ کے کلائنٹ کا پیشہ ہے لڑکیوں کا راستہ"
"روکنا،ان کو تنگ کرنا؟وغیرہ وغیرہ۔۔

تو مطلب آپ یہ بات مانتے ہیں کہ آپ کے کلائنٹ کا پیشہ ہے لڑکیوں کا راستہ"
"روکنا،ان کو تنگ کرنا؟وغیرہ وغیرہ۔۔
شازم جو کہ ابھی جا کے سیٹ پہ بیٹھا تھا اس کی بات سن کے وہ چہرہ نیچے کیے کھل
.کے ہنسا تھا
توآپ کے بقول کوئی لڑکا کسی لڑکی سے بات کر رہا ہو اس کا مطلب کہ وہ اسے"
"ہراس کر رہا؟
میں نے ایسا تو نہیں کہا۔اس ویڈیو میں صاف نظر آرہا کہ زبردستی راستہ روکا گیا"
"ہے۔بار بار تنگ کیا جارہا ہے۔

یور آنر وکیل صاحبہ ادھر ادھر کی باتیں کر کے صرف وقت ضائع کر رہی ہیں۔"

"کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہے ان کے پاس۔

یور آنر میں ٹھوس ثبوت بھی پیش کرتی ہوں لیکن اس سے پہلے میں "رشنا"

"سکندر" کی والدہ سے کچھ سوالات کرنا چاہتی ہوں۔

"اجازت ہے"

"تھینک یو۔"

وہ سر جھکائے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آ کے کٹہرے میں کھڑی ہو گئیں تھیں۔

سوہا ان کے سامنے جا کے کھڑی ہوئی تھی۔

آپ کی بیٹی نے جو ملزم کے خلاف بیان دیا تھا آپ لوگوں نے وہ واپس کیوں لیا"

؟"

"کونسا بیان؟ میری بیٹی نے کوئی بیان نہیں دیا تھا۔"

رشنا کی نظریں ماں پر ہی تھیں وہ نم آنکھوں سے ان کا چہرہ تک رہی تھی جبکہ انیہ

بیگم اس سے نظریں ملانے سے اجتناب کر رہیں تھیں۔

آپ لوگوں نے یہ شہر کیوں چھوڑا وہ بھی واقعہ کے ٹھیک دو دن بعد راتوں "
"رات۔۔ایسی کون سی ایمر جنسی آگئی تھی؟
کس واقعہ کی بات کر رہی آپ ؟اور شہر ہم لوگوں نے صرف اسی وجہ سے چھوڑا"
تھا کہ رشناڈسٹرب تھی۔ سوچا تھا کہ نئے ماحول میں جا کے کچھ بہتر محسوس کرے
"گی۔

"کیوں ایسا کیا ہوا تھا کہ وہ ڈسٹرب تھی ؟"
شازم کی وجہ سے ڈسٹرب تھی۔" وہ تھوڑا گھبراتے ہوئے بولیں تھیں۔۔وہ"
دوبارہ اس کہانی کو دہرانے سے اجتناب کر رہیں تھیں۔ سلطان آفندی کے ماتھے
پہ بل پڑے تھے یقیناً وہ کچھ غلط بول گئیں تھیں۔۔
"آبجیکشن یور آنر۔۔"
آبجیکشن اوور رولڈ.. "دفاع وکیل سر ہلاتے بیٹھ گیا تھا۔۔صاف نظر آرہا تھا"
سب کو کہ وہ نروس ہو رہیں ہیں۔۔
کیوں شازم کی وجہ سے کیوں ؟ایسا کیا کیا تھا شازم نے کہ آپ کو شہر ہی بدلنا پڑ "
گیا۔۔" بھنویں اچکاتے استفسار کیا۔

بتایا تو تھا کہ میری بیٹی ش۔۔شازم کو پسند کرتی تھی۔۔انکار پہ دل برداشتہ ہو" گئی۔۔اور یہ سب صرف بدلہ لینے کے لیے کر رہی ہے۔" وہ ایک ہی سانس میں بولیں تھی۔ جبکہ ان کے ماتھے پہ پسینے کے چھوٹے چھوٹے قطرے نمودار ہوئے تھے۔رشا نے شکایتی نظروں سے ماں کی طرف دیکھا تھا۔۔ایک آمید تھی کہ شاید اس بار کچھ بدل جائے مگر پہلے سے زیادہ تکلیف ہوئی تھی اس امید کے ٹوٹنے پہ۔

"تو آپ کہہ رہیں آپ کی بیٹی کے ساتھ کچھ بھی نہیں ہوا؟"

نہیں۔۔۔" سپاٹ لہجے میں جواب آیا۔"

ہمم۔۔۔" وہ میز کی جانب بڑھی تھی ایک فائل اٹھائی ان کے سامنے آکے اس" میں سے کاغذات نکال کے ان کے سامنے لہرائے۔۔

مگر یہ میڈیکل رپورٹ تو کچھ اور ہی بیان کر رہی۔۔" انھوں نے چونک کے چہرہ" اوپر اٹھایا تھا۔۔شازم آفندی کے چہرے پہ بھی سایہ لہرایا تھا۔ جبکہ "سلطان آفندی" حیرت سے ان کاغذات کو دیکھ رہے تھے۔۔وہ تو میڈیکل رپورٹ غائب کروا چکے تھے تو پھر۔۔۔۔وہ اسی کشمکش میں مبتلا تھے۔۔۔۔رشا نے ہلکا سا

گردن کو خم دے کے باپ کی طرف دیکھا تھا۔انھوں نے ہلکی سی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی تھی اور آنکھوں سے اسے تسلی دی تھی۔

"مائی لارڈ یہ رشنا سکندر کی میڈیکل رپورٹ ہے۔جس میں صاف لکھا ہے کہ میری مؤکلہ کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے۔اور ماں باپ کے لئے سب سے تکلیف دہ بات ہی یہی ہوتی ہے۔اصل میں ان کو ڈرایا دھمکایا گیا ہے بیٹی کو بچانے کے لیے مجبوراً یہ اس حد تک گئیں ہیں۔ورنہ کون ماں اپنی بیٹی کے لئے اس طرح کے الفاظ استعمال کرتی۔۔۔ماں کا بیان اور ہے اور باپ کا اور۔۔میں عدالت سے درخواست کرتی ہوں کہ ملزم شازم آفندی کا میڈیکل Examination کیا جائے۔سچ خود ہی سامنے آجائے گا اس کے ساتھ ساتھ میری عدالت سے التجا ہے کہ عدالت یہ سب اپنی نگرانی میں کروائے کیونکہ کب کہاں پیسہ چل جائے کوئی پتہ نہیں۔۔اور اگلی سماعت تک ملزم کو جسمانی ریمانڈ پر پولیس تحویل میں رکھا جائے۔" وہ رپورٹ جج کی طرف بڑھاتے بولی تھی۔

"یور آنر صرف عدالت کا وقت ضائع کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔اور کس بنیاد پہ میڈیکل ٹیسٹ کی درخواست کی جارہی۔۔جبکہ لڑکی کی اپنی ماں انکاری ہے

اس بات سے۔۔یہ سراسر توہین ہے میرے مؤکل کی۔۔اور جسمانی ریمانڈ

"سراسر زیادتی ہے۔

اگر لڑکی کی ماں کے بیان پہ ہی فیصلہ ہونا ہے تو اس طرح تو باپ کا بیان بالکل"

الٹ ہے اس کے،اور ویسے ایک ٹیسٹ سے آپ کے مؤکل اس کیس سے بری

الزمہ ہو سکتے ہیں تو اس سے بڑی اور کیا بات ہو گی۔۔اگر یہ سچے ہیں تو پھر کیا حرج

"ہے۔

لیکن توہین ہے یہ میرے مؤکل کی۔"ایک بار پھر دفاع وکیل احتجاجاً بولا تھا۔"

"جب اس الزام سے توہین نہیں ہوئی تو ایک ٹیسٹ سے کیسے ہو جائے گی؟"

آرڈر،آرڈر۔۔۔..فراز صاحب اگر ایک ٹیسٹ سے سب کلئیر ہو رہا۔اور"

"ویسے بھی یہ سچے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔۔

فراز صاحب مٹھیاں بھینچتے بیٹھ گئے تھے۔

عدالت میڈیکل پینل تشکیل دینے کا حکم دیتی ہے۔اور اگلی سماعت تک ملزم"

شازم آفندی کو پولیس ریمانڈ میں رکھا جائے،اور اس رات جن دوستوں کا ذکر کیا

گیا انھیں اگلی سماعت میں عدالت میں پیش ہونے کا حکم دیتی ہے۔۔عدالت اگلی سماعت تک برخاست کی جاتی ہے۔۔"

وہ چیزیں سمیٹ کے باہر کی طرف بڑھنے لگی تھی کہ تیزی سے شازم سامنے آیا

"جانتی ہیں آپ کو آپ کی زندگی میں اتنا کیوں الجھایا۔؟"سوہا نے چونک کے اس کی طرف دیکھا تھا

"تاکہ آپ کا دھیان اس کیس سے ہٹ جائے۔اس لئے نہیں کہ مجھے اپنی زندگی پیاری تھی،اپنی سے زیادہ آپ کی زندگی عزیز ہے مجھے۔اپنا خیال رکھا کریں۔اور اب تو زیادہ رکھیئے گا۔"عجیب لہجہ تھا اس کا،اگلے ہی لمحے وہ پولیس اہلکاروں کے ہمراہ آگے بڑھ گیا۔۔

"کیا کہہ رہا تھا یہ؟"اذہان پیچھے سے آیا تھا۔۔

"کچھ نہیں دھمکی دے کے گیا ہے۔"ہاں دھمکی ہی تو دے کے گیا تھا،اس نے باقی بات کو اگنور کر کے صرف آخری بات پہ فوکس کیا تھا۔

وہ اذہان کے ہمراہ راہداری سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی۔

"رشنا کدھر؟"اچانک رک کے پوچھا تھا۔

"اپنی ماں کے پیچھے گئی ہے۔۔"

اسے اکیلا نہیں چھوڑنا تم نے۔۔۔ کہیں بھی۔۔اس کی جان کو خطرہ ہے جانتے ہو"

"نہ۔سلطان آفندی پاگل کتے کی طرح غرائے گا اب۔۔۔

"خطرہ تو آپ کو بھی ہے۔۔"

میری فکر نہ کرو۔۔کچھ نہیں ہو گا مجھے۔۔اپنا وعدہ پورا کیے بغیر نہیں مروں گی۔۔"آخری بات پہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔

امی بات سنیں۔۔"وہ پیچھے سے چلا رہی تھی مگر آنیہ بیگم ان سنی کر کے آگے" چلتی جا رہیں تھیں۔

"ایک بار بات تو سن لیں، آخر بھاگ کس چیز سے رہیں ہیں آپ؟ "

چھوڑ دو پیچھا ہمارا۔۔ہاتھ جوڑتی میں۔"وہ رک کے پیچھے مڑ کے ہاتھ جوڑتی" بولیں۔

"کیا اتنا ہی آسان ہے اپنے خون سے دستبردار ہونا؟"

ہاں۔اگر تم جیسا خون ہو تو دستبردار ہونا پڑتا ہے۔"وہ تڑخ کے بولیں تھیں۔"

کیا کیا ہے میں نے؟ صرف اپنے حق کے لیے بولی ہوں۔ غلط ہے یہ۔؟ ساری" زندگی گھٹ گھٹ کے جینے اور پچھتاوئے میں جینے سے تو بہتر ہے نہ۔ امی تسلی تو ہو گی نہ کہ اپنے مجرم کو سزا دی ہے۔ جو ہونا تھا وہ تو گیا اب اپنی عزت تو واپس نہیں لا سکتی۔ مگر اس شخص کو اس کے انجام تک تو پہنچا سکتی ہوں۔ آپ اس میں میرا ساتھ نہیں دے سکتیں کیا؟ آپ کا دل نہیں کرتا کہ آپ کی بیٹی کو تباہ کرنے والا خود تباہ ہو۔ امی کیوں آخر کیوں کر رہیں آپ ایسا؟" وہ ماں کے ہاتھ پکڑے نم آنکھوں سے بولی تھی، آنیہ بیگم سر جھکا گئیں تھیں

میں نے جو بھی کیا تمھیں بچانے کے لیے کیا۔ وہ تمھیں مار دیں گے۔ "آنکھوں" میں آنسو لئے تڑپ کے بولیں تھیں

کچھ نہیں ہو گا مجھے، کچھ نہیں بگاڑ سکتے وہ میرا، وہ خدا نہیں ہیں۔۔ جان لینے اور" دینے والی ذات اوپر ہے جب تک وہ نہ چاہے کچھ نہیں ہو گا مجھے۔ "ماں کے گرد بازو حائل کئے تھے،

میں ڈر گئی تھی۔ میں نے تمھارے بھلے کے لیے کیا تھا۔ معاف کر دو ماں کو۔"" وہ سر جھکائے آہستگی سے بولیں تھیں ان کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

ایسانہ کہیں، ناراض نہیں تھی آپ سے، بس گلہ تھا کہ آپ نے یہ سب کیوں" کیا، معافی تو مجھے مانگی چاہئیے آپ لوگوں کو چھوڑ کے آگئی تھی بنا سوچے سمجھے کہ آپ لوگوں پہ کیا بیتے گی میرے اس قدم سے آپ لوگوں کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔ایم سوری۔۔"روتے ہوئے اک دم سے ماں کے گلے لگی تھی،وہ دونوں سڑک کے کنارے کھڑی تھیں ادھر ادھر سے بیگانہ۔

اس لڑکی کو تو رونے کا بس بہانہ چاہئیے۔ماں کو رولانے آئی تھی یا منانے؟""

اذہان کی آواز پہ دونوں چونکیں تھیں اور آنسو پونچھتے الگ ہوئیں تھیں۔

السلام علیکم آنٹی !آنیہ بیگم کو اپنی طرف متوجہ پا کے سلام کیا تھا۔"

وعلیکم السلام !جیتے رہو بیٹا۔"وہ بھیگی آواز میں بولیں تھیں۔"

جیتے رہو نہیں آنٹی یہ کہیں کہ بیٹا ہمیشہ کسی کے سنگ جیتے رہو۔"وہ شریر" نظروں سے رشنا کی طرف دیکھتے بولا۔ جبکہ اس قدر بے باکی پہ وہ سٹپٹا گئی تھی کم از کم اس موقع پہ وہ اس طرح کی بات کی توقع نہیں کر رہی تھی۔آنیہ بیگم مسکرائیں تھیں۔

"چلیں پھر؟"

"کہاں ؟"

"گھر اور کہاں جانا۔"

"ہاں جاؤ تم لوگ۔۔"

ہم لوگ نہیں آپ بھی ساتھ جا رہیں ہیں۔اور تم کھڑی کیا دیکھ رہی ماں کا ہاتھ"

"پکڑو، گاڑی تک لے کے آؤ۔

"نہیں بیٹا میں کیسے۔۔۔۔۔۔۔۔"

ارے آنٹی آپ کو بتایا ہے ہم نے کہ آپ ساتھ جا رہیں نہ کی پھر گنجائش ہی"

"نہیں ہے۔

ایک طرف کا ہاتھ رشنا نے پکڑا تھا دوسری طرف کا ان کا بازو پکڑ کے وہ چل پڑے تھے جبکہ انیہ بیگم نا چاہتے ہوئے بھی ساتھ چل دیں۔

امی بات سنیں۔۔"وہ پیچھے سے چلا رہی تھی مگر آنیہ بیگم ان سنی کر کے آگے" چلتی جا رہیں تھیں۔

"ایک بار بات تو سن لیں، آخر بھاگ کس چیز سے رہیں ہیں آپ؟ "

چھوڑ دو پیچھا ہمارا۔۔ ہاتھ جوڑتی میں۔" وہ رک کے پیچھے مڑ کے ہاتھ جوڑتی" بولیں۔

"کیا اتنا ہی آسان ہے اپنے خون سے دستبر دار ہونا؟"

ہاں۔ اگر تم جیسا خون ہو تو دستبر دار ہونا پڑتا ہے۔" وہ تڑخ کے بولیں تھیں۔"

کیا کیا ہے میں نے؟ صرف اپنے حق کے لیے بولی ہوں۔ غلط ہے یہ۔؟ ساری" زندگی گھٹ گھٹ کے جینے اور پچھتاوئے میں جینے سے تو بہتر ہے نہ۔ امی تسلی تو ہو گی نہ کہ اپنے مجرم کو سزا دی ہے۔ جو ہونا تھا وہ تو گیا اب اپنی عزت تو واپس نہیں لا سکتی۔ مگر اس شخص کو اس کے انجام تک تو پہنچا سکتی ہوں۔ آپ اس میں میرا ساتھ نہیں دے سکتیں کیا؟ آپ کا دل نہیں کرتا کہ آپ کی بیٹی کو تباہ کرنے والا خود تباہ ہو۔ امی کیوں آخر کیوں کر رہیں آپ ایسا؟" وہ ماں کے ہاتھ پکڑے نم آنکھوں سے بولی تھی، آنیہ بیگم سر جھکا گئیں تھیں

میں نے جو بھی کیا تمھیں بچانے کے لیے کیا۔ وہ تمھیں مار دیں گے۔" آنکھوں" میں آنسو لئے تڑپ کے بولیں تھیں

کچھ نہیں ہو گا مجھے، کچھ نہیں بگاڑ سکتے وہ میرا، وہ خدا نہیں ہیں۔۔ جان لینے اور دینے والی ذات اوپر ہے جب تک وہ نہ چاہے کچھ نہیں ہو گا مجھے۔" ماں کے گرد بازو حائل کئے تھے،

میں ڈر گئی تھی۔ میں نے تمھارے بھلے کے لیے کیا تھا۔ معاف کر دو ماں کو۔""

وہ سر جھکائے آہستگی سے بولیں تھیں ان کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

ایسا نہ کہیں، ناراض نہیں تھی آپ سے، بس گلہ تھا کہ آپ نے یہ سب کیوں" کیا، معافی تو مجھے مانگی چاہیئے آپ لوگوں کو چھوڑ کے آگئی تھی بنا سوچے سمجھے کہ آپ لوگوں پہ کیا بیتے گی میرے اس قدم سے آپ لوگوں کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔ ایم سوری۔۔" روتے ہوئے اک دم سے ماں کے گلے لگی تھی، وہ دونوں سڑک کے کنارے کھڑی تھیں ادھر ادھر سے بیگانہ۔

اس لڑکی کو تو رونے کا بس بہانہ چاہیئے۔ ماں کو رولانے آئی تھی یا منانے؟""

اذہان کی آواز پہ دونوں چونکیں تھیں اور آنسو پونچھتے الگ ہوئیں تھیں۔

السلام علیکم آنٹی! آنیہ بیگم کو اپنی طرف متوجہ پا کے سلام کیا تھا۔"

وعلیکم السلام! جیتے رہو بیٹا۔" وہ بھیگی آواز میں بولیں تھیں۔"

جیتے رہو نہیں آنٹی یہ کہیں کہ بیٹا ہمیشہ کسی کے سنگ جیتے رہو۔" وہ شریر"
نظروں سے رشنا کی طرف دیکھتے بولا۔ جبکہ اس قدر بے باکی پہ وہ سٹپٹا گئی تھی کم از
کم اس موقع پہ وہ اس طرح کی بات کی توقع نہیں کر رہی تھی۔ آنیہ بیگم مسکرائیں
تھیں۔

"چلیں پھر؟"

"کہاں؟"

"گھر اور کہاں جانا۔"

"ہاں جاؤ تم لوگ۔۔"

ہم لوگ نہیں آپ بھی ساتھ جا رہیں ہیں۔ اور تم کھڑی کیا دیکھ رہی ماں کا ہاتھ"
"پکڑو، گاڑی تک لے کے آؤ۔

"نہیں بیٹا میں کیسے۔۔۔۔۔۔۔۔"

ارے آنٹی آپ کو بتایا ہے ہم نے کہ آپ ساتھ جا رہیں نہ کی پھر گنجائش ہی"
"نہیں ہے۔

ایک طرف کا ہاتھ رشنا نے پکڑا تھا دوسری طرف کا ان کا بازو پکڑ کے وہ چل پڑے تھے جبکہ انیہ بیگم ناچاہتے ہوئے بھی ساتھ چل دیں۔

امی بات سنیں۔۔"وہ پیچھے سے چلارہی تھی مگر آنیہ بیگم ان سنی کر کے آگے چلتی جارہیں تھیں۔

"ایک بار بات تو سن لیں، آخر بھاگ کس چیز سے رہیں ہیں آپ؟ "

چھوڑدو پیچھا ہمارا۔۔ہاتھ جوڑتی میں۔"وہ رک کے پیچھے مڑ کے ہاتھ جوڑتی" بولیں۔

"کیا اتنا ہی آسان ہے اپنے خون سے دستبر دار ہونا؟"

ہاں۔اگر تم جیسا خون ہو تو دستبر دار ہونا پڑتا ہے۔"وہ تڑخ کے بولیں تھیں۔"

کیا کیا ہے میں نے؟صرف اپنے حق کے لیے بولی ہوں۔غلط ہے یہ۔؟ساری" زندگی گھٹ گھٹ کے جینے اور پچھتاوئے میں جینے سے تو بہتر ہے نہ۔امی تسلی تو ہو گی نہ کہ اپنے مجرم کو سزادی ہے۔جو ہونا تھا وہ تو گیا اب اپنی عزت تو واپس نہیں لا سکتی۔مگر اس شخص کو اس کے انجام تک تو پہنچا سکتی ہوں۔آپ اس میں میرا ساتھ نہیں دے سکتیں کیا؟آپ کا دل نہیں کرتا کہ آپ کی بیٹی کو تباہ کرنے والا خود تباہ

ہو۔امی کیوں آخر کیوں کر رہیں آپ ایسا؟" وہ ماں کے ہاتھ پکڑے نم آنکھوں سے بولی تھی، آنیہ بیگم سر جھکا گئیں تھیں

میں نے جو بھی کیا تمھیں بچانے کے لیے کیا۔وہ تمھیں مار دیں گے۔"آنکھوں میں آنسو لئے تڑپ کے بولیں تھیں

کچھ نہیں ہوگا مجھے، کچھ نہیں بگاڑ سکتے وہ میرا، وہ خدا نہیں ہیں۔۔جان لینے اور" دینے والی ذات اوپر ہے جب تک وہ نہ چاہے کچھ نہیں ہوگا مجھے۔"ماں کے گرد بازو حائل کئے تھے،

میں ڈر گئی تھی۔میں نے تمھارے بھلے کے لیے کیا تھا۔معاف کر دو ماں کو۔"" وہ سر جھکائے آہستگی سے بولیں تھیں ان کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

ایسا نہ کہیں، ناراض نہیں تھی آپ سے، بس گلہ تھا کہ آپ نے یہ سب کیوں" کیا، معافی تو مجھے مانگی چاہیئے آپ لوگوں کو چھوڑ کے آگئی تھی بنا سوچے سمجھے کہ آپ لوگوں پہ کیا بیتے گی میرے اس قدم سے آپ لوگوں کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔ایم سوری۔۔"روتے ہوئے اک دم سے ماں کے گلے لگی تھی، وہ دونوں سڑک کے کنارے کھڑی تھیں ادھر ادھر سے بیگانہ۔

اس لڑکی کو تو رونے کا بس بہانہ چاہئیے۔ماں کو رولانے آئی تھی یا منانے؟""''

اذہان کی آواز پہ دونوں چونکیں تھیں اور آنسو پونچھتے الگ ہوئیں تھیں۔

السلام علیکم آنٹی! آنیہ بیگم کو اپنی طرف متوجہ پا کے سلام کیا تھا۔"

وعلیکم السلام! جیتے رہو بیٹا۔"وہ بھیگی آواز میں بولیں تھیں۔"

جیتے رہو نہیں آنٹی یہ کہیں کہ بیٹا ہمیشہ کسی کے سنگ جیتے رہو۔"وہ شریر" نظروں سے رشنا کی طرف دیکھتے بولا۔جبکہ اس قدر بے باکی پہ وہ سٹپٹا گئی تھی کم از کم اس موقع پہ وہ اس طرح کی بات کی توقع نہیں کر رہی تھی۔آنیہ بیگم مسکرائیں تھیں۔

"چلیں پھر؟"

"کہاں؟"

"گھر اور کہاں جانا۔"

"ہاں جاؤ تم لوگ۔۔"

ہم لوگ نہیں آپ بھی ساتھ جارہیں ہیں۔اور تم کھڑی کیا دیکھ رہی ماں کا ہاتھ"

"پکڑو،گاڑی تک لے کے آؤ۔

"نہیں بیٹا میں کیسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

ارے آنٹی آپ کو بتایا ہے ہم نے کہ آپ ساتھ جا رہیں نہ کی پھر گنجائش ہی"

"نہیں ہے۔

ایک طرف کا ہاتھ رشنا نے پکڑا تھا دوسری طرف کا ان کا بازو پکڑ کے وہ چل پڑے تھے جبکہ انیہ بیگم ناچاہتے ہوئے بھی ساتھ چل دیں۔

کیا بکواس ہے یہ؟ یہ دن بھی آنے تھے کہ سلطان آفندی کا بیٹا جیل کی سلاخوں" کے پیچھے ہوگا۔ وکیل صاحب آپ کو اس لئے پیسے دیے تھے کہ اسے جیل کی "سلاخوں کے پیچھے پہنچا دو۔۔

آفندی صاحب ہوش سے کام لیں۔۔ آپ کے بقول آپ نے رپورٹ غائب" "کروادی تھی۔۔ پھر وہ کہاں سے آئی؟

سمجھ آرہی ہے مجھے، کھیل کھیلا گیا ہے میرے ساتھ۔۔وہ دوٹکے کا شخص مجھے "
چونا لگا گیا۔" وہ دانت پیستے ہوئے بولے تھے۔

"کون؟"

اس لڑکی کا باپ۔۔سب اس کا ہی کیا دھرا ہے۔ چھوڑو گا نہیں کسی کو بھی،اس "
"لڑکی سمیت سب کو زمین میں گاڑ دوں گا۔

ایک بات بولوں؟" وکیل سرگوشی کے انداز میں بولا تھا۔ "

"بولو۔۔"

اس لڑکی کو والدین سمیت گاڑنے کی بجائے اس وکیل کو کسی طرح اس کیس "
سے پیچھے ہٹائیں۔۔کچھ ایسا کہ وہ خود ہی پیچھے ہٹ جائے۔ لڑکی کو مارنا اپنے پاؤں
"پہ کلہاڑی مارنے کے برابر ہے۔

اور اسے پیچھے ہٹانے کا ایک ہی راستہ ہے۔ بہت جی لیا اس نے۔ اب اوپر کا ٹکٹ "
کٹوانے کا وقت آگیا ہے اس کے۔ ناک میں دم کر کے رکھا ہوا اس نے جب سے
ہماری زندگی میں آئی۔ اب کچھ ایسا کرنا کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی

نہ ٹوٹے۔" وہ سوہا کا چہرہ تصور میں لاتے دانت پہ دانت جما کے بولے تھے۔

مثلاً خود کشی۔۔۔"وکیل مسکراتے ہوئے بولا۔"

اس کی بات سن کے سلطان چونکا، مگر اگلے ہی لمحے ان کے چہرے پہ مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

رات تقریباً نو بجے کے قریب کا وقت تھا وہ کمرے میں بیٹھی لیپ ٹاپ پہ انگلیاں چلا رہی تھی، گھر والوں سے وہ بالکل لاتعلق تھی اپنی مرضی سے گھر آتی، جس دن چھٹی ہوتی سارا دن کمرے میں بند رہتی۔اس دن کے بعد سے اس نے ماں سے بھی رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔اور نہ ہی زارا بیگم نے کوشش کی تھی۔وہ گھر والوں سے لاتعلق ضرور تھی مگر گھر میں کیا ہو رہا ملازمہ سے پتہ چلتا رہتا تھا وہ جانتی تھی کہ موحد کی شادی کی تاریخ طے ہو گئی ہے اور ساتھ ہی اس کی شادی کی بھی بات چل رہی حتیٰ کہ یہ بھی کہ اس کے باپ نے اس کے لئے لڑکا

بھی دیکھ لیا،اسے حیرت نہیں ہوئی تھی نہ ہی اس نے باپ سے بات کرنے کی کوشش کی۔ایسے لگتا تھا کہ وہ ان رشتوں سے بیزار ہو چکی جب دوسری جانب سے ہی کوئی الفت، کوئی کشش نہیں تھی تو پھر وہ کیوں پیچھے ماری ماری پھرے اس ۔اس کے رشتے تو بہت تھے ہے نے سمجھوتہ کر لیا تھا کہ اب اسے اکیلے ہی جینا مگر دل سے اپنا کوئی بھی نہیں تھا۔کم از کم اسے یہی لگتا تھا۔وہ کام میں غرق تھی تبھی فون کی چنگھاڑتی آواز نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا نمبر دیکھ کے وہ حیران ہوئی تھی سدرہ کی کال تھی اتنے عرصے بعد اس نے رابطہ کیا تھا۔چہرے پہ خفگی سجائے اس نے کال اٹینڈ کی تھی۔

"ہیلو۔۔"

کیسی ہو؟"دوسری طرف سے پوچھا گیا۔"

ٹھیک۔"یک لفظی جواب دیا بے رخی سے۔"

"ناراض ہو؟"

"نہیں میں کیوں ناراض ہونا۔۔"

سوہامیرے ہسبینڈ کی ڈیتھ ہو گئی۔" کچھ لمحے کی خاموشی کے بعد اس کی آواز" ابھری تھی۔اسے جیسے کرنٹ لگا تھا۔

"کک کیسے ؟ کب ؟"

جس دن تمھیں فون کیا تھا اسے رات۔" مطلب چار مہینے ہونے کو تھے۔"

تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔۔ایم سوری۔۔ تمھارا نمبر بند تھا، تم آفس نہیں آتی" " تھی، میں آنا چاہتی تھی اسلام آباد مگر وقت نہیں ملا۔

ان کی ڈیتھ کے بعد سب کچھ بدل گیا۔بیٹے کو سنبھالنا، ساس کو سنبھالنا بہت " "مشکل تھا، کسی سے رابطہ نہیں تھا میرا، آج ہی لاہور آئی ہوں۔

ایم سوری سدرہ رئیلی سوری۔۔" وہ شرمندہ تھی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا" بولے۔

تم کیوں سوری بول رہی۔۔اس میں تمھارا کیا قصور۔۔ خیر میں صبح آؤں گی " " ملنے اپنے بابا کے گھر ہی ہوتی ہو نہ ؟

ہمم۔"اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتی دروازے پہ دستک ہوئی تھی۔اجازت" ملنے پہ اندر آنے والے شخص کو دیکھ کے ٹھٹھکی تھی۔

سدرہ صبح بات ہوتی پھر، اس وقت خاص مہمان آئے ہیں، یہ نہ ہو کہ پھر انھیں "
کوئی بات بری لگ جائے اور وہ روٹھ جائیں۔" وہ سامنے کھڑے شخص کو دیکھتی
طنزاً بولی تھی۔

اللہ حافظ "فون سائیڈ پہ رکھ کے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔"

"خیریت آج کیسے بھول کے ادھر کا رخ کر لیا؟"

وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔

تمھارے طنز بجا ہیں میڈم، مگر آپ گھر ٹکتی ہی کب ہیں۔ موقع تو خود نہیں "
"دیتی بات کرنے کا۔

سیریسلی ؟؟؟ سوہا نے بھنویں اچکائی تھیں۔"

" اب آہی گیا ہوں تو واپس بھیجنے پہ کیوں تل گئی ہو یار۔"

یقیناً جناب نے کوئی ضروری بات کرنی ہو گی۔" مطلب ایک اور طنز۔"

ہاں کرنی تو ضروری ہی بات ہے مگر اس کے لئے تمھارا موڈ اچھا ہونا ضروری "
"ہے۔

"میرا موڈ اچھا ہی ہوتا ہے بولو۔۔"

تم جانتی ہو چاچو تمھاری شادی کر رہے ہے؟"موحد سید ھا مدعے پہ آیا تھا۔"

"ہاں جانتی ہوں۔تو؟"

وہ ایک بار پھر جلد بازی میں غلطی کر رہے ہے اور تم ان کا ساتھ دے رہی ہو"

"کیوں؟

کیونکہ سب چاہتے کہ میں اس گھر سے چلی جاؤں اور سچی بات بتاؤں تو میں بھی" یہی چاہتی کہ جلد از جلد اس گھر سے نکل جاؤں۔"عجیب بیزاریت تھی اس کے لہجے میں۔

تو اس گھر سے نکلنے کے لیے تم اپنی زندگی برباد کرلو گی؟جس کے ساتھ " "باندھیں گے وہ تمھیں تم چپ کر کے اس کے ساتھ چل پڑوں گی؟

اس کے انداز پہ اس نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا اسے آج وہ پرانا موحد لگا تھا جو اسے کوئی بھی غلطی کرنے پہ ہمیشہ ڈانٹتا تھا۔

"ہاں کیونکہ مجھے سکون چاہئیے۔۔جو کہ اس گھر میں کم از کم نہیں ملے گا مجھے۔"

دماغ خراب ہو گیا ہے تمھارا۔۔خیر میں تمھیں اس طرح اپنی زندگی برباد نہیں "کرنے دوں گا۔

اچھا کیا کروگے؟" وہ تھوڑا آگے کو ہو کے تجسّس بھرے انداز میں بولی۔ "

یاد ہے تمھیں جب میں نے تمھیں ہم دونوں کی شادی کے لیے کہا تھا تو تم نے "

"کیا کہا تھا؟

نہیں۔۔" نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھتے بولی"

تم نے کہا تھا کہ کوئی اور وقت ہوتا تو تم ضرور سوچتی اس بارے میں۔۔ کیونکہ "

اس وقت تمھیں لگا تھا کہ میں تم پہ ترس کھا رہا ہوں۔ مگر اب تو یہ سچویشن نہیں

"ہے نہ۔ تو اب تو یہ شادی ہو سکتی۔۔

وہ بے یقینی سے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی مطلب وہ اسے پرپوز کر رہا تھا؟۔۔۔

موحد تم جانتے ہو تم کیا کہہ رہے ہے؟ شادی کی تاریخ طے ہو چکی ہے تمھاری اور "

تم۔۔۔۔" وہ کہتے کہتے رکی تھی، اس وقت اس کے دل کی دھڑکن اتنی تیز تھی

کہ اسے خود کو سنائی دے رہی تھی۔

تاریخ طے ہوئی ہے شادی تو نہیں۔۔" کمال اطمینان سے جواب آیا تھا۔ "

کوئی بھنگ و نگ تو نہیں پی تم نے؟ مطلب تمھارے لیے یہ کوئی بات ہی نہیں "
ہے۔"

وہ میرا مسئلہ ہے میں سنبھال لوں گا تم اپنا بتاؤ۔ "اس کی نظریں اس کے چہرے "
پہ ہی تھیں، وہ نظریں چُرا گئی تھی۔

"تمھیں اچانک مجھ سے شادی کا خیال کیسے آیا؟"

پتہ نہیں۔ لیکن قسم سے اچانک ہی بیٹھے بٹھائے آیا ہے۔ لیکن مجھے اتنا پتہ ہے "
میں تمھیں ایک بار پھر ٹوٹتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ نجانے کیوں چاچو نے جب
"تمھاری شادی کی بات کی تو دل ڈر سا گیا۔

وہ بنا پلک جھپکے اسے دیکھ رہی تھی دل تھا کہ عجیب ہی انداز سے دھڑک رہا تھا،
اسے لگ رہا تھا کہ ابھی وہ پلک جھپکے گی اور سب غائب ہو جائے۔ موحد نے چٹکی
بجائی تھی اس کی آنکھوں کے سامنے۔

ضروری تو نہیں کہ ہر بار ہی ایسا ہو؟ ہو سکتا ہے اس بار کوئی اچھا ساتھی مل "
جائے۔" وہ نظریں پھیرتی مدھم لہجے میں بولی تھی، ہاں وہ ڈر رہی تھی آنے والے

لمحات کا سوچ کے وہ جانتی تھی گھر میں ایک ہنگامہ برپا ہو جائے گا اگر کسی کو پتہ چلا

۔

"مطلب تمھارا جواب "نہ" ہے؟"

تمھیں نہیں لگتا کہ میری ایک "ہاں" سے رشتوں میں دراڑ پڑ سکتی۔ پھپھو کے "
بارے میں سوچا ہے ان کا کیا ردعمل ہو گا۔۔ پھپھو چھوڑو، تائی جان وہ کبھی نہیں
"مانیں گی۔ اور موحد تم مانو یا نہ لیکن تم ابھی بھی مجھ پہ ترس کھا رہے ہو۔

اس کی آخری بات سن کے اس نے لب بھینچے تھے۔

کیوں تم کوئی لولی لنگڑی ہو؟ یا خدانخواستہ کوئی عیب ہے تم میں؟ جو میں ترس "
" کھاؤ گا تم پہ۔۔ سیدھی طرح کہو کہ گھر والوں کی فکر کھا رہی تمھیں۔

موحد بات پھر وہیں آ جاتی ہے۔ مجھ میں مزید برداشت نہیں ہے کچھ بھی سہنے "
کی۔ میں اکتا چکی ہوں ان رویوں سے۔ میں نہیں چاہتی کہ مزید ان لوگوں کو موقع
ملے۔ اور میرا ان لوگوں کو دلیلیں دینے کا صفائیاں پیش کرنے کا کوئی موڈ نہیں
ہے۔ تم پہلے تائی جان سے بات کرو اگر وہ مان گئیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ "
درشتگی سے جواب دیتے آخری بات پہ ہاتھ اٹھاتے بولی تھی۔ موحد اپنی جگہ سے

کھڑا ہوا تھا کچھ لمحے دونوں کے درمیان خاموشی قائم رہی۔اس خاموشی کو موحد نے توڑا

"ٹھیک ہے میں امی سے بات کرتا ہوں، مگر اس کے بعد تم کوئی اور جواز پیش کر کے انکار نہیں کرو گی۔ پوچھ نہیں رہا بتا رہا ہوں۔" کہہ کے اس کے جواب کا انتظار کیے بنا وہ کمرے سے جا چکا تھا۔

"مطلب کوئی امید، کوئی دلاسہ نہیں؟ شاید تمھیں خود بھی یقین نہیں کہ گھر والوں کا رویہ مجھ سے بہتر ہو گا۔" تلخی سے سر جھٹکا تھا۔

"یا پھر میں ہی ضرورت سے زیادہ سوچ رہی۔؟" دل کہہ رہا تھا کہ غلط ہوا ہے مگر دماغ تردید کر رہا تھا، دل اور دماغ کی جنگ میں اس نے دماغ کی سنی تھی دل کو تو وہ کب کا سمجھا چکی تھی۔ انہی سوچوں میں غرق اسے کب نیند آئی پتہ ہی نہ چلا۔

NOVELBYHINANAZ

صبح وہ عجلت میں تیار ہوتی بیگ اٹھا کے کمرے سے باہر نکلی تھی کہ آواز پہ مجبوراً اسے رکنا پڑا۔

"چاہتی کیاہیں آخر آپ؟ کس بات کا بدلہ لے رہیں ہم سے؟ کیا بگاڑا ہے ہم نے آپ کا۔"

وہ پلٹی تو شنایہ کڑے تیوروں سے اسے ہی گھور رہی تھی۔

"چندا خواہ مخواہ میں بیر پال رہی ہو تم مجھ سے۔ میں کچھ نہیں چاہتی، نہ ہی کسی کا بات کا بدلہ لے رہی اور نہ ہی کچھ بگاڑا ہے تم لوگوں نے میرا۔ اور اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو بھی گئی ہے نہ تو دل بڑا کر کے اگنور کر دیا کرو۔" اسے پیار سے پچکارتی پیچھے ہٹی تھی اندازہ ہو گیا تھا اسے کہ شنایہ کیا بات کر رہی یقیناً موحد بات کر چکا تھا۔

"غلطی؟ آپ اسے غلطی کہتی ہیں سوہا میڈم؟ اور کتنا کہ اگنور کریں آپ کو۔ شرم نام کی تو چیز نہیں ہے آپ میں۔ اور کچھ نہیں تو کم از کم اپنے باپ کا ہی خیال کر لیں۔ اور کوئی قابو نہیں آیا تو موحد بھائی کو قابو کر لیا۔۔ لیکن ایک بات میری یاد رکھیئے گا میں یہ کبھی نہیں ہونے دوں گی۔ اپنے ذہن سے یہ خیال نکال دیں۔ چھوڑ دیں ہماری جان چلی جائیں اس گھر سے۔ مہربانی ہو گی آپ کی۔" زہر خند لہجے میں کہہ کے وہ جا چکی تھی جبکہ وہ وہیں سن کھڑی تھی۔

"سوہا؟؟وہ تواسے آپی کہتی تھی۔اتنازہر بھر چکاان لوگوں کے اندر میرے خلاف؟"اس کی باتوں سے اسے شدید تکلیف پہنچی تھی،دن بہ دن شنایہ کا نیا روپ اس کے سامنے آرہا تھا۔کتنا آسان ہے نہ زبان سے تیر چلا کے اگلے کا دل چھلنی کرنا۔۔کچھ لمحے وہاں اسی پوزیشن میں کھڑی رہی مگر اگلے ہی لمحے ساری باتوں اور سوچوں کو جھٹکتی وہ باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔

NOVEL BY HINA NAZ

عادت سے مجبور ایک کونے میں بیٹھا وہ دانتوں سے ناخنوں کو توڑ رہا تھا اچانک نسوانی آواز پہ گردن اٹھا کے دیکھا تھا،اسے دیکھ کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی۔

"زہے نصیب!وکیل صاحبہ پہلی بار خود چل کے مجھ سے ملنے آئی ہیں۔یقیناً کوئی خاص بات ہو گی۔"چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہ اس کے سامنے سلاخوں کو پکڑے کھڑا ہوا۔

شنایہ کو ایسا کیا کہا ہے تم نے میرے خلاف؟"اس کی بات کو مکمل نظر انداز" کرتے پوچھا

کچھ نہیں بس ہم دونوں کی کچھ تصویریں تھیں جو اسے دکھائیں، حالانکہ وہ" تصویریں تمھارے باپ کو بھی دکھا چکا ہوں آخر کو ہماری محبت کا یقین بھی تو دلانا ہی تھا ان کا اتنا شدید رد عمل نہیں آیا جتنا شنایہ کا آیا تھا شاید وہ آپ سے ان سب کی امید نہیں کر رہی تھی۔"خباثت سے دانت نکالتا وہ اگلے کے ہوش اڑا گیا تھا۔

کونسی تصویریں؟"اسے دھچکا لگا تھا ابھی تک اس سے کسی نے اس بارے میں" ذکر نہیں کیا تھا۔

جب باہر آیا پھر دکھاؤں گا۔اب تمھیں بن دیکھے کیسے پتہ چلے گا کہ کونسی" "تصویریں ہیں۔

"تمھیں لگتا کہ تم اب باہر آؤ گے؟"

اور تمھیں کیوں لگتا کہ میں باہر نہیں آؤں گا؟"جواب دینے کی بجائے الٹا اسی" کے انداز میں سوال کیا۔

وہ ہلکا سا مسکرائی

"تم ان سلاخوں کے پیچھے ہی اچھے لگتے ہو۔ باہر تمھارا کوئی کام نہیں،اور رہی بات تمھارے باہر آنے کی تو وہ تو اگلی پیشی میں پتہ چل ہی جائے گا۔ سوائے باپ کے پیسے کی طاقت پہ زور زبردستی کرنے کے اور تم کر ہی کیا سکتے ہو۔ خیر چلتی ہوں کورٹ میں ملاقات ہوتی۔" آخری بات پہ ہلکی سی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی تھی

وہ جا چکی تھی۔

"کر تو میں بہت کچھ سکتا ہوں، لیکن پہلے تمھاری یہ اکڑ توڑنی ہے مجھے، بہت برت لی نرمی اب مزید نہیں، اگلے ٹریلر کا انتظار کرو۔" سلاخوں کو زور سے بھینچے وہ بڑبڑایا تھا۔

NOVEL BY HINA NAZ

اس کی شادی کی تاریخ طے ہو چکی تھی،اسے حیرت ہوئی تھی کہ موحد نے اس دن کے بعد اس سے کوئی بات نہیں کی تھی نہ ہی گھر کے کسی اور فرد نے اس بارے میں کوئی بات کی۔ موحد کی شادی سے ایک دن پہلے اس کی شادی تھی، عموماً تو گھروں میں اگر لڑکا اور لڑکی کی شادی اکٹھی ہو تو اکثر لڑکے کے ولیمے والے دن

ہی لڑکی کی برات ہوتی۔اسے حیرت سے زیادہ اس بات کی پریشانی تھی کہ شادی کے اگلے دن ہی عدالت میں سماعت تھی۔وہ سب کیسے کرے گی مینج؟اسے اس بات کی فکر لاحق تھی۔

پاپا مجھے اس لڑکے سے ملنا ہے۔"وہ اس وقت لاؤنج میں باپ کے سامنے بیٹھی" تھی۔

"کس لڑکے سے؟"

"ظاہر ہے جس سے شادی ہو رہی اسے سے"

"اچھا افراہیم سے۔"

یہ بھی اسے ابھی پتہ چلا کہ اس کا نام افراہیم ہے۔

کیوں؟کیا بات کرنی؟"جنید صاحب نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھتے پوچھا۔"

"ہر وہ بات جو کرنی ضروری ہے۔اسے پتہ ہے کہ میری پہلے بھی شادی ہو چکی؟"

"پتہ ہے سب جانتا ہے وہ۔"

"پھر بھی میں شادی سے پہلے ایک بار مل کے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے میں کہہ دوں گا اسے،مل لینا۔"

افراہیم سے مل کے اسے تسلی ہو گئی تھی، لیکن شادی کی تاریخ تبدیل نہیں ہوئی تھی،اس کا کہنا تھا کہ سب مینج ہو جائے گا۔ولیمہ ایک دن چھوڑ کے ہو گا۔۔وہ پہلے کی نسبت کافی مطمئن تھی۔

NOVELBYHINANAZ

صرف کچھ گھنٹوں کی ہی تو بات ہے، کچھ بھی کریں، جتنے پیسے چاہئیے ہوں گے" لے لینا، لیکن اسے جیل سے نکالو۔"سلطان آفندی پیر جلی بلی کی طرح ادھر ادھر چکر کاٹتا کسی سے فون پہ محو گفتگو تھا۔

دیکھیں میں تو اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں مگر مشکل ہے یہ۔"دوسری طرف" سے جواب آیا تھا۔

مشکل ہے ناممکن تو نہیں۔ جیسے بھی کر کے کچھ گھنٹے نہیں تو صرف ایک گھنٹے کے" " لئے ہی صحیح مگر اس کا باہر ہونا ضروری ہے۔

آفندی صاحب میں اپنی پوری کوشش کرتا ہوں، باقی آپ بھی اپنی کوشش" "کریں،امید ہے کہ کام ہو جائے گا۔

"ہمم! ٹھیک ہے۔اب اچھی خبر سننا مجھے۔"

فون بند کرتے ہی کچھ لمحے سوچنے کے بعد ایک پھر کسی کا نمبر ملایا تھا۔ پہلی بیل پہ ہی فون اٹھالیا گیا

خوش ہوا اپنی ماں کے گھر؟"استہزایہ لہجے میں پوچھا تھا اس سے۔"

جی بہت خوش ہوں۔"لفظوں میں چھبن، لہجے میں گھٹن تھی۔"

"اچھی بات ہے، چلو اب ادھر ہو ہی تو ایک کام کرنا ہے تمھیں۔۔"

کیا؟"زینب الجھی تھی، اور اگلے لمحے ان کی بات سن کے اس کے پیروں تلے" زمین نکل گئی تھی۔ وہ بالکل سن کھڑی تھی اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ فون کے اس پار اس کا باپ تھا؟ فون بند ہو چکا تھا اور وہ کئی لمحے ویسے ہی فون کان کو لگائے کھڑی رہی۔

NOVELBYHINANAZ

شادی کا دن آن پہنچا تھا، وہ سٹیج پہ دلہن بنی بیٹھی تھی۔ عجیب سا دل ہو رہا تھا اس کا، گلہ خشک ہو رہا تھا۔ اس نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی، کسی کو ڈھونڈنا چاہا سامنے ہی شنایا کسی سے باتوں میں مگن تھی، اسے آواز دینی چاہی مگر اگلے ہی لمحے رشا اپنی طرف آتی دکھائی۔

ماشاءاللہ کتنی پیاری لگ رہی ہیں آپ۔۔اللہ نظر بد سے بچائے۔"وہ آتے ہی" مسکراتے ہوئے اس سے گویا ہوئی تھی۔

"آمین۔رشنا ایک گلاس پانی لادو مجھے پلیز۔"

ہاں۔میں لاتی۔۔"وہ سٹیج سے اتر گئی تھی۔ تبھی اس کے پاس پڑا فون بجا۔اس" نے فون اپنے پاس ہی رکھا ہوا تھا۔"اذہان کالنگ لکھا آرہا تھا۔

"ہیلو۔۔"

میں نہیں جانتا مجھے اس وقت آپ کو بتانا چاہیئے یا نہیں۔۔مگر ایک بری خبر" ہے۔"دوسری طرف اس کی گھبرائی ہوئی آواز آئی تھی۔

"خیریت کیا ہوا؟"

"شازم جیل سے غائب ہے اس کی جگہ کوئی اور بندہ جیل میں ہے۔"

یہ کیسے ہو سکتا۔؟"اس کا ماتھا ٹھنکا تھا۔"

"یہ ہو چکا ہے۔وہ واقعی میں ہی غائب ہے۔"

سوہا؟؟"ماں کی پکار پہ اس نے سامنے دیکھا تھا۔"

تبھی شور اٹھا تھا بارات آگئی ہے۔رشنا بھی پانی لے کے آچکی تھی۔

اتنی آتش بازی لگتا دولہے صاحب بہت خوش ہیں۔"وہ شرارتا بولی تھی۔"

یہ فون رکھ دو ادھر دو مجھے۔۔۔"فاخرہ بیگم اس کی طرف بڑھیں تھیں فون" ابھی بھی اس کے کان کو لگا ہوا تھا۔انھوں نے اس سے پکڑ کے سائیڈ پہ رکھ دیا۔ اوراس کے چہرے پہ گھونگھٹ نکال دیا۔وہ اس کے پاس ہی بیٹھ گئیں تھیں۔زارا بیگم آگے بڑھیں،اس کا ماتھا چوما تھا۔

ماں سے اتنی ناراضی کہ شادی پہ بھی نہیں بلایا؟"فاخرہ بیگم نے تھوڑا کھسک" کے انھیں بیٹھنے کی جگہ دی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بھی بولتی۔۔

شازم۔۔۔۔"رشنا جو کہ اس کے برابر بیٹھی تھی بڑبڑائی تھی۔سوہانے اس کی" نظریں کے تعاقب میں دیکھا

وہ ساکت ہوئی تھی،سامنے شازم آفندی دولہے کے روپ میں سٹیج کی طرف بڑھ رہا تھا اگلے ہی پل جنید چوہان کو اس کے ساتھ چلتے دیکھ کے وہ متحیر ہوئی تھی۔

اتنا بڑا دھوکا؟اس کا باپ اس کے ساتھ کیسے کر سکتا ہے یہ؟وہ آنکھیں پھاڑے گھونگھٹ سے ہی سامنے کا منظر دیکھ رہی تھی۔کب وہ اس کے پہلو میں آ کے بیٹھا اسے اندازہ ہی نہیں ہوا،اس کی آواز پہ اس کا سکتہ ٹوٹا تھا۔

سرپرائز۔۔۔۔۔۔۔"اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔"

فکر نہ کرو زبردستی، یا پھر گن پوائنٹ پہ نکاح نہیں کروں گا تم سے۔اگر میرے" بس میں ہوتا تو شاید کرلیتا لیکن میں ادھر تم سے شادی کرنے نہیں آیا۔۔۔۔وہ سامنے دیکھ رہی ہو نہ۔۔۔"اس کے ہاتھ کے اشارے کی سیدھ میں اس نے دیکھا سامنے ہی رشنا کھڑی تھی، بے یقینی اس کی آنکھوں میں واضح تھی۔

اس کے پیچھے دیکھو جو آدمی کھڑا ہے نہ میرے ایک اشارے پہ اسے بھون کے" رکھ دے گا۔اگر چاہتی ہو نہ کہ تمھاری وجہ سے اس کی جان نہ جائے تو آرام سے بیٹھ کے ٹریلر دیکھو۔۔۔"وہ بالکل منجمد بیٹھی سامنے دیکھ رہی تھی۔

نکاح شروع کریں مولوی صاحب "سلطان آفندی کی آواز آئی تھی۔"

ایک منٹ "اس سے پہلے کہ مولوی صاحب کچھ بولتے آواز آئی تھی"

نکاح شروع ہونے سے پہلے میں اپنی ہونے والی بیوی سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں".

وہاں بیٹھے ہر نفوس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا جس کی آنکھوں میں چمک واضح دیکھائی دے رہی تھی۔

اجازت ہے پر سکیوٹر صاحبہ ؟"۔وہ سوہا سے مخاطب تھا۔جس کا چہرہ سفید پڑ رہا" تھا سانس لینا محال ہو رہا تھا اس کے لیے،اس طرح مخاطب کیے جانے پہ چونکی تھی۔اس نے آہستہ سے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ آپ کی یہ پہلی شادی ہے ؟"یہ سوال تھا یا پھر کوئی بم" ۔جس بات سے وہ ڈر رہی تھی وہی ہوا،اس نے جب بھی اپنوں پہ اعتبار کیا ذلت ہی اس کا مقدر بنی۔آج بھی یہی ہوا۔اس کا دل کر رہا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائے وہ اس منظر سے غائب ہونا چاہتی تھی مگر قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔اج پھر رسوائی اس کے مقدر میں تھی۔

یہ کیسا سوال ہے ؟"جنید صاحب ہڑبڑاتے ہوئے آگے آئے تھے۔"

انکل آپ سے نہیں پوچھا میں نے۔اپنی ہونے والی دلہن سے پوچھا ہے۔کیا ہوا" پر سکیوٹر صاحبہ آپ تو بڑوں بڑوں کی بولتی بند کروا دیتی ہیں آج اپنی ہی بولتی بند ہو گئی". کس قدر تمسخرانہ لہجہ تھا اس کا۔

ویسے کیا سوچا تھا تم نے کہ اپنے کالے کرتوت مجھ سے چھپاؤ گی اور مجھے پتہ نہیں" چلے گا۔ویسے کیوں چھوڑا تھا اس نے ؟سنا ہے نکاح کے فوراً بعد ہی طلاق دے دی

تھی اس نے۔۔ چچ چچ۔ آپس کی بات ہے کتنوں کے ساتھ منہ کالا کر۔۔۔۔۔۔" بات ابھی اس کے منہ میں ہی تھی کہ ایک زوردار تھپڑ رسید ہوا تھا اس کے منہ پہ۔

بس!! میں سب کچھ برداشت کرسکتی ہوں مگر اپنے کردار پر کوئی بات" نہیں۔ اپنی اس گھٹیا زبان سے اگر میرے بارے میں میرے سامنے کوئی بھی بکواس کی تو منہ توڑدوں گی تمھارا۔ دفعہ ہو سکتے ہو اب یہاں سے "وہ پوری قوت سے چیخی تھی اتنی کہ اس کی آواز کانپی تھی

۔وہاں کھڑا ہر شخص تماشائی تھا ہر کوئی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا ان کے لیے یہ کوئی ڈرامہ تھا۔

اچھا نہیں کیا تم نے۔ تمھاری پارسائی کے اشتہار صبح پوری دنیا دیکھے گی۔ کسی کو" منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑوگا تمھیں پر سکیوٹر سوہا چوہان!!" وہ پر سکیوٹر پہ زور دے کے بولا تھا۔ وہ چونکی اک دم دماغ میں گھنٹی بجی اور اسے سمجھنے میں اک لمحہ لگا کہ ایک بار پھر اس کے ساتھ یہ کیوں ہوا ہے۔ بارات واپس جا چکی تھی۔ ہر طرف سرگوشیاں ہو رہی تھیں۔

ہونہہ! پہلے ماں نہ گھر بسا سکی اب بیٹی ریکارڈ قائم کر رہی۔ پہلا دولہا نکاح کے " پانچ منٹ بعد چھوڑ کے چلا گیا اور دوسرا نکاح سے پہلے۔ اور رہی سہی کسر خاندان کی عزت عدالتوں میں کیس لڑ کے رول رہی ہے۔ " یہ کوئی اور نہیں پھپھو تھی۔ اس نے آنکھیں زور سے میچی۔ ضبط کے باوجود بھی اس کی آنکھ سے آنسو گر رہے تھے۔ اس نے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا جو یقیناً اسے ہی دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں میں ہمدردی تھی اس کے لیے۔ اسے وحشت محسوس ہوئی تھی اس کی ہمدردی سے۔ جس شخص سے وہ چاہ کر بھی نفرت نہ کر پائی اس لمحے نفرت محسوس ہوئی تھی اس سے۔ وہ آگے بڑھی اپنی ماں کا ہاتھ پکڑا جو کہ بت بنے سر جھکائے کھڑی تھی اور سب کے درمیان سے گزر کر ہال سے باہر چلی گئی۔ محبت کے سب دروازے تو پہلے ہی بند تھے اس کے لیے آج جاتے ہوئے آخری دروازہ بھی بند کر گئی۔ اس کی زندگی کا دوسرا سیاہ ترین دن تھا یہ۔

اب صبح خبر آئے گی "پر سکیوٹر سوہا چوہان " نے اپنی دوسری شادی بھی ٹوٹ " جانے پہ دل برداشتہ ہو کر خودکشی کر لی۔

نہیں! یہ نہیں "پر سکیوٹر سوہا چوہان" نے اپنی دوسری بارات بھی واپس لوٹ "
جانے پہ بدنامی کے ڈر سے خود کشی کر لی، ہاں یہ ٹھیک ہے۔"سلطان آفندی کا
قہقہہ گونجا تھا گاڑی میں۔

شازم نے چونک کے باپ کو دیکھا تھا۔

"خود کشی؟ مطلب؟ آپ کو کیسے پتہ وہ خود کشی کرے گی؟"

تمھارے باپ کو سب پتہ ہوتا ہے۔بس تم تیاری کرو صبح تم ہمیشہ کے لیے "
"اس کیس سے بری ہو جاؤ گے۔

مجھے پتہ ہے آپ کے دماغ میں کیا چل رہا ہے، ایسا کچھ نہیں کریں گے آپ، اسے "
"اس کے حصّے کی سزا مل چکی ہے۔جان سے مارنا زیادتی ہے اس کے ساتھ۔

سلطان آفندی نے بغور اس کا چہرہ دیکھا اس کا چہرہ بے تاثر تھا

تم چاہتے کیا ہو؟" ابرو اچکا کے استفسار کیا۔"

"مطلب؟"

"اسے ہر طرح کی تکلیف دینی ہے مگر جان سے نہیں مارنا۔ یہ کیسا لوجک ہے؟"

ایسی کوئی بات نہیں ہے، یہ کیس میڈیا کی نظر میں ہے،اس کی دوسری شادی"
ٹوٹنے کی شادی آؤٹ ہو جائے گی تو دیکھتے ہی دیکھتے آگ کی طرح پھیل جائے
گی۔اس کا باہر نکلنا دو بھر ہو جائے گا اور ہمارا یہی مقصد ہے، جان سے مارنا ضروری
"نہیں ہے۔

"اور اگر سب الٹا ہو گیا؟ اسے ہمدردی ملنے لگ گئی تو؟"

"ایسی نوبت ہی نہیں آئے گی۔ میں نے جو کیا ہے سوچ سمجھ کے کیا ہے۔"

گاڑی میں گہری خاموشی چھا گئی تھی کچھ لمحے بعد شازم باپ کی طرف گھوما تھا۔

"آپ نے زینب کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش تو نہیں کی؟"

اتنی بے اعتباری باپ پر؟ ویسے بھی جتنی محفوظ جگہ پہ تم اسے چھوڑ کے گئے ہو"
میری کیا مجال۔" استہزائیہ لہجے میں کہتے کندھے اچکائے تھے۔

مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ کی پہنچ کہاں تک ہے اور جہاں میں نے اسے"
چھوڑا ہے وہاں تو اور بھی آسان ہے مگر میں جانتا تھا اور کچھ نہیں تو آپ میرا لحاظ
ضرور کریں گے۔" چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ سجائے وہ باپ کو اپنے پلان سے
آگاہ کر رہا تھا جبکہ سلطان آفندی نے ستائشی نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"آفرین ہے بیٹے تم پہ۔"
اس نے موذبانہ انداز میں مسکراتے ہوئے سر کو خم دے کے قبول کی تھی۔

NOVELBYHINANAZ

رات کا نجانے کونسا پہر تھا اور وہ پتہ نہیں کتنی دیر سے شلیف کے سہارے کچن میں کھڑی تھی پسینے سے شرابور، اس کا جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔
نہیں میں نہیں کر سکتی۔ "وہ بڑبڑائی تھی۔ مگر اگلے ہی پل اس کے کانوں میں" باپ کی آواز گونجی تھی۔
اگر تم یہ سب نہ کر سکی تو اپنی ماں (شازم کی ماں) کا مرا ہوا منہ دیکھنے کے لیے" صبح تیار رہنا اور اس کی موت کی ذمہ دار صرف اور صرف تم ہو گی۔ یہ بات اپنے ننھے سے ذہن میں بٹھالو۔ اور ویسے بھی تمھارے بھائی کو بچانے کے لیے یہ "ضروری ہے۔ تمھارے اس ایک قدم سے ماں اور بھائی دونوں بچ سکتے۔

باپ کی کہی باتیں یاد کر کے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سسناہٹ دوڑی تھی۔اگلے ہی پل اس نے بے دردی سے اپنے گال رگڑے تھے جو آنسوؤں سے بھیگے ہوئے تھے۔شلیف پہ پڑا اپسٹل اور چابیاں اٹھائیں تھیں۔وہ پانی پینے آئی تھی۔تب سے وہاں کھڑی وہ ایک بوتل خالی کر چکی تھی مگر ابھی بھی اس کا گلہ خشک ہو رہا تھا۔ اس کا رخ سوہا کے کمرے کی طرف تھا۔وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کیوں آئی واپس اسے صرف اتنا پتہ تھا کہ دلہن کے لباس میں تھی جب وہ آئی اور تب سے کمرے میں بند ہے۔زارا بیگم نے بھی اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔دروازہ لاکڈ تھا مگر چابیاں اس کے پاس موجود تھیں،آہستہ سے چابی گھما کے دروازہ کھول کے وہ اندر داخل ہوئی تھی کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔اگلے ہی لمحے وہ اس کے سرہانے پستل تانے کھڑی تھی۔ہاں اسے اس طرح مارنا تھا کہ لگے خودکشی کی ہے۔زینب نے زور اچانک آنکھوں میں   تھے سے آنکھیں میچیں تھیں اس کے ہاتھ کانپ رہے روشنی پڑنے پہ اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں،سوہا بیڈ کے دوسری سائیڈ پہ کھڑی بے یقینی سے اس کے ہاتھ میں پستول کو دیکھ رہی تھی۔آنکھیں سرخ اور سوجی ہوئیں تھیں۔

زینب تم۔۔۔۔" کہتے ہوئے سوہا آگے بڑھی،"

ادھر ہی رک جاؤ۔" پستول اس کی طرف کیے چلائی تھی وہ۔"

"پاگل ہو گئی ہو۔۔زینب رکھو اسے گولی چل جائے گی۔"

گولی چلانے کے لئے ہی تو پکڑا ہے۔اگر آج آپ کو نہ مارا تو آپ میرے بھائی کو" مار دیں گی۔مرنا ہو گا ہر صورت آپ کو آج، معاف کیجئے گا مگر ایسا کرنا ضروری ہے۔" پستول کو اس نے مضبوطی سے تھاما ہوا تھا مگر ہاتھ اس کے ابھی بھی کانپ رہے تھے۔

زینب پاگل مت بنو۔۔جان لینی اتنی آسان نہیں ہوتی جتنی تم سمجھ رہی ہو۔اور" یہ تمھارے ہاتھ پہ کیا ہوا ہے؟" آخری بات دھیان بٹانے کے لیے کی تھی۔وہ جیسے ہی اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگی سوہا تیزی سے اس کی طرف بڑھی تھی مگر اس تک پہنچنے سے پہلے ہی زینب چلائی تھی۔

"میرے قریب مت آیئے گا۔میں گولی چلا دوں گی۔۔"

تو چلاؤ، اتنی دیر سے کھڑی کیوں ہو۔چلاؤ۔۔تمھاری کسر رہ گئی تم بھی پوری کر لو" باقی سب نے تو ویسے بھی حساب چکتا کر لیا ہے۔" کرب سے کہتی آہستہ آہستہ وہ

ابھی بھی اس کی طرف بڑھ رہی تھی جبکہ زینب پیچھے سرک رہی تھی۔اس کے چہرے پہ خوف واضح تھا۔

پیچھے رہئیے بتا رہی۔۔" بات ابھی منہ میں ہی تھی کہ ایک جست میں سوہا اس تک پہنچی اور پسٹل چھیننے کی کوشش کی مگر اس کی گرفت مضبوط تھی۔زارا بیگم جو کہ سوہا کو دیکھنے آئیں تھیں دروازہ کھلا ہوا تھا سامنے کا منظر دیکھ کے وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھیں تھیں۔سوہا کو کھینچ کے پیچھے کیا تھا اور زینب کے منہ پہ زوردار تھپڑ رسید کیا تھا۔

میں کیسے بھول گئی تھی کہ سانپ کی اولاد ہو ڈسنا فطرت میں ہے تمھارے۔"وہ" چلائیں تھیں اور ایک جھٹکے سے پسٹل چھینا تھا اس سے۔

"تمھارا وہ آوارہ بھائی تمھیں اس لئے ادھر چھوڑ کے گیا تھا۔"

ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ سانپ کی اولاد ہوں جو اپنے ہی بچوں کو کھا جاتا۔"وہ" پیچھے ہٹتی دیوار کے ساتھ بیٹھتی چلی گئی تھی اور پھوٹ پھوٹ کے رو رہی تھی سوہا بیڈ پہ سر ہاتھوں میں گرا کے بیٹھی تھی آنکھوں میں آنسو تیزی سے رواں تھے۔

زارا ہمدانی اگے بڑھی تھی اور زینب کو بازو سے پکڑ کے کھینچا تھا۔

"چلو میرے ساتھ۔۔"

امی۔۔"سوہا پیچھے ہوئی تھی انھوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا تھا۔"

فکر نہ کرو جان سے نہیں ماروں گی۔"سپاٹ لہجے میں کہیتں اسے کھینچتے ہوئے" لے گئیں تھیں اور اسے اس کے ہی کمرے میں بند کر دیا تھا۔کتنی ہی دیر وہ دروازے کے باہر کھڑی رہیں۔ان کے ذہن میں اپنی ہی کہی بات گونج رہی تھی۔

"پہلی گولی میں تمھارے سینے میں اتاروں گی۔انجام کی پرواہ کیے بغیر۔۔"

پستول ابھی بھی ان کے ہاتھ میں تھا ایک نظر اس پستول کو دیکھتیں وہ اپنے کمرے کی طرف چل دیں تھیں۔

NOVELBYHINANAZ

صبح صبح وہ اٹھ کے سوہا کے کمرے میں آئیں تھیں مگر سوہا کمرے میں نہیں تھی شاید وہ جا چکی تھی۔

مجھے معاف کر دینا۔اپنی ماں کو معاف کر دینا۔ساری زندگی تمھارے لیے کچھ نہ کر سکی۔"آنسو پونچھتے ایک نظر خالی کمرے کو دیکھتیں وہ باہر کی جانب بڑھیں تھیں۔

HINANAZ

اس کی گاڑی کب سے آفندی ہاؤس کے باہر کھڑی تھی، پچھلے دو گھنٹوں سے ایک ہی پوزیشن میں وہ گیٹ پہ نظریں جمائے بیٹھی تھی۔اچانک گیٹ کھلا تھا،وہ چوکنا ہوئی،گاڑی سٹارٹ کی جیسے ہی گیٹ سے گاڑی باہر آئی اس نے تیزی سے اس گاڑی کا رستہ کاٹتے ہوئے اپنی گاڑی سامنے لا کھڑی کی۔اور بجلی کی تیزی سے وہ گاڑی سے باہر نکلی تھی۔سلطان آفندی کی گاڑی کے پیچھے دو گارڈز کی گاڑیاں تھیں اور سب کی گنز کا رخ اس کی جانب تھا۔ایک لمحے کے لیے تو وہ بھی حیران ہوا تھا مگر اگلے ہی لمحے اسے دیکھ کے اس کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی۔وہ گاڑی سے باہر نکلا۔بالکل اس کی گاڑی کے سامنے بیچ راستے کھڑی تھی۔ہاتھ کے اشارے سے گارڈز کو گنز نیچے کرنے کا کہتا وہ بالکل اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔اس سے

پہلے کہ کچھ بھی بولتا۔مقابل کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے تھے اوراگلے ہی
ی تھی۔ایک۔۔دو۔۔تین۔۔۔اس حکپ پل وہ بنا کوئی موقع دیے فائر کھول
سے پہلے کہ وہ پوری میگزین خالی کرتی ایک گولی اس کا سینہ چیر گئی تھی۔اس کی
آنکھیں باہر آئیں تھیں اور پستول ہاتھ سے گر گیا تھا۔وہ لڑکھڑائی ایک اور گولی
اس کے آر پار ہوئی تھی اور وہ زمین پہ گری تھی،دھندلی آنکھوں سے اس نے
سامنے خون میں لت پت وجود کو دیکھا تھا جسے اٹھا کے اندر لے جایا جارہا تھا۔اگلے
ہی پل اس کی آنکھیں بند ہو گئیں شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

NOVEL BY HINA NAZ

اذہان یہ کیا سچ ہے سلطان آفندی پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے؟سماعت کی تاریخ بھی "
آگے کر دی گئی ہے اس وجہ سے۔"گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اس نے اذہان کو کال
کی تھی اور اٹینڈ ہوتے ہی پہلی بات ہی یہی پوچھی تھی۔
آپ کو واقعی میں نہیں پتہ؟"وہ حیرانی سے بولا تھا۔"

"کس چیز کا سلطان آفندی پہ حملے کا؟"

آپ کہاں ہیں اس وقت؟"مطلب وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔"

"سدرہ کی طرف جا رہی ہوں۔"

سلطان آفندی پہ حملہ آپ کی امی نے کیا ہے سوہا۔"کچھ لمحے کی خاموشی کے بعد" اس کی آواز ابھری تھی۔ جبکہ سوہا نے اچانک گاڑی کو بریک لگائی تھی۔

امی؟؟"وہ شاک کی کیفیت میں بولی تھی۔"

وہ اس دنیا میں نہیں رہیں۔"اذہان کی آواز جیسے کسی کنواں سے آئی تھی۔ فون" اس کے ہاتھوں سے پھسلا تھا جبکہ وہ بالکل ساکت بیٹھی تھی، منہ کھولے، پیچھے ہارن کی آواز آ رہیں تھیں لیکن وہ ان آوازوں کو کہاں سن رہی تھی اس کے کانوں میں توماں کی آوازیں گونج رہیں تھیں۔ وہ کب کیسے گھر پہنچی اسے خود اندازہ نہ ہوا۔

NOVELBYHINANAZ

"آپ ایسے کیسے جا سکتیں امی؟ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں اکیلی رہ جاؤں گی، ایک بار پھر آپ نے میرے بارے میں نہیں سوچا۔ کیوں آخر کیوں؟ اتنی بری ہوں میں۔ میں آپ سے ناراض نہیں تھی ہاں بس دکھ ہوا تھا اس وقت۔ لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں تھا نہ کہ آپ مجھے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ جائیں۔۔" وہ رو رہی تھی کل کا غبار بھی آج نکل رہا تھا، ماں کے سینے پہ سر دھرے گلے شکوے کر رہی تھی، پہلے تو صرف وہ بکھری تھی مگر آج ٹوٹ چکی تھی۔ شنایا نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا تھا جسے وہ جھٹک گئی تھی تلخی سے، کتنی ہی دیر وہ یونہی ماں کے سینے پہ سر دھرے بیٹھی رہی۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ اکیلی رہ گئی آج اس دنیا میں، حالانکہ ماں کے ساتھ اس کے تعلقات اتنے اچھے نہیں تھے لیکن اب جا کے تعلقات ایسے ہوئے پہلے پہل تو وہ ہر بات کرتی تھی ماں سے، اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرتی تھی بھی چھن گئی اس سے۔ سہیلی کیا ہیل۔ آج ماں کے ساتھ ساتھ ایک س سارے رشتے ہی چھن گئے۔

NOVEL BY HINA NAZ

دوسرا دن تھا آج، صرف زارا ہمدانی ہی نہیں گئیں تھیں اس دنیا سے بلکہ جاتے ہوئے وہ اپنا کام پورا کر کے گئیں تھیں۔ سلطان آفندی ہسپتال جاتے ہوئے راستے میں ہی دم توڑ گیا تھا۔

وہ خاموشی سے ایک سائیڈ پہ بیٹھا گہری سوچ میں گم تھا بالکل گم صُم۔ اچانک آواز پہ اس نے سر اٹھایا تھا۔

"ملاقات آئی ہے تمھاری۔"

دروازہ کھول دیا گیا تھا وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ایک کمرے میں پہنچا تھا۔ زینب دوسری جانب منہ کیے کھڑی تھی قدموں کی آواز پہ پلٹی تھی اور تیزی سے اس کے سینے سے لگی تھی۔

بھائی بابا بہت برے تھے، انھوں نے مجھے سوہا کو مارنے کا کہا تھا۔ اور مجھے کہا تھا" کہ اگر میں ایسا نہ کیا تو وہ ہماری ماما کو مار دیں گے۔ بھائی وہ بہت برے تھے بہت برے، آپ کو پتہ ہماری ماما کو اس حال تک بھی انھوں نے پہنچایا۔ میں نے خود ان کی باتیں سنی تھیں۔ بھائی انھوں نے سمیر کو بھی مار دیا۔ میں نے شادی کی تھی سمیر

سے۔انھوں نے جھوٹ بولا تھا کہ سمیر نے میرے ساتھ غلط کیا۔انھوں نے مجھے خود کشی کرنے پہ بھی اکسایا۔انھوں نے بہت برا کیا ہمارے ساتھ۔ماما کے ساتھ۔" وہ روتے ہوئے شازم کے گلے لگی اس سے گلے شکوے کر رہی تھی، وہ باتیں بتا رہی تھی جو وہ خود سے بھی کہنے سے ڈرتی تھی، وہ جو بالکل سیدھا کھڑا تھا بنا کسی حرکت کے بے یقینی سے اس نے سر جھکا کے اپنے سینے سے لگی لڑکی کی طرف دیکھا تھا۔اس نے ایک جھٹکے سے زینب کو خود سے الگ کیا تھا، آہستہ آہستہ پیچھا ہٹا نکھوں میں بے یقینی تھی،اسے کچھ بھی کہے وہ مڑ گیا تھا۔شازم اچھا بیٹا آ تھا اس کی ہو نہ ہو مگر اچھا بھائی ضرور تھا بقول زینب کے مگر حقیقت میں وہ اچھا بھائی بھی نہیں تھا اگر وہ اچھا بھائی ہوتا تو کسی کی بہن کے ساتھ کبھی نہ کھیلتا۔

"یہ سب میری وجہ سے ہو رہا ہے نہ۔میں ذمہ دار ہوں ان سب کی، نہ میں سوہا کو ملتی نہ یہ سب ہوتا، اس کی شادی ٹوٹ گئی، اس کے گھر والے اس سے بدگماں ہو گئے، اس کی امی اسے چھوڑ کے چلی گئیں، نیز کہ ساری زندگی تباہ ہو گئی اس کی، رہ کیا گیا پیچھے، کس کی وجہ سے؟ صرف میری وجہ سے.اب مزید نہیں، بہت ہو گیا

میں یہ کیس واپس لے لوں گی،اس شخص سے ہاتھ جوڑ کے معافی مانگ لوں گی۔"وہ روتے ہوئے آنسوؤں سے تر اپنے گال رگڑتے بولی،علیزے نے تاسف سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"تمھارے معافی مانگنے سے سب ٹھیک ہو جائے گا؟وہ اپنی حرکتوں سے باز آ جائے گا؟نہیں رشنا وہ مزید بپھرے گا،اتنا کچھ ہو گیا ہے اب جب وہ اپنے انجام کے قریب ہے تو تم پیچھے ہٹ رہی ہو؟تمھارے معافی مانگنے سے سوہا کی امی واپس آ جائے گی؟؟اس کی زندگی نارمل ہو جائے گی؟بولو؟نہیں نہ۔۔؟تم اگر پیچھے ہٹو گی تو اسے زیادہ دکھ ہو گا،اتنا سب کچھ وہ برداشت کر رہی ہے اس کے بعد بھی مقصد پورا نہ ہو تو اس پہ کیا بیتے گی۔اس کے بارے میں سوچا ہے؟"

"اس نے میرے لئے جتنا کرنا تھا کر لیا میرے لئے اتنا ہی بہت ہے اب مزید زندگی برباد نہیں کرے وہ اپنی۔"

"تم شاید بھول رہی ہو کہ یہ اس کا پیشہ ہے،وکیل ہے وہ،اور اسے کیا کرنا ہے کیا نہیں اچھی طرح پتہ ہے،خیر میں تم پہ دباؤ نہیں ڈالوں گی،سمجھانا فرض تھا میرا باقی تمھاری مرضی،اور ہاں آخری بات یہ سب تمھاری وجہ سے نہیں اس شخص

کی وجہ سے ہوا ہے،ان سب کی جڑ وہ ہے،وہ جڑ دوبارہ پھوٹ پڑے گی،جب تک اسے اکھاڑا نہیں جائے گا تب تک کچھ بھی نارمل نہیں ہو گا۔"اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے وہ نرمی سے بولی تھی۔رشنا سر جھکائے بس زمین کو گھور رہی تھی آنسو ابھی بھی جاری تھے۔

یہ سب قسمت کے کھیل ہیں رشنا،خود کو الزام مت دو,اس طرح کچھ بھی ٹھیک" نہیں ہو گا،اور جذباتی ہو کے تو بالکل بھی نہیں،اسے ضرورت ہے اس وقت ہماری،پلیز کوئی بھی ایسا قدم مت اٹھانا جو اسے تکلیف دے،کچھ بھی کرنے سے "پہلے اس سے ایک بار لازماً پوچھ لینا۔

رشنا نے بس سر ہلایا تھا۔

گڈ...اور یہ آنسو صاف کرو"اپنے دوپٹے کے پلو سے صاف کرتے بولی تھی"

وہ۔۔

محترمہ یہ پاس ٹیبل پہ ٹشوکس لئے رکھے ہیں،ان سے صاف کرو،دوپٹے سے" سارا چہرہ خراب کر دو گی اس کا۔"اذہان جو کافی دیر سے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اندر آیا تھا وہ دونوں بے خبر تھیں اس سے۔

" فکر نہ کریں نہیں ہوتا خراب۔۔۔آپ کدھر تھے اتنی دیر سے ؟"

ضروری کام سے گیا تھا۔"اس نے ایک نظر رشنا پہ ڈالی تھی جس کی آنکھیں رو رو کے سوجی ہوئیں تھیں، ناک اور گال رگڑ رگڑ کے سرخ ہو رہے تھے۔اسے اس حالت میں دیکھ کے دل میں ایک ٹھیس سی اٹھی تھی۔

رشنا!!"اسے پکارا تھا، وہ جو نظریں جھکائے اپنے دوپٹے کو انگلیوں میں پھنسائے" گھما رہی تھی آنسو ابھی بھی اکادکا جاری تھے، نظریں اٹھا کے دیکھا تھا۔

سوہا کی طرف نہیں جانا؟اٹھو منہ دھو کے آؤ، پھر چلتے ہیں۔"۔وہ سر ہلاتی اٹھی" تھی،

سنو۔"پیچھے سے پکارا تھا۔"

بے وجہ آنسو نہیں بہاتے، بہت قیمتی ہوتے ہیں یہ۔"ہولے سے کہتا دو قدم" اٹھاتا اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔

مانا کہ رونا صحت کے لیے اچھا ہوتا ہے مگر ہر چیز میں زیادتی نقصان دہ ہوتی" ہے۔اور یہ آنکھیں آنسوؤں سے پاک اچھی لگتی ہیں۔"اس کی نظریں میں کچھ ایسا

تھا کہ وہ زیادہ دیر اس کی آنکھوں میں نہ دیکھ سکی اور اس کی نظروں سے گڑبڑاتی تیزی سے باہر نکل گئی تھی۔

ⓃⓞⓥⓔⓁⓑⓨⒽⓘⓝⓐⓃⓐⓩ

وہ کمرے میں بیٹھی اخبار ہاتھ میں پکڑے گھور رہی تھی اچانک اخبار کو زور سے زمین پہ پٹخا تھا۔

بھاڑ میں جائیں سب۔ "ساتھ ہی چلائی تھی، سر ہاتھوں میں گرایا تھا۔ زینب جو" کہ کمرے میں آئی تھی اسے بلانے کے ارادے سے اس کا ریکشن دیکھ کے حیران ہوئی تھی، زمین پہ پڑا اخبار اٹھایا تھا اسے الٹ پلٹ کر کے دیکھا تھا اور ایک جگہ وہ رکی تھی شازم کی تصویر دیکھ کے، ساتھ لکھی خبر پڑھ کے وہ متحیر ہوئی تھی۔

شازم بھائی کی سوہا سے شادی؟ "وہ شاکی کی کیفیت میں بڑبڑائی۔ "

ایک طرف تو سوہا چوہان عدالت میں شازم آفندی کے خلاف کیس لڑ رہی اور" دوسری طرف ان سے شادی؟ سمجھ سے باہر ہے یہ بات، صرف یہی نہیں بلکہ

شازم آفندی نے عین نکاح کے وقت شادی سے انکار کر دیا اور اس کی وجہ صرف یہ کیس اور الزام ہے جو ان پہ لگایا گیا۔ سوال یہ ہے کہ شازم آفندی تو جیل میں تھا باہر کیسے آیا؟ کیا صرف شادی کے لیے آیا؟ دوسرا یہ کہ سوہا چوہان کا کیا مقصد ان سب کے پیچھے؟" پوری خبر پڑھ کے اس کا منہ کھلا تھا، وہ کبھی اخبار کی طرف دیکھتی تو کبھی سوہا کی طرف جو اس وقت دنیا جہاں سے بے خبر خود کو سنبھالنے کی کوشش میں تھی۔

بی بی جی وہ باہر آپ کے گھر والے آئے ہیں، آپ کا انتظار کر رہے۔" زینب کو" واپس آتے نہ دیکھ کے ملازمہ آئی تھی اسے بلانے۔ سوہا نے سر اٹھایا تھا، سوجی ہوئی سرخ آنکھیں، جن کے گرد سیاہ حلقے وہ پہلے والی سوہا تو نہیں تھی، تین چار دنوں میں وہ کیا سے کیا ہو گئی تھی۔

کسی سے نہیں ملنا مجھے۔" سختی سے کہتی اٹھی تھی واشروم کی طرف بڑھی"
، نجانے زینب کو اچانک کیا سوجھی وہ تیزی سے اس کے راستے میں آئی تھی، اس سے پہلے کہ سوہا کچھ سوچتی یا کچھ کہتی وہ آگے بڑھ کے اس کے گلے لگی تھی۔

ایم سوری۔" بولی تو فقط اتنا، ساتھ ہی پھوٹ پھوٹ کے روپڑی تھی جبکہ سوہا" ساکت کھڑی تھی بنا کسی جنبشِ کے۔ کتنے ہی پل یونہی گزر گئے، اچانک سوہا نے اسے ہولے سے الگ کیا تھا انگلیوں کے پوروں سے اس کے آنسو پونچھے تھے۔ لیکن بولی کچھ نہیں تھی کیونکہ تسلی دینے کے لیے الفاظ دونوں کے پاس نہیں تھے۔

ⓃⓞⓥⓔⓛⓑⓨⒽⓘⓝⓐⓃⓐⓩ

اچھا تو یہ ہے وہ لونڈا، جسے اتنے دنوں سے تم نے قید میں رکھا ہوا، مگر افسوس تم" زبان نہ کھلوا سکے اس کی، خیر میں دیکھتا ہوں کیسے نہیں کھولے گا یہ زبان۔" وہ شاویز کے سامنے کرسی رکھتا اس کے سامنے بیٹھتا بولا۔

تشدد کی اجازت نہیں تھی، اور فیملی وغیرہ کی دھمکیوں سے مان گیا تھا مگر پتہ" نہیں کس کیڑے نے کاٹا کہ پھر مکر گیا۔" اذہان اسے دیکھتا دانت پیستے بولا تھا۔

پتہ ہے مجھے تیری دھمکیوں کا، خیر اب آرام سے بیٹھ جاؤ ادھر، میں جو بھی کروں" بولنا نہیں ہے تم نے درمیان میں۔" اذہان کو انگلی اٹھا کے وارن کیا تھا، بدلے میں اس نے سر ہلایا تھا۔

مسئلہ کیا ہے تمھارے ساتھ؟" وہ شاویز سے مخاطب تھا جبکہ شاویز حقارت سے "

منہ پھیر گیا تھا۔

"اچھا چھوڑو، شازم کو جانتے ہو؟"

جواب نہ پاکے اس نے کرسی اگے کھسکائی تھی اب دونوں کے درمیان صرف دو

انچ کا فاصلہ تھا۔

دیکھو بولنا تو پڑے گا ہی تمھیں، اگر ہمارے کام نہیں آئے تو کسی کام کے نہیں"

رہو گے، یہ زبان آج نہ کھولی تو کبھی بھی نہیں کھول پاؤ گے۔"اس کے کان کے

قریب جھکتا بولا تھا۔

بھول ہے تم لوگوں کی یہ سب۔ جو تم لوگ چاہتے ہو ایسا کبھی نہیں ہو گا۔"وہ"

نفرت سے تھوکتے غرایا تھا۔

آہاں!! آخری فیصلہ ہے؟" مقابل پر سکون تھا۔"

بالکل!!" کمال دلیری سے جواب آیا تھا۔"

اذہان اب ذرا میرا ساز و سامان پکڑانا۔۔" نظریں شاویز کے چہرے پہ ہی تھیں۔"
اسے تھیلی پکڑائی تھی، اگلے ہی لمحے اس نے تھیلی الٹادی تھی ساری چیزیں زمین
پہ ڈھیر ہو گئیں تھیں مختلف اوزار تھے، اس نے پلاس اٹھایا تھا۔
میرے یار ذرا اپنے نازک ہاتھوں سے اس کا منہ پکڑنا۔" وہ اذہان سے مخاطب"
تھا، اذہان نے ابرو اچکائے تھے،
ظاہر ہے اب ہمارے کام نہیں آئے گا تو کسی کام کا نہیں رہے گا۔ اس کا منہ "
" پکڑو، یا تو آج زبان کھلے گی یا ہمیشہ کے لیے بند۔
اذہان اسے گھورتا آگے بڑھا تھا مشکلوں سے اس کا منہ پکڑ کے کھولا تھا۔
دیکھ لو۔۔ میں جو کہتا ہوں کر گزرتا ہوں۔ موقع ہے ابھی بھی۔ تم نہیں زبان"
کھولو گے کوئی بات نہیں، ثبوت تو ویسے ہی ہمارے پاس ہیں، بازی تو جیت لیں
گے مگر تم خواہ مخواہ میں اپنی جان کے دشمن بنے ہو، خیر تمھیں نہیں پیاری اپنی
زندگی تو میں کیا کر سکتا۔" شانے اچکاتا بولا تھا اور اگلے ہی پل پلاس اس کے منہ
کے قریب کیا جسے ہی پلاس نے اس کی زبان کو چھوا تھا مقابل کی آنکھوں میں
خوف پھیلا تھا اس نے زور سے چہرہ گھمایا تھا اذہان کی گرفت چھوٹ گئی تھی اس کا

منہ بند ہوا اور پلاس دانتوں کے بیچ تھا۔اس کی ہلکی سی چیخ نکلی تھی شاید اس کی پھرتی سے زبان پلاس کے بیچ آگئی تھی۔

"حد ہے اتنے اوتاولے کیوں ہو رہے ہو، میں بھی یہی کرنے لگا تھا جو تم نے اب کیا ہے، فرق اتنا ہے اب ہلکی سے چوٹ آئی ہے اگر میں کرتا تو قصہ ہی تمام ہو جاتا۔اور تم قسم سے صحیح نازک حسینہ ہو،ایک بندھا ہوا آدمی نہیں سنبھالا جا رہا تم سے۔"آخر میں اس نے اذہان کو گھورا تھا۔

اس سے پہلے کہ اذہان اسے کوئی جواب دیتا شاویز کی طرف سے جواب آیا تھا۔۔

مم۔میں تیار ہوں،اقبال جرم کرنے کے لیے تیار ہوں میں۔"آنکھوں میں خوف لیے وہ تیزی سے بولا تھا،مقابل کے لبوں پہ مسکراہٹ پھیلی تھی۔

"گڈ!!اس سے پہلے ایک اور کام کرو، یہاں اپنے باقی ساتھیوں کی ساری تفصیل لکھو،جو جو جانتے ہو۔"جیب سے پین اور کاغذ نکال کے پکڑایا تھا۔

مگر وہ تو باہر جا چکے ہیں۔"اذہان نے اسے اطلاع دی"

"میں ڈلوا چکا ہوں کب کا، نہیں جا سکتے۔ ECL ان کا نام میں "

کب؟"اس کا حیرت سے منہ کھلا تھا۔"

"جب تم نے مجھے بتایا تھا تب ہی۔"

کیسے ؟"اس کی حیرت ابھی بھی کم نہیں ہوئی تھی۔"

". تم بھول رہے ہو کہ "ایس پی جہانگیر زیدی" کے لیے یہ مشکل نہیں"

کیا ضرورت تھی اس کے منہ پہ پنچ مارنے کی ؟"گاڑی میں بیٹھتے ہی اذہان نے" آنکھیں گھمائی تھیں اس کی طرف، آتے ہوئے وہ اپنا پسندیدہ کام کرنا نہیں بھولا تھا۔

کیا کروں عادت سے مجبور ہوں۔" مقابل نے کمال بے نیازی سے شانے" اچکائے۔اذہان نے دانت پیسے تھے۔

یہ ای سی ایل میں کب نام دلوایا تم نے ان کا؟ میں کب سے تمھارے پیچھے پڑا تھا" کہ مجھے تمھاری مدد کی ضرورت، مگر ایک ہی جواب کہ یہ میرے ایئرا میں نہیں آتا، اس لئے کوئی مدد نہیں کر سکتا، شرم تو بالکل بھی نہیں آتی ہو گی یہ بات کہتے "ہوئے، مطلب بندہ دوستی کا ہی لحاظ کر لے۔

"دوستی کا ہی لحاظ کر کے ادھر ٹرانسفر کروایا ہے احسان فراموش حسینہ۔"

"بکواس بند کرو۔اب تم نے مجھے حسینہ بولا تو منہ توڑ دوں گا تمھارا۔"

"ہاں اتنے ہی قابل ہوتے تو اس لونڈے کا نہ توڑ دیتے منہ۔"

".زیدی قسم سے میرے صبر کا امتحان مت لے"

"اچھا اچھا!! مذاق کر رہا تھا سیریس نہ ہو۔۔ کہاں جانا ہے گھر؟"

"نہیں! سوہا کے گھر"

وہ کون ہے؟" بے ساختہ کچھ یاد آنے پہ اس نے ٹھنڈی آہ بھری تھی۔"

وہی وکیل، اس سے سب ڈیسکس بھی تو کرنا ہے اور ویسے بھی رشنا کو آتے ہوئے"

میں اُدھر چھوڑ کے آیا تھا اسے بھی پک کرنا ہے۔" وہ تفصیلاً بولا تھا۔

تمھیں پتہ میری پہلی کرش کا نام بھی "سوہا" تھا۔" ٹھنڈی آہ بھری تھی ساتھ" ہی۔۔

ہیں؟؟ پھر کیا ہوا؟" اذہان نے تجسّس سے اس کی طرف دیکھا۔"

بتایا تو تھا تمھیں وہی کلاس فیلو، جسے میں نے لو لیٹر لکھ دیا تھا اور اس نے پوری"

کلاس کے سامنے پڑھ کے سنا دیا۔" افسوس سے سر ہلایا تھا۔ اذہان کا قہقہہ گونجا تھا۔

"ہاں بس ایسے ہی بار بار میرے سامنے دہراتے رہا کرو، مزہ آتا ہے سن کے۔"

جب خود ہی میں نے اپنا مذاق بنوالیا تو تم بھی اڑالو تمھارا تو بنتا ہے۔"اذہان کو وہ" اس وقت واقعی میں ہی دکھی لگا تھا،اس نے تھپکی دی تھی اسے۔

ہوتا ہے ایسا یہ دنیا ہے، تیرا غم بہت بڑا ہے مگر صبر کر۔"وہ مسکراہٹ دبائے" بولا تھا۔ جبکہ جہانگیر نے اسے کڑے تیوروں سے گھورا تھا۔

ⓃⓄⓋⒺⓁⒷⓎⒽⒾⓃⒶⓃⒶⓏ

رشنا اپنی بات مکمل کر کے نروس سی بیٹھی انگلیاں مروڑ رہی تھی، پاس ہی زینبِ بیٹھی مضطرب نظر آرہی تھی، جبکہ سوہا رشنا کو گھور رہی تھی اس لئے ہی وہ اس کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔

اٹھو۔۔"اچانک سوہا اپنی جگہ سے اٹھی تھی رشنا کا بازو پکڑا تھا۔"

کہاں ؟"وہ گھبراہٹ اور ناسمجھی میں تیزی سے بولی۔"

شازم آفندی سے معافی مانگنے،ماشاءاللہ سے محترم نے بہت عزیز کارنامہ سر" انجام دیا ہے بھئی ان جناب سے معافی تو بنتی ہے وہ بھی گڑگڑا کے،اور اس کے بعد

ہاتھ جوڑ کے اس کے سامنے یہ عرض کریں گے کہ وہ ہماری زندگیوں سے دور چلا جائے،اور ماشاءاللہ سے وہ ہے بھی فرمابردار، سیدھا سادہ بندہ, فوراً جی حضوری میں سر ہلائے گا، آنکھوں سے آنسو آئیں گے اس کے،اور وہ تشکر نظروں سے آپ کی طرف دیکھے گا،اور کہے گا کہ رشنا سکندر میں آپ کا ساری زندگی احسان مندر ہوں گا کبھی یہ احسان نہیں بولوں گا،اور ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کے پیروں میں پڑ جائے۔"طنزوں کے تیر چلاتی بنا سانس لیے وہ روانی میں بولتی جارہی تھی کہ رشنا نے ٹوکا تھا۔

بس کریں، میرا وہ مطلب نہیں تھا. "کمزور لہجے میں صفائی پیش کرنے کی" کوشش کی تھی۔

نہیں تو پھر کیا مطلب تھا؟ ذرا روشنی ڈالیں گی اپنی اس تھیوری پہ جو تھوڑی دیر" پہلے آپ نے پیش کی تھی۔"سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"میں نے بس ایسے ہی کہا تھا، آپ سکون سے بیٹھ جائیں۔"

اس نے ایک گہری سانس خارج کی تھی۔اس کے برابر بیٹھ گئی تھی۔

رشنا! جو تم کہہ رہی ہو وہ اتنا آسان نہیں ہے، تمھارے معاف کر دینے سے اور" بدلے میں اس سے بھی معافی مانگنے سے کچھ بھی نہیں ہو گا،اس نے جو کیا ہے اسے اس کی سزا ضرور ملے گی، جلد یا بدیر،" بے شک ہر اندھیرے کے بعد اجالا ہے۔" ہر تنگی کے بعد آسانی۔"اور میرا نہیں خیال کہ مجھے مزید اس کے بعد کچھ بھی کہنے کی ضرورت ہے۔" کہتے ہی وہ پیچھے ہٹی تھی، زینبِ کا دھیان پوری طرح ان کی باتوں پہ تھا اچانک وہ اٹھی اور وہاں سے نکل گئی۔

سوہا میں مایوس نہیں ہوئی، بس نجانے کیوں مجھے اب خوف آتا ہے مجھے گلٹ فیل" "ہوتا ہے، آپ کے ساتھ یہ سب ہوا، شروعات تو میری وجہ سے ہوئی نہ۔

میرے ساتھ یہ سب ہونا ایسے ہی لکھا تھا، بڑوں بڑوں کو گھٹنے ٹیکوا دیتی ہے یہ" قسمت، فضول میں خود کو الزام دے کے پریشان مت ہو۔۔ ہمم۔۔" وہ خود کو کافی حد تک نارمل کر چکی تھی کیونکہ اسے نارمل ہونا تھا وہ صبح والی سوہا سے مختلف سوہا تھی اب، رشنا نے سر ہلایا تھا، عین اسی وقت وہ دونوں داخل ہوئے تھے چونکہ وہ لاونج میں ہی بیٹھی تھیں۔

السلام علیکم!!" اذہان نے سلام کیا تھا جبکہ جہانگیر ٹھٹکا تھا جیسے ہی سوہا مڑی۔"

"وعلیکم السلام!! "

یہ میرا دوست ایس پی جہانگیر زیدی۔ جو مدد کر رہا میری۔ "اذہان نے بیٹھتے" تعارف کروایا تھا۔

سوہانے ہلکا سا سر کو خم دے کے سلام کیا تھا۔ وہ گڑبڑا کے سیدھا ہوا تھا۔ رسمی سلام دعا کے بعد وہ لوگ اصلی موضوع کی طرف بڑھ چکے تھے، اس دوران جہانگیر بالکل خاموش تھا۔ اچانک بولا تھا۔

وہ شخص آپ لوگوں کے ساتھ کھیل کھیل گیا ہے، آپ لوگوں کو اس نے ایسا" الجھایا کہ آپ لوگوں کا دھیان اس سے ہٹ کے کسی اور طرف گیا ہی نہیں، پکا کھلاڑی تھا۔

سب سے پہلا کام آپ لوگوں کو اس کے دوستوں تک پہنچنے کا کرنا چاہیئے تھا ان میں پھوٹ ڈالنی چاہیئے تھی، اس بندے نے آپ لوگوں کو ادھر اُدھر دیکھنے ہی نہیں دیا، خیر اگلا ٹارگٹ وہ انسپکٹر ہے اس کی فائل میں منگوا چکا ہوں، سب سے زیادہ کرپٹ بندہ ہے وہ، اسے میں سنبھال لوں گا تیر کی طرح سیدھا ہو گا، ویسے

بھی اسے اپنی نوکری زیادہ پیاری ہو گی، باقی آپ لوگ دیکھ لیں۔" سوہا کی طرف دیکھتا آخر میں کندھے اچکاتا بولا۔

ہمم۔۔" وہ محض اتنا ہی بولی۔ خود پہ اس کی نظریں محسوس کرتی ناگواری سے" رخ موڑا تھا اس نے، جبکہ وہ خجل سا ادھر اُدھر دیکھنے لگا تھا۔

ⓃⓄⓋⒺⓁⒷⓎⒽⒾⓃⒶⓃⒶⓏ

کیسے ہیں؟" ایک بار پھر وہ شازم سے ملنے آئی تھی۔"

ٹھیک۔" اس سے نظریں ملائے بغیر بولا تھا۔"

آج میں آپ سے کچھ پوچھنے آئی ہوں, زیادہ وقت نہیں لوں گی آپ کا، مجھے پتہ" ہے، یقین ہے مجھے کہ آپ مجھ سے جھوٹ نہیں بولیں گے۔" اس کے چہرے پہ نظریں گاڑھے بولی تھی، شازم کو اس کا لہجہ عجیب لگا تھا۔ وہ منہ سے کچھ نہیں بولا تھا۔

کیا آپ پہ لگا الزام سچ ہے؟" ٹھہر ٹھہر کے پوچھا تھا اس نے۔"

شازم نے چونک کے زینبِ کی طرف دیکھا تھا۔

اعتبار نہیں ہے مجھ پہ؟"الٹا اس نے بھی سوال داغا تھا۔"

اعتبار ہے تبھی تو پوچھا ہے۔بھائی مجھے سچ جاننا ہے، آپ جھوٹ سے کام نہیں"

"لیں گے، میں آپ کی مدد کروں گی۔ لیکن مجھے پہلے سچ جاننا ہے۔

"تم ان سب سے دور رہو زینبِ، تمھارا کوئی لینا دینا نہیں۔"

کیوں لینا دینا نہیں، بھائی ہیں آپ میرے، مجھے پتہ ہونا چاہیئے کہ میرے بھائی پہ"

"لگے الزام سچے ہیں یا جھوٹے۔

وہ نظریں چُرا گیا تھا۔ کچھ لمحے اس کے بولنے کا انتظار کرتے ایک بار پھر بولی تھی۔

کیا آپ نے رشنا کے ساتھ زیادتی کی ہے؟"وہ سیدھا سیدھا بولی تھی۔"

زینب کہا نہ جاؤ یہاں سے، سر نہ کھاؤ میرا۔"اب کی بار وہ جھنجھلاتے قدرے"

اونچی آواز میں بولا تھا۔

نہیں جاؤں گی، آپ بتائیں ہاں یا نہ؟"اس کی آواز اونچی ہوئی تھی۔"

زینب۔۔!!"وہ ایک بار پھر چلایا تھا۔"

"بھائی ہاں یا نہ؟؟"

میں کہہ رہا ہوں کہ ۔۔۔" وہ درمیان میں ہی بولی تھی۔"

ہوں یا نہ ؟؟ رشنا سچی ہے یا جھوٹی ؟؟" اس کی آواز پہلے سے اونچی تھی۔"

ہاں، ہاں، کیا ہے میں نے یہ سب، "اونچی آواز میں چلایا تھا وہ، زینب سکتے میں" آئی تھی۔

"جاؤ یہاں ۔۔"

کیوں کیا آپ نے ایسا؟ آپ ایسے تو نہیں تھے ؟" اچانک ہوش میں آتی مدھم" آواز میں بولی۔

"میں ایسا ہی تھا، بہت برا ہوں میں زینب، بہت برا۔"

کیا قصور تھا اس معصوم کا؟" وہ سوال پہ سوال کر رہی تھی۔"

عزت راس نہیں آئی تھی اسے۔" وہ غرایا تھا۔"

"بس یا کچھ اور پوچھنا؟؟"

نہیں۔۔" شاکی کی کیفیت میں کہتی وہ پیچھے ہٹی تھی، الٹے قدم پیچھے چلتی جا رہی" تھی نظریں شازم پہ تھیں۔

اچھا نہیں کیا آپ نے، آپ بھی سلطان آفندی جیسے نکلے۔" نفی میں سر ہلاتی تیزی سے مڑی تھی اور تقریباً بھاگتے ہوئے وہ گئی تھی ادھر سے، شازم نے زور سے آنکھیں میچیں تھیں، اس کی آنکھیں سرخ ہو رہیں تھیں، اس نے یہ سب تو کبھی نہیں سوچا تھا، وہ وہی بیٹھ گیا تھا سلاخوں کو زور سے پکڑے۔

ⓃⓘⓥⓔⓛⓑⓨⒽⓘⓝⓐⓃⓐⓩ

وہ مزید گھر نہیں بیٹھ سکتی تھی، آج صبح صبح ہی وہ تیار ہوئے آفس جانے کے لیے تیار تھی، اس نے ملازمہ سے زینب کے بارے میں پوچھا، زینب کمرے میں بند تھی مطلب ابھی تک نہیں اٹھی تھی، وہ چیزیں سمیٹتی بیگ اٹھاتی جیسے ہی باہر نکلی سامنے سے ہی موحد آتا دکھائی دیا۔ اس کے اعصاب تنے تھے اسے دیکھ کے

"کیسی ہو؟"

ٹھیک۔" سخت لہجے میں جواب دیا تھا۔"

کیا ہم بیٹھ کے بات کر سکتے؟" آہستگی سے پوچھا تھا"

"نہیں مصروف ہوں میں۔"

سوہا پلیز!! بات نہیں کریں گے تو مسئلہ کیسے حل ہوگا، غلط فہمی کیسے دور ہو "
"گی۔

"مسئلہ؟ غلط فہمی؟ سیر یسلی موحد۔ بائے داوے کس غلط فہمی کی بات کر رہے ؟"

سوہا وہ شادی۔۔۔"وہ رکا تھا۔"

"ہاں وہ شادی؟ بولو جلدی، وقت نہیں ہے میرے پاس۔"

ہمیں لگا تھا کہ تم شازم کو پسند کرتی ہوں تمھاری خوشی کے لئے بس کیا، انکل کو"
غلط فہمی ہوئی تھی اور اسی وجہ سے میں بھی۔۔۔"بات ابھی منہ میں ہی تھی کہ وہ
درمیان میں ہی بولی

خوشی؟ نہیں میں گونگی تھی؟ میرے منہ میں زبان نہیں تھی؟ میں ڈرتی تھی"
کسی سے؟ اپنے حق کے لیے بول نہیں سکتی تھی۔ نہیں سمجھ کیا رکھا ہے آپ
لوگوں نے مجھے؟ کوئی کھلونا ہوں؟ میرے سینے میں دل نہیں ہے، جب چاہو کچل
دو گے آپ لوگ جب چاہو معافی مانگ لو گے،۔"حلق کے بل چلائی تھی وہ،
پھٹ پڑی تھی سارا غبار باہر آ رہا تھا۔

سوہا!!!"ایک بار پھر اسے ٹوکتے بولی تھی۔

ایک بات بتاؤ، ویسے اگر ہماری شادی ہو جاتی تو کل کلا کو کوئی تمھیں آ کے کہہ" دیتا کہ سوہا تو کسی آور سے محبت کرتی ہے تو تب بھی تم بنا مجھ سے پوچھے میری خوشی کے لئے مجھے چھوڑ دیتے؟"استہزایہ لہجے میں استفسار نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

وہ تڑپ اٹھا تھا مگر اس کے پاس کوئی دلیل کوئی جواز نہیں تھا،

میں نہیں جانتا کہ میں۔۔۔"ایک بار پھر وہ ٹوک گئی تھی اسے"

موحد تم جانتے کیا ہو؟ کبھی کچھ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی تم نے، میں سمجھتی" تھی کہ اگر کوئی مجھے سمجھتا ہے تو وہ تم ہو، مگر میں غلط تھی تم کبھی مجھے سمجھ نہیں سکے،

عربی میں ایک کہاوت ہے سنی تو ہو گی تم نے،

جب چاہو دور جا سکتے ہو، لیکن جب چاہو قریب نہیں آ سکتے۔"وہ رکی تھی۔" ایک لمبی سانس لی تھی۔

مجھے یقین تھا،اعتماد تھا اپنوں پہ، مگر ایسا میرا یقین ٹوٹا ہے کہ میں چاہ کے بھی" دوبارہ خود کو جوڑ نہیں پا رہی،اور شاید دن، سال، صدیاں بیت جائیں گی مگر میں دوبارہ اس مقام پہ نہیں پہنچ سکتی جہاں پہلے تھی۔"آخر میں اس کی آواز روند گئی تھی۔ناچاہتے ہوئے بھی آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے تھے۔

ایم سوری!!"وہ سر جھکائے بولا تھا تو فقط اتنا ہی۔"

سوری۔۔۔"وہ تلخ سے ہنسی تھی۔"

چلتی ہوں دیر ہو رہی۔" آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتی وہ تیزی سے وہاں سے" نکل گئی تھی۔ جبکہ وہ وہیں کھڑا اسے دیکھتا رہا جب تک وہ نظروں سے او جھل نہیں ہو گئی۔

ⓃⓄⓋⒺⓁⒷⓎⒽⒾⓃⒶⓃⒶⓏ

کیا ہوا؟ کچھ بولو گے بھی یا پھر بس میرا منہ ہی تکنے آئے ہو۔" شازم اسے" گھورتے بولا تھا۔

وہ میں نے تم لوگوں کے خاندانی ڈاکٹر کو پکڑا تھا۔" بول کے وہ چپ ہوا تھا۔"

تو..؟ کیا کہا اس نے؟ جلدی بولو یار۔۔۔ فلمی سین کریٹ کیے بغیر۔" وہ جھنجلایا" تھا۔

کافی مار پیٹ کی۔اس کے بعد مان گیا وہ،آنٹی یعنی تمھاری ماں کی حالت غلط "
"دوائیوں کی وجہ سے ہے۔

"غلط دوائیوں؟"

" اس کا کہنا اسے جو کچھ کہا گیا تھا اس نے وہی کیا۔"

کس نے کہا اسے؟"ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا۔عدنان نے اس کی طرف دیکھا پھر "
نظروں کا زاویہ بدلہ تھا۔

"سلطان آفندی نے۔"

شازم نے آنکھیں زور سے بند کر کے کھولیں تھیں۔

مگر کیوں ؟"ایسے لگ رہا تھا کہ یہ سوال اس نے اپنے باپ سے کیا ہو، احتجاج، "
کرب، تکلیف سب تھا لہجے میں۔

تمھارے ماموں کے قتل میں ملوث تھا تمھارا باپ اور یہ بات تمھاری ماں جان"
گئی تھی، انھوں نے بغاوت کرنے کی کوشش کی تھی ان سے، جس کے نتیجے میں
"ان کا یہ حال کیا گیا۔

اب کی بار وہ شاک ہوا تھا، آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہوئیں تھیں۔

اور زینب نے واقعی میں ہی سمیر سے شادی کی تھی، وہ مڈل کلاس تھا تمھارے"
باپ نے مروا دیا اسے، اور تمھیں یہ بتایا کہ زینب کے ساتھ اس نے غلط کیا ہے
"کیونکہ وہ جانتے تھے کہ تم زینب کا ساتھ دو گے اس معاملے میں۔

اسے لگا تھا کہ وہ مزید آپنے پیروں پہ کھڑا نہیں ہو سکتا، ذہن ماؤف ہو رہا تھا، اس نے سلاخوں کو سہارے کے طور پہ زور سے پکڑا تھا۔

شازم!!" عدنان نے پکارا تھا اسے۔"

ہمارے باقی ساتھی پکڑے گئے ہیں، میں چُھپتا چھپاتا آیا ہوں یہاں شاید واپسی پہ" میں بھی پکڑا جاؤں۔

اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کا کہا تھا اور خود وہیں بیٹھ گیا تھا۔

اس کے باپ نے انھیں بھی نہیں چھوڑا؟" چہرے پہ ہاتھ پھیرتا آنکھیں بند کر" کے ٹیک لگا گیا تھا وہ۔

ⓃⓄⓥⓔⓛⒷⓨⒽⓘⓝⓐⓃⓐⓩ

کمرہ عدالت میں خاموشی چھاگئی تھی، جسے فراز صاحب کی آواز نے توڑا تھا۔

"سب سے پہلے تو میں اپنی فاضلہ دوست سے افسوس کرناچاہوں گا، حال ہی میں ان کی شادی ٹوٹی ہے اور اس سے اگلے ہی دن ان کی والدہ کاانتقال ہو گیا، تعزیت قبول کریں، میں سلیوٹ پیش کرناچاہوں گاان کی ہمت کو کہ اتنے بڑے کرائسز کے بعد بھی یہ آج پوری ہمت کے ساتھ ایک جذبہ لئے ہمارے ساتھ موجود ہیں، بہت کم لوگ ہوتے ایسے جو اپنا غم بھلا کر دوسروں کی ڈھال بن کے ان کے ساتھ کھڑے ہوتے۔" انھوں نے ہلکاسا سر کو خم دے کے مڑ کر پیچھے اپنی نشست پہ بیٹھی سوہا کی طرف دیکھا تھا جو سپاٹ تاثرات لئے ان کی طرف دیکھ رہی تھی ان کا انداز تمسخرانہ تھا کم از کم سوہا کو یہی لگا تھا، انہی تاثرات کے ساتھ اس نے سر ہلا کے شکریہ ادا کیا تھا۔

لیکن یہاں پہ ایک بات قابل غور ہے، جس دن ان کی والدہ کا قتل ہوا اسی دن "سلطان آفندی" کا قتل ہوا، کیونکہ ان کی والدہ نے ہی ان پہ حملہ کیا تھا

اور جوابی حملے میں وہ خود بھی اپنی جان گنوا بیٹھیں۔ یہ واقعہ جس دن پیش آیا یعنی 25 اگست اسی دن اس کیس کی سماعت تھی، اس واقعے کی وجہ سے تاریخ آگے بڑھا دی گئی، تو سوال یہ اٹھتا ہے کہ یہ واقعہ اسی دن ہی کیوں پیش آیا؟ مان لیتے کہ یہ ایک محض اتفاق تھا لیکن حملہ کرنے والی ان کی والدہ تھی بغیر کسی دشمنی کے ٹھیک اسی دن ہی کیوں وہ حملہ کریں گیں؟" وہ رکا تھا ایک اچٹتی نظر سوہا پہ ڈالی تھی جواب اپنی نشست سے کھڑی ہوئی تھی۔

وہ اس لئے کہ انھیں وقت چاہئیے تھا ابھی جو لڑکے جو کہ میرے کلائنٹ "شازم آفندی" کے دوست بھی ہیں وہ اعتراف جرم کر کے گئے ہیں، ان سے زبردستی یہ بیان دلوایا گیا ہے، تشدد کیا گیا ہے ان پہ، انھیں ڈرایا دھمکایا گیا ہے، ان کا چہرہ

دیکھیں۔" شاویز کی طرف انگلی سے اشارہ کیا تھا جس کے چہرے پہ نیل تھا دائیں گال پہ،

ان کے چہرے پہ نشان اس بات کا ثبوت ہیں کہ ان پہ تشدد کیا گیا ہے۔ جبکہ " پولیس تحویل میں تھے وہ دو دن سے ان پہ کسی قسم کا کوئی تشدد نہیں کیا گیا پولیس کی طرف سے۔ اور رہی بات لڑکی کی ماں کی تو ایک ماں کب تک بیٹی کے خلاف جا "سکتی مان لی ہار بیٹی کے آگے، ماں کی ممتا جاگ گئ۔

سوہانے گردن موڑ کے پہلے شاویز کے چہرے کی طرف دیکھا تھا جس کا دائیں گال سوجھا بھی ہوا تھا اور نشان تھا، پھر اس نے ایک گھوری اذہان پہ ڈالی تھی، اذہان کی غصیلی نظریں "جہانگیر" پہ تھیں جو خود پہ پُر تپش نظریں محسوس کرتا ادھر اُدھر جھانک رہا تھا لیکن اذہان کی طرف دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔

ویل!!ان کے چہرے پہ نشان کیسے آیا یہ تو وہی بہتر بتا سکتے،آپ کے سامنے ہیں" سب ان سے پوچھ لیں وہ یہ سب اپنی مرضی سے کہہ رہے یا پھر زور زبردستی۔" وہ شانے اچکاتی آگے بڑھی تھی،جہاں پہ فراز صاحب کھڑے تھے ان کے برابر آ کر کھڑی ہوئی تھی۔

اور رہی بات "سلطان آفندی" کے قتل کی تو میں یہی انتظار کر رہی تھی کہ آپ" یہ بات پہلے شروع کریں،ایک سوال میں اٹھاتی ہوں،24 اگست کو "شازم آفندی" باہر کیا کر رہا تھا؟" وہ ٹیبل کی طرف بڑھی تھی کچھ اٹھایا تھا اور پھر جج صاحب کی طرف بڑھی تھی

یہ وہ ویڈیو ہے جس میں "شازم آفندی" میری شادی والے دن میرج ہال میں " "موجود ہیں۔

" یہ تو آپ کو پتہ ہو کیوں کہ آپ کے دولہا تو وہی تھے نہ۔؟"

میری شادی "افراہیم بیگ" سے ہو رہی تھی۔"وہ تیز لہجے میں بولی تھی۔"

اور اس بات کا گواہ وہاں موجود ہر شخص ہے۔یہ شخص وہاں صرف اور صرف" تماشا کرنے آیا تھا، اور کامیاب بھی ہو گیا، کیا اتنا کمزور ہمارا سسٹم ہے کہ کچھ پیسوں کے عِوض مُجرم باہر دھندناتے پھریں، ان کا سب سے زیادہ ساتھ اس کام میں "انسپکٹر نوید" نے دیا ہے یہ رہی ان کی فائل یہاں کا سب سے زیادہ کرپٹ بندہ ہے یہ، بحث بہت طویل ہو جائے گی اگر وکیل صاحب گڑھے مردے اکھاڑنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے مگر اصل موضوع سے بات ہٹ جائے گی میں درخواست کرتی ہوں اپنے فاصل دوست سے کہ پہلے وہ اس کیس کو نمپٹنے دیں ہم بھی یہاں ہیں یہ بھی یہاں ہیں الگ کیس میں یہ سب معاملات طے پا جائیں گے۔" تنفس تیز تیز چل رہا تھا اس کا سرخ چہرہ لئے وہ بول رہی تھی، صرف وہی جانتی تھی کہ کیسے اس نے خود کو کنٹرول کیا تھا۔فراز صاحب نے گردن موڑ کے غصے سے شازم ہیں تھا کہ کیاہون کی طرف دیکھا تھا جو دنیا جہاں سے بے خبر بیٹھا تھا اسے کچھ پتہ

رہا تھا اُدھر، اتنی بڑی غلطی کیسے کر سکتا ہے یہ؟ مگر شاید وکیل صاحب یہ بھول گئے تھے کہ ثبوت مٹانا سلطان آفندی کا کام رہا ہے، مگر اس بار انھیں کچھ بھی مٹانے کی مہلت ہی نہیں ملی تھی،

انسپکٹر نوید نے بھی غصے سے جہانگیر کی طرف دیکھا تھا جو شانے اچکا گیا تھا۔

"فراز صاحب سلطان آفندی کے قتل کیس کو اس کیس سے الگ رکھا جائے اور بجائے اس پہ وقت ضائع کرنے کے آپ اصل مقصد پہ فوکس کریں، شازم آفندی جیل سے باہر کیا کر رہا ہے؟ آپ اس کا جواب دیں، میڈیکل رپورٹ بھی سب ثابت کر رہی ہے اوپر سے ان کے ساتھی بھی اعتراف جرم کر چکے ہیں، آپ اگر کچھ ثابت کر سکتے ہیں تو کریں ورنہ ادھر اُدھر کی باتیں کر کے عدالت کا وقت ضائع نہ کریں۔"

ان کے ساتھیوں سے زور زبردستی بیان دلوایا گیا ہے اور یہ بات میں ثابت کروں گا لیکن اس سے پہلے میں بات کرنا چاہوں گا میڈیکل رپورٹ پہ، یہ رپورٹ اپنی مرضی سے زور زبردستی بنوائی گئی ہے، جس ڈاکٹر سے یہ رپورٹ بنوائی گئی میں انھیں عدالت میں پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔"

"اجازت ہے۔"

سب نے اچنبھے سے گردن موڑ کے ڈاکٹر کی جانب دیکھا تھا جو قدم اٹھاتا اب کٹہرے میں کھڑا ہوا تھا۔

"آپ کا نام؟"

"الیاس انصاری۔"

"اس رپورٹ کو پہچانتے؟"

جی بالکل! کیسے بھول سکتا۔" کچھ لمحے رپورٹ کو غور سے دیکھنے کے بعد" جواب آیا تھا۔

اس پہ دستخط بھی آپ کے ہیں، آپ اس رپورٹ کے بارے میں بتا سکتے، کب" "بنائی؟ کیسے؟ مطلب اس کی ڈیٹیل۔

ضرور! پہلے تو میں بہت زیادہ پیشمان ہوں کہ میں آپنے پیشے کے ساتھ بد دیانتی" کی اور شاید یہ میری پہلی اور آخری غلطی تھی، یہ رپورٹ مجھ سے زبردستی بنوائی "گئی مجھے جان سے مارنے کی دھمکی ملی تھی، پریشر میں آ کے میں نے بنادی۔

آبجیکشن یور آنر۔" وہ تیزی سے کھڑی ہوئی تھی۔"

"آبجیکشن اوور رولڈ۔"

"آپ جانتے کون لوگ تھے وہ؟ جنھوں نے آپ کو دھمکایا؟"

"نہیں میں نہیں جانتا انھیں وہ لوگ سامنے نہیں آئے۔"

"چلیں کوئی بات نہیں، آپ جا سکتے ہیں، ہمارا اصل مقصد تو صرف یہی بتانا تھا کہ یہ رپورٹ جھوٹی ہے، مائی لارڈ جس طرح ان کو ڈرایا دھمکایا گیا ٹھیک اسی طرح میرے کلائنٹ شازم آفندی کے دوستوں کو بھی دھمکایا گیا ہے، میں ان کو باری باری بلانا چاہوں گا کچھ سوالات کے لیے۔ شاویز جن کے چہرے پر تشدّد کے نشانات بھی ہیں سب سے پہلے میں انھیں بلانا چاہوں گا۔"

"میں کچھ کہنا چاہتی ہوں جج صاحب۔" اچانک پیچھے سے آنے والی آواز پہ چونک کے سب نے دیکھا تھا اس آواز پہ شازم نے بھی سر اٹھا کے دیکھا تھا آنکھوں میں حیرت ابھری تھی، ماتھے پہ لکیریں واضح ہوئیں تھیں۔

"میں کچھ دکھانا چاہتی ہوں، ہو سکتا اس کے بعد کسی بھی سوال یا جواب کی ضرورت نہ پڑے، عدالت کا بہت سا وقت بھی ضائع ہونے سے بچ جائے گا۔" وہ مستحکم لہجے میں بولی تھی۔ سوہا نے گہری سانس بھری تھی الجھن زدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا کہنے جا رہی۔

"آپ کو جو بھی کہنا کٹہرے میں آ کے کہیئے۔"

وہ خراماں خراماں قدم اٹھاتی کٹہرے میں جا کھڑی ہوئی تھی۔

میں "زینب سلطان "ملزم "شازم آفندی" کی بہن ہوں۔انھوں نے خود" میرے سامنے اعتراف کیا ہے ان پہ لگاالزام سچاہے اور وہ اعتراف اس میں محفوظ ہے۔"اس نے ایک پیکٹ ہوامیں لہرایاتھا، بولتے ہوئے ہنوز اس کی نظریں شازم پہ ہی تھیں جو بناپلک جھپکے اس کی طرف ہی دیکھارہاتھاشاید یقین کرنے کی کوشش کررہاتھا۔

اور میرابھائی مجھ سے جھوٹ نہیں بولتا، یہی تو ایک ان کی خوبی ہے۔آپ چاہیں" "توانھیں یہاں بلاکے پوچھ سکتے ہیں، یہ جھوٹ نہیں بولیں گے۔

اب کی بار شازم کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی تھی زخمی مسکراہٹ۔وہ ویڈیو چل رہی تھی، کمرے میں اس کی وہی آواز گونج رہی تھی جس میں وہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے کھڑاچلاچلاکے اعتراف کررہاتھا۔اس دن وہ گھر سے پوری تیاری سے نکلی تھی آر یاپار، وہ اس دن سوچ کے نکلی تھی ایک بار شازم سے کنفرم کرناچاہتی تھی اگر وہ ان سب سے انکار کرتاتوپہلے وہ سوہا سے بات کرتی اگر وہ نہ مانی تواس

نے سوچ لیا تھا اپنے بھائی کو بچانے کے لیے وہ وہی سب کرے گی جو سلطان آفندی کر رہا تھا، لیکن اگر وہ الزام سچا نکلا تو۔۔۔۔کچھ لمحے سوچنے کے بعد دل مضبوط کیا تھا اسے شازم کے ساتھ اس دن ملاقات ریکارڈ کرنی تھی اگر وہ اعتراف کرے تو بھی اور اگر انکار کرے تو بھی۔اس کی شرٹ کے اوپری حصّے پہ بٹن تھا وہ بٹن اس نے خود ٹانکا تھا صرف کیمرہ نصب کرنے کے لئے،ڈوپٹہ بھی اس نے اسی لحاظ سے سیٹ کیا تھا۔

"اس ویڈیو میں دیکھ سکتے ہیں ہم کہ کیسے ایک ہی سوال بار بار دہرایا جا رہا اور جس انداز سے پوچھا جا رہا، جس سٹیج پہ وہ اس وقت تھے تو اکتاہٹ سے وہ وہی جواب دیتے جو اگلا سننا چاہ رہا تھا، جذباتی ہو کے انھوں نے یہ سب کہا ہے یعنی کہ ان کی اپنی ہی بہن ان پہ شک کر رہیں تھیں انھوں نے غصے میں وہی جواب دیا۔وہ کہہ بھی رہے ہیں کہ ان سب دور رہو، شاید آپنی بہن کو ان سب سے دور رکھنے کے لیے انھوں نے یہ سب کہا ہو۔ایسے صرف اس ویڈیو کی بنا پہ تو نہیں پرکھ سکتے ہم۔"

"کونسا بھائی اپنی بہن کے سامنے اس طرح کا اعتراف کرتا ہے وہ بھی غصے اور جذبات میں آکر؟" سوہا سینے پہ بازو باندھتی بھنویں اچکاتی فراز صاحب کی طرف گھومی تھی۔

"میرے خیال میں بھائی اس سوال کا جواب بہتر دے سکتے ہیں، کہا تو ہے وہ جھوٹ نہیں بولیں گے، انھوں نے یہ سب کیوں کہا ہے بہتر بتا سکتے ہیں وہ، فضول کی بحث اور سوالات کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔" وہ ایک بار پھر درمیان میں بولی تھی بار بار ایک ہی جملہ دہرا رہی تھی وہ بھی اتنے یقین سے، شازم جانتا تھا کہ وہ کیوں کہہ رہی تھی ایسا، وہ واقعی میں ہی اس سے جھوٹ نہیں بولتا تھا ہاں سچ چھپاتا ضرور تھا مگر تب تک جب تک اسے بھنک نہ پڑے سامنے آنے پہ وہ جھوٹ سے کام لینے کی بجائے سیدھی بات کرتا تھا۔ وہ کھڑا ہوا تھا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا زینب کے پاس گیا تھا یہ سب کے لئے ناقابل یقین تھا کیونکہ وہ بنا کہے اپنی جگہ

سے خود اٹھ کے گیا تھا، زینبِ پیچھے ہٹی تھی مگر وہاں سے ہٹتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

ایم سوری! مگر کیا کرتی میری رگوں میں بھی "آفندی" کا خون ہے دھوکہ اور" پیٹھ پیچھے وار کرنا فطرت میں شامل تو ہوگا۔" مقابل کے چہرے کا رنگ بدلا تھا، وہ چہرہ جس پہ ہمیشہ مسکراہٹ رہتی تھی وہاں بلا کی سنجیدگی تھی، تکلیف کے آثار تھے، ریلنگ کو زور سے پکڑا تھا، شاید خود کو کمپوز کرنے کی کوشش میں تھا۔ سیدھا کھڑا ہوا کچھ لمحے زمین کو گھورنے کے بعد اس کی آواز گونجی تھی۔

اس ویڈیو میں میں نے جو بھی کہا سب سچ ہے۔ بنا کسی دباؤ کے اپنے پورے ہوش" ہو حواس میں میں نے یہ سب کہا تھا۔ اور میں یہ سب تسلیم کرتا ہوں۔" سناٹا چھایا تھا وہاں، ناقابلِ یقین اعتراف تھا وہ سب کے لئے۔ رشنا نے آنکھیں بند کی تھیں دو آنسوں نکل کے گال پہ بہے تھے۔ سوہا نے پیچھے مڑ کے دیکھا تھا پہلے رشنا کی طرف اور پھر زینب کی طرف دونوں کی آنکھوں میں آنسوں تھے مگر کیفیت

دونوں کی مختلف تھی۔وہ اعتراف کر چکا تھا اپنی بہن کے کہے کا مان رکھ چکا تھا اس نے ویڈیو کی تصدیق کی تھی،اس کا ہر لفظ اس ویڈیو کے بارے میں تھا۔

کیس کلوزڈ۔" جہانگیر بڑبڑایا تھا اور ساتھ بیٹھے اذہان کو تھپکی دی تھی۔"

عدالت کا فیصلہ آچُکا تھا،شازم اور اس کے ساتھیوں کو بائیس سال بامشقت قید سنائی گئی تھی،انسپکٹر نوید کو سسپینڈ کر دیا گیا تھا۔

تھینک یو۔" باہر آتے ہی رشنا سوہا کے گلے لگی تھی۔کچھ لمحے یوں ہی گزر گئے" وہ ایموشنل تھی وہ خود ہی اپنی اس حالت کو نہیں سمجھ رہی تھی۔

آپ اگر مجھے حوصلہ نہ دیتیں، میری اس دن ہمت نہ بندھاتی تو آج حالات "
"مختلف ہوتے میں کسی کونے میں ابھی بھی پڑی ہوتی یا پھر شاید قبر میں۔

سوہانے اسے آہستہ سے خود سے الگ کیا تھا۔

ایویں ایسے پڑی ہوتی، تم خود ہی اتنی بہادر ہو ہمت تو ہر کوئی بندھا دیتا ہے سب "
"سے بڑا کام خود ہمت کرنا ہوتا ہے جو تم نے کیا۔اور یہ آنسو صاف کرو۔

خوشی کے آنسو ہیں یہ تو بہنے دیجیئے آج۔۔۔یہ ٹشو۔۔"وہ گاڑی کے پاس ہی"
کھڑے تھے اذہان نے ٹشو گاڑی سے نکال کے اس کی طرف بڑھائے۔

"ویسے بھی رونا پسندیدہ کام ہے ان کا۔"

ویسے مجھے تو کئی بار شکریہ بول چکی ہو آج زینب کا بنتا ہے یہ نہ ہوتی تو شاید "
اتنی جلدی کامیابی نہ ملتی۔" زینب ان کی طرف آرہی تھی اسے دیکھ کے سوہا بولی۔
وہ قریب پہنچی رشنا نے اسے شکریہ بولا تھا اس نے بدلے میں ہلکا سا سر ہلایا تھا۔
سب ہی جانتے تھے وہ اس وقت کس کیفیت سے گزر رہی۔

ویسے تم دونوں شادی کب کر رہے ؟" سوہا کی جانب سے اس غیر متوقع سوال "
پہ دونوں چونکے تھے۔ اگلے ہی پل اذہان مسکرایا تھا۔

"جب آپ کہیں۔"

"ارے میرے کہنے سے کیا لینا دینا شادی آپ دونوں نے کرنی ہے۔"

اسی سے پوچھیں اگر تو یہ جلدی مان گئی تو بہت جلد اور اگر نہیں تو پھر تین چار "
"سال انتظار کر لیں گے۔

وہ آنکھوں میں شرارت لئے رشنا کو دیکھتے بولا جبکہ وہ سٹپٹائی تھی اس غیر متوقع موضوع پہ، گال دہک رہت تھے۔

یہ کیوں نہیں مانے گی، اتنے اچھے ہو انکار کی وجہ ہی نہیں ہے۔ بائے داوئے" "مجھے اپنی شادی پہ لازمی بلایئے گا۔

ضرور!! تھوڑے دنوں تک کارڈ آپ کے گھر پہنچ جائے گا۔" وہ مسکراہٹ" دبائے بولا تھا جبکہ رشنا کی حالت غیر ہو رہی تھی وہ رونا بھول چکی تھی۔

انتظار کروں گی۔" مسکراتے ہوئے کہہ کے وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی" تھی۔

"ہم بھی چلیں۔۔۔؟"

کہاں۔؟"گھبراہٹ میں اس کے منہ سے نکلا تھا۔"

"فی الحال تو گھر۔۔۔"

ہاں۔۔"وہ پھرتی سے گاڑی میں بیٹھی تھی۔ جبکہ اس کی اس قدر پھرتی دیکھ کے" مسکراہٹ دبائی تھی اس نے۔

ⓃⓄⓋⒺⓁⒷⓎⒽⒾⓃⒶⓃⒶⓏ

شام اتر رہی تھی،دن بھر کی گرمی کے بعد اب موسم قدرے خوشگوار تھا۔ سوہا فریش ہو کے باہر لان میں آئی تھی آج وہ ضرورت سے زیادہ ہی فارغ تھی،زینبِ اپنی ماما کے پاس واپس جا چکی تھی ان کا علاج چل رہا تھا۔ سوہا اکیلی ہی ہوتی تھی گھر ساتھ ایک ملازمہ۔ وہ ایک ہاتھ میں چائے کا مگ تھامے اور دوسری ہاتھ میں

موبائل تھامے اس میں مگن تھی اچانک گاڑی کے ہارن پہ گردن اٹھا کے دیکھا تھا۔وہ چونکی تھی "جنید چوہان" کی گاڑی تھی،اور اس گاڑی کے پیچھے ہی ایک اور گاڑی تھی مطلب پوری "چوہان فیملی" تھی۔

باقی سب لوگ اس سے مل کے اندر جا چکے تھے مگر جنید صاحب وہیں تھے شاید ان دونوں باپ بیٹی کو اکیلے ٹائم دیا تھا،وہ اس کے سامنے سر جھکائے بیٹھے تھے۔ آنکھ ملانے کی ہمت نہیں تھی۔

پاپا!!"اس کی آواز پہ انھوں نے سر اٹھایا تھا۔وہ دونوں نیچے ہی گھاس پہ بیٹھے" تھے۔

یہ سر جھکا ہوا اچھا نہیں لگتا۔اور بیٹیاں تو کبھی بھی اپنے باپ کا جھکا ہوا سر نہیں" دیکھ سکتیں۔"وہ نم آنکھوں سے مدھم آواز میں بولی تھی۔وہ ان سے نالاں تھی مگر باپ کو اس حالت میں سامنے دیکھ کے سب بھول گئی تھی۔

میں نے ہمیشہ تمھیں "زارا ہمدانی" کی بیٹی ہونے کی سزا دی، تمھیں خود سے "
دور رکھا یہ سوچ کے کہ تم بھی اس کی بیٹی ہو جس طرح وہ چھوڑ کے چلی گئی اپنے
مقصد کے لیے ایک دن تم بھی ویسے ہی چلی جاؤ گی۔" وہ زمین کو گھورتے ٹوٹے
ہوئے لہجے میں بولے تھے اسے ان کی آواز روندی ہوئی لگی تھی، حیرانگی سے دیکھا
تھا ان کی طرف وہ پہلی بار اپنا دل اس کے سامنے کھول رہے تھے۔

مگر میں نے کبھی تمھارا برا نہیں چاہا تھا کیوں چاہوں گا بیٹی ہو میری، دل تو "
دھڑکتا تھا نہ تمھارے ساتھ میرے لاکھ قطع تعلقی کے بعد بھی، خود پہ تو خول
"چڑھا لیا تھا مگر اس دل کا کیا کرتا۔

اپنی بیٹی بھی مانتے تھے اور یقین بھی نہیں کرتے تھے؟" نا چاہتے ہوئے بھی "
شکوہ لبوں سے نکلا تھا۔ وہ تو پہلے ہی نظریں ملا نہیں پا رہے تھے اوپر سے اس کا شکوہ
سن کے مزید گڑھے تھے۔

گناہ گار ہوں تمھارا، معافی کے قابل تو نہیں لیکن پھر بھی۔۔۔" بات ابھی منہ میں ہی تھی کہ وہ آگے بڑھ کے گلے لگ چکی تھی۔ ایک پل کے لئے تو وہ ساکت ہوئے تھے مگر اگلے ہی پل انھوں نے اس کے سر پہ بوسا دیا تھا۔ جو بھی تھا مگر اپنے باپ سے وہ معافی نہیں منگوا سکتی تھی انھیں اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔ جو تھا ماضی کا حصّہ تھا ان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید دل بدلنے میں عرصہ لگتا، یا شاید بدلتا ہی نہ مگر بیٹیاں اپنے باپ کو یوں ٹوٹا ہوا، جھکا ہوا نہیں دیکھ سکتیں۔

جو ہوا بھول جائیں یوں سمجھیں کبھی تھا ہی نہیں وہ وقت۔" آہستہ سے الگ" ہوتی ان کی تر آنکھیں صاف کرتی بولی تھی۔ بدلے میں انھوں نے بچوں کی طرح سر ہلایا تھا۔ وہ مسکرائی تھی۔

امی کو بھی معاف کر دیں۔" کچھ لمحے خاموشی میں گزر جانے کے بعد اس نے" گزارش کی تھی۔

"بیٹا جو لوگ اس دنیا سے چلے جاتے ہیں نہ ان کی قدر اس دنیا میں بڑھ جاتی ہے اور میرے دل میں جو بھی تھا اس کے لئے وہ اپنے ساتھ ہی لے گئی ہے۔" گہری سانس لی تھی انھوں نے۔ وہ بس سر ہلا کے رہ گئی تھی۔

ⓃⓞⓥⓔⓛⒷⓨⒽⓘⓝⓐⓃⓐⓩ

"کیوں ملنا چاہتے تھے مجھ سے؟"

واہ! ویسے امید نہیں تھی کہ میرے بلانے پہ آپ آجائیں گی۔" پہلے والی" مسکراہٹ اس کے چہرے پہ لوٹ آئی تھی بالکل نارمل تھا وہ۔

جو بولنا ہے جلدی بولوں، اتنا فضول وقت نہیں ہے میرے پاس۔" وہ سختی سے" بولی تھی۔

میں جانتا ہوں بلکہ مجھے یقین ہے کہ یہ ہماری آخری ملاقات نہیں ہو گی، کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی موڑ پہ دوبارہ ضرور ملیں گے، اور جانتی ہیں اب آپ کی آگے والی زندگی میں کوئی شازم آفندی نامی شخص نہیں ہو گا، لیکن۔۔۔۔۔" وہ لمحے بھر کے لیے رکا تھا، ہلکا سا مسکرایا، اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا وہ اس کی طرف ہی متوجہ تھی۔

"آپ چاہ کے بھی شازم آفندی کو بھول نہیں پائیں گی، جتنے دکھ، جتنے حادثے اس کی وجہ سے آپ کی زندگی میں رونما ہوئے ہیں نہ وہ آپ کو اسے بھولنے نہیں دیں گے۔"

اور ہاں شادی کر لیجیئے گا کیونکہ اس بار کوئی شازم آفندی نہیں آئے گا وہ شادی رکوانے یا تڑوانے۔ اس لئے بنا کسی خوف کے دھوم دھام سے کریئے گا، اپنی پسند کی نہ کہ اپنے باپ کے کہنے پہ ایک بار پھر قربان ہونے کے لئے تیار ہو جایئے گا۔"

ان سب باتوں کے درمیان لمحے بھر کے لیے بھی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں سے جدا نہیں ہوئی تھی، لیکن آخری بات معدوم مسکراہٹ سے تیوری چڑھا کے بولی تھی۔

"جانتی ہیں آپ سے محبت ہو گئی تھی مگر اس محبت کے سامنے انا، ضد اور غصہ آ گیا تھا اور جب محبت کا سامنا "ضد اور انا" سے ہو تو "محبت" کہیں دور رہ جاتی۔ ضد اور انا بازی لے جاتیں۔" اسے نہ بولتا دیکھ کے وہ ایک بار پھر ٹھہر ٹھہر کے بولا تھا، دل خالی ہوا تھا شاید یہی سوچ کہ وہ اس چہرے کو پتہ نہیں دوبارہ دیکھ سکے گا بھی کہ نہیں۔ وہ نظریں پھیر گیا تھا اس کے چہرے سے۔

"ہو گیا؟"

"نہیں۔زینب کے لیے بلایا ہے آپ کو،اس کا خیال رکھیئے گا،بغیر کوئی بات دل میں رکھے،یہی سوچ کے کہ وہ آپ کی بہن ہے۔بہت معصوم ہے وہ۔" اب کی بار وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔

"اپنی بہن سے اتنی محبت اور دوسروں کی بہنیں۔۔" جملہ ادھورا چھوڑ گئی تھی وہ۔مقابل کے ماتھے کی سلوٹیں بڑھیں تھیں۔

"یہ سلسلہ بہن کی محبت سے ہی شروع ہوا تھا،اپنی بہن کا بدلہ لینے کے لیے ہی میں اس راستے پہ نکلا تھا اگر میری بہن محفوظ نہیں تو کسی کی نہیں۔" دانت پیستے غرایا تھا مگر کچھ یاد آنے پہ فوراً نظریں چُرائیں تھیں (اس کی بہن کے ساتھ تو سب کچھ کرنے والا اس کا اپنا باپ ہی تھا،اس کے باپ نے ہی تو جھوٹ بولا تھا)۔

"جھوٹ۔۔بہن کا بدلہ لینے کے لیے نہیں بلکہ اپنے نفس کی تسکین کے لیے، اگر بہن کا بدلہ ہی لینا ہوتا تو اتنا غلیظ راستہ کبھی نہ اپناتے بلکہ دوسروں کی تکلیف

محسوس ہوتی تمھیں۔ مگر تم نے وہی راستہ چنا جس سے تمھیں تسکین ملی۔" چبا چبا کے کہتی وہ پلٹ گئی تھی جبکہ وہ سن کھڑا تھا۔

ⓃⓄⓋⒺⓁⒷⓎⒽⒾⓃⒶⓃⒶⓏ

وقت کی سوئیاں تیزی سے گھوم رہیں تھیں، سب آگے بڑھ چکے تھے اپنی زندگیوں میں، سوہا اس دن ان کے ساتھ گھر نہیں گئی تھی اس کا کہنا تھا کہ وہ فی الحال اکیلی رہنا چاہتی، بہت جلد وہاں آجائے گی، ل مگر ابھی نہیں کسی نے اسے فورس نہیں کیا تھا، شنایا اس کے ساتھ رہتی تھی اب۔ ویسے تو وہ سکون کی زندگی گزار رہی تھی مگر ایک شخص تھا جس سے وہ تنگ تھی "جہانگیر زیدی۔" وہ جتنا اس سے اجتناب برتی تھی اتنا ہی وہ سامنے آتا تھا۔ وہ زچ ہوتی تھی اس کی باتوں سے۔

موحد کی شادی کی تیاریاں چل رہیں تھیں اس دن ایک تو سوہا والا واقعہ اور اگلے ہی دن زارا ہمدانی کی موت شادی ڈیلے ہوتے ہوتے ایک سال بیت گیا تھا، وہ کچھ دنوں کے لیے چوہان ہاؤس آئی تھی۔اب کی بار اسے دکھ نہیں ہوا تھا اس کی شادی کا سن کے۔

"بقول اس کے "موحد اس کا اچھا دوست ہو سکتا مگر اچھا پارٹنر نہیں۔

وہ اس وقت کچن میں کھڑا کافی بنانے میں مصروف تھا جب ڈور بیل بجی۔دروازے پہ اذہان کو دیکھ کے حیران ہوا تھا۔

ارے زہے نصیب آپ کیسے ادھر آ گئے، شادی کے بعد تو عید کا چاند ہی ہو گئے "ہیں آپ۔"

شادی چیز ہی ایسی ہے بڑے بڑے لوگ انڈر گراؤنڈ ہو جاتے، خیر تم کیا" جانو۔"اس دیکھتے چوٹ کی تھی۔وہ اس کے پیچھے ہی کچن میں چلا گیا تھا۔

ہاں آڑالو مذاق۔"بدمزہ ہوا تھا وہ۔ساتھ ہی اسے اپنے لئے بنائی کافی تھمائی" تھی۔

"ویسے لڑکی تو تم نے ڈھونڈ ہی رکھی ہے کر کیوں نہیں لیتے شادی؟"

"کونسی لڑکی؟"

زیادہ ایکٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں سوہا کے گھر کے اور آفس کے تیرے جو" چکر لگ رہے سب پتہ ہے مجھے۔اور سنا ہے بے عزت بھی کافی بار ہو چکے ہو۔" اذہان نے تفتیشی نظروں سے اسے دیکھتے پوچھا تھا۔

"تمھیں کس نے بتایا؟"

"مطلب ہو چکے ہو بے عزت،، چچ۔میں تو تکا مارا تھا۔"

وہ فوراً خجل ہوا تھا۔

". نہیں، مطلب تھا کہ تمھیں کس نے کہا؟"

"اچھا چھوڑو ایک مشورہ دیتا ہوں۔"

"کیا؟"

اس کی بات سن کے اسے گھورا تھا

"بکواس نہیں کرو۔ پکڑا گیا تو۔"

ارے انھیں کیا پتہ کون ہو جو بھی پوچھے بتا دینا سوہا کا کلاس فیلو، اس نے بلایا ہے۔" فوراً حل پیش کیا تھا۔

کچھ لمحے سوچنے کے بعد وہ مسکرایا تھا۔

ⓃⓄⓋⒺⓁ ⒷⓎ ⒽⒾⓃⒶ ⓃⒶⓏ

سیاہ رنگ کی میکسی، جس کے گھیرے پہ ہلکا پھلکا گولڈن کام ہوا تھا، سر پہ ہم رنگ ڈوپٹہ سلیقے سے سیٹ کیے وہ کسی سے محوِ گفتگو تھی، جہانگیر کے لئے اس سے نظریں ہٹانا مشکل ہو رہا تھا ایک تو وہ پہلی کرش، دوسرا وہ آج اُدھر آیا ہی اس کے لئے تھا، تیسرا اذہان نے اسے اُدھر تیار کر کے بھیجا تھا کہ آج ہی اسے شادی کی بات کرنی تو نظریں ہٹنی بھی کیسے تھیں۔ مگر جس لڑکی کے ساتھ وہ کھڑی تھی

بقول اس کے وہ جونک کی طرح چمٹ گئی تھی اسے اُدھر سے ہلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی وہ بے چینی سے ادھر اُدھر چکر کاٹ رہا تھا ساتھ ڈر الگ کہ کوئی اس سے کچھ پوچھ ہی نہ لے۔ تبھی اس کا موبائل بجا تھا۔

بکو۔۔۔"کال اٹینڈ کرتے ہی وہ جھنجھلاتے ہوئے غرایا تھا۔"

صدقے!! جس ادا سے بول رہے ہو لگتا بارڈر پہ فائرنگ کر چکے ہو اور جوابی" حملے میں شدید زخمی ہوئے ہو۔" ساتھ ہی اذہان کا گلہ پھاڑ قہقہہ گونجا تھا۔

ہو گیا تمھارا؟ اب فون مت کرنا دوبارہ۔" فون بند کر کے سائیلنٹ پہ لگا کے" جیب میں ڈال چکا تھا نظریں ایک بار پھر سامنے تھیں اس لڑکی کا موبائل رنگ ہوا تھا وہ فون کان کو لگائے دوسری طرف چلی گئی تھی۔ اس سے پہلے کہ سوہا وہاں سے غائب ہوتی تیزی سے وہاں پہنچا تھا۔

اچھی لگ رہیں ہیں۔"اچانک آواز پہ اس نے سر اٹھا کے دیکھا تھا وہ حیران ہوئی" تھی۔

"آپ کو کس نے بلایا یہاں؟"

وہ جو سوچ رہا تھا کہ سخت الفاظ سننے کو ملیں گے مگر اپنا کمپلیمینٹ اس قدر اگنور ہونے پہ اس کا حلق تک کڑوا ہوا تھا۔

کیا مطلب کس نے بلایا ماشاءاللہ سے کافی عزت ہے ہماری، کافی جان پہچان ہے۔"

اس کے چہرے پہ ناگواریت پھیلی تھی مگر منہ سے کچھ نہیں بولی تھی۔

بات کرنی ہے آپ سے، جو میں کافی دنوں سے کرنے کی کوشش کر رہا ہوں مگر"
"موقع نہیں مل رہا تھا، سوچا آج موقع ملا ہے تو لگے ہاتھوں کر لوں۔

لگے ہاتھوں؟" اس نے بھنویں اچکائی تھیں۔ اسے اندازہ تھا وہ کیا بات کرنا چاہ رہا"
اور دل ہی دل میں وہ اس سے آج دو ٹوک بات کرنے کا سوچ رہی تھی۔

جی لگے ہاتھوں۔ چلیں پھر۔۔" اس نے ایک طرف اشارہ کیا تھا کیونکہ وہ جانتا"
تھا ادھر بات نہیں ہو گی کوئی نہ کوئی آ کے ضرور ٹوکے گا وہ چپ چاپ اٹھ کے اس
کے ساتھ چل پڑی تھی۔

فرمائیے۔" جاتے ہی بولی تھی۔"

جس طرح سے وہ بولی تھی وہ جو اتنے اعتماد سے بات کرنے کا سوچ رہا تھا سب ہوا
ہوا تھا۔ کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد کچھ سوچتے ہوئے گڑبڑا کے بولا تھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ۔۔۔"

کہ۔۔"وہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھی اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ" بغور دیکھ رہی تھی۔

کہ ہم دونوں ایک ساتھ مطلب اکٹھے۔۔۔۔"ایک بار پھر جملہ ادھورا چھوڑا" تھا۔

میں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں ایک ساتھ مل کے دشمن کے دانت کھٹے کریں۔"" اب کی بار وہ روانی میں جملہ مکمل کر گیا تھا۔

وہ جو کچھ اور ہی سوچ رہی تھی سن کے بھونچکائی تھی ایک پل کے لئے اسے لگا کہ " وہ اسے اپنے ساتھ نوکری کرنے کی آفر کر رہا۔

مطلب؟"نا سمجھی اور الجھن زدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔"

آپ نے جو دس سال پہلے میرے ساتھ کیا تھا نہ اس کے بعد لڑکیوں پہ اعتبار" کرنے سے ڈر لگتا ہے، تیس سال کا ہو گیا ہوں ابھی تک اکیلی جان لے کے گھوم " رہا ہوں۔

وہ لب بھینچ گئی تھی چہرے پہ غصے کے تاثرات ابھرے تھے وہ کیسے اس شخص سے سیدھی اور عقلمندانہ بات کی امید کر گئی تھی۔

میری جو باقی کی تھوڑی بہت زندگی رہ گئی ہے وہ میں آپ کے سنگ گزارنا چاہتا" ہوں۔"اس نے کچھ بولنے کے لئے لب وا کیے ہی تھے کہ مقابل کی مدھم غنائیہ اس کے کانوں میں گونجی تھی۔

آپ کے ساتھ اپنی ہر خوشی ہر غم بانٹنا چاہتا ہوں، آپ اپنی زندگی کے ہر موڑ پہ" چاہے خوشی ہو یا غم، کوئی بھی مشکل ہو "جہانگیر زیدی" کو اپنے ساتھ پائیں گی، نیز کہ یہ بندہ ناچیز اپنی باقی کی زندگی آپ کے تابع گزارنے کی خواہش رکھتا ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ میری خواہش کا احترام کریں گی۔" وہ خاموش ہوا تھا جبکہ وہ متحیر ہوئی تھی بنا پلک جھپکے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

میں کوئی بڑے بول نہیں بولوں گا، نہ ہی مجھ سے رومانٹک ڈائیلاگز بولے جاتے" ہیں اس معاملے میں خاصا اناڑی ہوں مگر اس بات کا وعدہ کرتا ہوں ہمیشہ کوشش کروں گا کہ آپ کی یہ خوبصورت آنکھیں آنسوؤں سے پاک رہیں۔ آپ ہمیشہ میری ان آنکھوں میں اپنے لئے عزت دیکھیں گی، میں نے کہیں پڑھا تھا کہ عزت محبت سے کہیں زیادہ خاص ہوتی ہے۔" دھیمے سروں میں اظہار کر کے اب اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے گریز برتا تھا جبکہ وہ ابھی بھی بے یقینی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی، اس نے پلکیں جھپکیں تو اپنی آنکھوں کو نم پایا تھا۔ اس کا ذہن لفظ "عزت" پہ ہی کہیں اٹک گیا تھا دوبارہ وہ دلہن بنی تھی سب نے اپنی عزت کا

خیال کیا تھا وہ تو کسی کھاتے میں ہی نہیں تھی اور پھر اس کی ماں اسے بھی تو ساری زندگی لفظ عزت نے ہی تو مارا تھا۔ آج اس شخص کے اظہار میں محبت کی بجائے بار بار عزت کا لفظ تھا۔ وہ چاہ کے بھی اسے کچھ بول نہ پائی تھی۔

برا لگا تو معذرت!! لیکن میں نے صرف اپنے دل کی خواہش بتائی ہے۔ مانتا" ہوں بہت دیر کر دی میں نے لیکن۔۔۔"سنا ہے جو دیر سے ملتا ہے وہ دور تک چلتا ہے۔" وہ تھوڑا آگے کو جھکتا سر گوشی نما لہجے میں بولا۔

"اور یہ کہاں سے سنا ہے آپ نے؟"

وہ فوراً منہ بناتا سیدھا ہوا تھا اب وہ اسے کیا بتاتا کہ آتے ہوئے وہ جو ڈائیلاگز گوگل کر کے آیا تھا یہ بھی ان میں سے ایک تھا۔

ایسے ہی بس بڑوں سے سنا تھا۔" وہ کان کھجاتا ادھر اُدھر دیکھتے بولا۔"

نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی اس حرکت پہ اس کے لبوں پہ مسکراہٹ پھیلی تھی۔

چلو دیکھتے ہیں پھر بڑوں کا کہا کتنا سچ ہوتا۔" مسکراہٹ دبائے ایک نظر اس کی" طرف دیکھتی اگلے ہی پل نظریں ہاتھوں کی ہتھیلیوں پہ مرکوز کی تھیں۔ وہ جو اِدھر اُدھر تانک جھانک کر رہا تھا چونک کے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔ اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے بے ساختہ مسکراہٹ اس کے لبوں پہ پھیلی تھی۔

تھینک یو۔" بولا تو فقط اتنا ہی۔"

"!!ویلکم۔"

ⓃⓄⓋⒺⓁⒷⓎⒽⒾⓃⒶⓃⒶⓏ

تین سال بعد

"سوہا یار میرے شوز کدھر ہیں۔؟" وہ یونیفارم میں ملبوس کمرے میں ادھر ادھر نظریں دوڑاتا چلایا تھا۔

"بیڈ کے نیچے پڑے ہیں۔"

"کمال ہے سارا دن اور رات یہ فائلوں میں سر دیے رکھتی ہیں چیزیں پتہ نہیں کب غائب کر دیتی۔" بیڈ کے نیچے جھکتا بڑبڑایا تھا۔

وہ شوز پہن رہا تھا جب پاس پڑا فون بجا۔

"ارے ماشاءاللہ بہت مبارک ہو۔" دوسری طرف سے بات سن کے بولا تھا تبھی وہ چائے کا مگ تھامے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"مبارک ہو مسز آپ پھپھو بن گئی ہیں۔ایک عدد بھتیجے کی۔"

پھپھو؟" اگلے ہی پل وہ مسکرائی تھی ہاں وہ پھپھو ہی تھی موحد کی اولاد کی،" مسکراہٹ ہنسی میں بدلی تھی۔

"کیا ہوا ہے ؟اتنی خوشی۔؟"

پھپھو بنی ہوں خوشی تو ہونی ہی ہے۔" وہ اترا کے بولی تھی۔"

ویسے اگر دس سال پہلے آپ نے میرے جذبات کا قتل نہ کیا ہوتا تو آج ہمارے" بھی تین چار بچے ہوتے۔"مسکراہٹ دبائے اس کا چہرہ نظروں کے حصار میں لئے بولا تھا۔وہ سٹپٹائی تھی۔

قسم سے فضول باتیں کرنا تو کوئی آپ سے سیکھے۔"منہ بناتے اس سے گریز" برتتی کبرڈر کی طرف بڑھی تھی۔

" یہ فضول نہیں میرے دل کی بات ہے۔"

اچھا!!ابھی آپ کہیں نہیں جارہے۔"وہ موضوع بدل گئ تھی۔"

آہ!!!شکر ہے میری بیگم کو بھی میرا خیال آیا۔"شوخ لہجے میں جواب آیا تھا۔"

"حد ہے میرا مطلب تھا کہ ہم ہسپتال جارہے ہیں۔"

ارمانوں پہ پانی پھیرنا تو کوئی آپ سے سیکھے۔"منہ بناتا بڑبڑاتا کمرے سے باہر نکل" گیا تھا۔

وہ مسکرائی تھی اس کے چہرے پہ زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی۔وہ خوش تھی۔ہاں کبھی وہ موحد سے محبت کرتی تھی مگر جہانگیر کی محبت اس محبت پہ حاوی تھی۔